زرد موسم کے دکھ از سمیرا شریف طور

WWW.NOVELSCLUBB.COM

WWW.NOVELSCLUBB.COM

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

WWW.NOVELSCLUBB.COM

زرد موسم کے دکھ

از

سمیرا شریف طور

www.novelsclubb.com

ہوا کے دوش پر کھڑکی پر پڑا صرف پردہ ہی تو ہلا تھا۔

''اللہ!''لائبہ کے ہلتے' ورد کرتے لب ایک دم ساکت ہو گئے۔ایک پل کو یوں لگا جیسے ابھی موت کا فرشتہ کھڑکی کا شیشہ توڑ کر اندر آجائے گا پھر اپنے وحشی وسفاک ہاتھوں سے ان سے ساری زندگی کا سنبھالا ہوا بھرم چھین کر لے جائے گا بے اختیار خوف سے جھلملاتی آنکھیں کھڑکی پر ٹکاتے اس کے ہاتھ ہونٹوں پر سختی سے جم گئے۔ گردن نفی میں ہلاتے وہ یقین و بے یقینی کی کیفیت میں اس قیامت کی گھڑی کے ٹل جانے کی منتظر تھی۔اسی خوف وہراس کی کیفیت میں ساری رات بیت گئی تھی۔ مگر دونوں بہنوں کا خوف کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گیا تھا۔ضوفی سہمی ہرنی جیسی دھندلائی ہوئی آنکھوں سے کبھی کبھار ڈرتے' ڈرتے بہن کے ہرے دوپٹے کے ہالے میں مقید زرد پڑتے چہرے کو دیکھ لیتی تھی۔لائبہ کے جنبش کرتے ہونٹوں کی حرکت وآواز سے اطمینان کر لیتی' دل کو یکدم تقویت مل جاتی

کہ اب اللہ کو ان پر رحم آ جائے گا۔ اللہ سب سے بڑا محافظ و نگہبان ہے وہ ان کی پکار پر ان کو ہر بلا سے محفوظ کر دے گا۔ دعا میں بڑی قوت ہوتی ہے' خالقِ حقیقی کو پکارنے میں عجیب لذت و سرور ملتا ہے اندھیروں سے اجالوں کی طرف سفر ہونے لگتا ہے۔ مصیبتیں ٹل جاتی ہیں' آزمائشیں رحمتیں بن جاتی ہیں' خوف و ہراس قوت ایمانی سے لبریز ہو کر یقین کی منزل پر پہنچنا' اللہ کی رحمت و عنایت بن جاتا ہے۔ یہ دعا ہی تو ہے جس کا کرشمہ جس کی طاقت وہ ساری رات آزماتی رہی تھی' عقل دیکھتی رہی تھی۔ اسے بھی زندگی بھر میں یاد کی گئی جتنی بھی دعائیں' قرآنی آیات اور اسمائے حسنیٰ ازبر تھے پڑھتی گئی تھی۔ جونہی دھیان بٹتا' عقل شک کی لپیٹ میں آتی' شیطانی وسوسے دل و دماغ پر حاوی ہوتے اور پلکیں ایک دوسرے میں پیوست ہوتیں' کئی خونخوار' وحشی' انسانیت سے عاری ہاتھ اپنی طرف بڑھتے محسوس ہوتے وہ ڈر جاتی آنکھیں کھول کر ہڑبڑا کر بہن کے چہرے کو دیکھنے لگتی تھی

www.novelsclubb.com

جس کے روشن صبیح چہرے پر مسلسل صاف وشفاف آنسو تسبیح کے دانوں کی مانند گرتے جاتے تھے۔

"پری! لگتا ہے وہ لوگ چلے گئے ہیں؟" ایک مسلسل تھکا دینے والی اذیت انگیز تکلیف اور خاموشی کے بعد اس نے خاموش دعائیں مانگتی ہوئی بہن سے پوچھا۔

"ہاں جانو! لگتا ہے وہ لوگ چلے گئے ہیں۔ باہر سے اب آوازیں نہیں آرہیں۔" لائبہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے تسلی دی۔ درحقیقت اس نے خود کو مطمئن کیا تھا۔ باہر سے اب اٹھا پٹخ، وحشی قہقہوں اور دھمکیوں کی آوازیں آنا تقریباً بند ہو چکی تھیں۔ کچھ دیر پہلے دونوں نے گیٹ کھلنے اور گاڑی کے پہیوں کے چرچرانے کی واضح آوازیں سنی تھیں۔ اس وقت فجر کا وقت تھا۔ ضوفشاں اور لائبہ دونوں بہنوں کی ساری رات آنکھیں دروازے پر جمائے نہایت اذیت و کرب میں گزر گئی تھی۔ دروازے کے آگے کپڑوں کی الماری رکھی ہوئی تھی، اس کے آگے صوفہ تھا اور پھر صوفے کے اوپر میز رکھ دی تھی۔ دروازہ مقفل تھا اس کے باوجود

دونوں اس قدر خوفزدہ تھیں کہ خود کو ان لوگوں کی وحشت و بربریت سے بچانے کے لیے بڑی مشکل سے یہ چیزیں گھسیٹ کر دروازے کے سامنے رکھ دی تھیں۔ یہ سب حفاظتی اقدام کر لینے کے باوجود ہر منٹ' ہر سیکنڈ گزرنے پر ہر آہٹ کے ساتھ دل اچھل کر حلق میں اٹک جاتا تھا۔ اپنا آپ تباہ ہوتا ہوا محسوس ہوتا پھر دوسرے ہی لمحے خدا کی خدائی اور آیت الکرسی کی فضیلت پر ایمان مضبوط ہو جاتا تھا۔ یہ شاید ان دونوں کا پختہ ایمان ہی تھا کہ وہ لوگ کافی دیر تک دروازہ پیٹنے دھکے اور لاتیں مارنے اور دھمکیاں دینے کے باوجود یہ دروازہ نہیں کھلوا سکے تھے نہ ہی توڑ کر اندر آ سکے تھے اور بالآخر واپس چلے گئے تھے۔ البتہ باقی گھر کو اپنی بربریت و سفاکیت کا نشانہ بناتے رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"وہ چلے گئے ہیں' خدا کا شکر ہے اس نے اپنی رحمت و برکت سے ہماری حفاظت کی۔ ہم دونوں کو بچا لیا۔ میں دروازہ کھول کر باہر کا جائزہ لیتی ہوں۔" لائبہ نے ایک دم اپنی گود میں سر رکھے منہ چھپائے لیٹی ضوفی کا ماتھا چوم لیا' پھر ضوفی کا سر

اپنی گود سے ہٹا کر تکیے پر رکھ کر اٹھنے لگی تھی کہ ضوفی نے تڑپ کر لائبہ کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"نہیں... نہیں پری! تم باہر نہیں جاؤ گی، کہیں وہ لوگ وہیں کہیں نہ ہوں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ لوگ ہمیں دھوکا دے رہے ہوں..." ضوفی کی بات کافی معقول تھی وہ اٹھتے اٹھتے دوبارہ بستر پر ڈھے گئی۔ اس کو دلاسہ دینے کے لیے سر ہلا دیا۔ اندر سے تو وہ خود بھی خوفزدہ تھی۔ زندگی کب اتنی سہل تھی، کب کوئی خوشی نصیب تھی، کب دل مطمئن تھا، ہر لمحہ ایک آزمائش بنی ہوئی تھی۔ ہر لمحہ رگید نے پر تلی ہوئی تھی۔ زخم لگا لگا کر نمک پاشی کر رہی تھی تکلیف واذیت کے بعد مصیبت و مشکل کھڑی کر رہی تھی۔ پتا نہیں اور کتنی آزمائشیں زندگی میں ابھی باقی تھیں۔ لائبہ خاموشی سے اٹھ کر باتھ روم میں گھس گئی۔ ضوفی کو بھی نماز ادا کرنے کا کہہ کر وضو کرنے لگی۔ ضوفی نے اس کی فوراً تقلید کی تھی۔ نماز ادا کرنے کے بعد دونوں تلاوت قرآن پاک سے دل کو سکون پہنچاتی رہی تھیں۔ ناامیدی کی اتھاہ

گہرائیوں کو' بے بسی ولاچاری اور تنہائی کی گرد آلود چادر کو' زندگی کی تلخیوں کو اور ہر لمحہ درپیش آزمائشوں کو قرآنِ پاک کی تلاوت کے بعد ٹل جانے کی دعا کرتی رہی تھیں۔اور ان تلخیوں اور آزمائشوں کو رضائے الٰہی سمجھ کر جھیل جانے کا صبر و حوصلہ خدا سے مانگتی رہی تھیں۔ ضوفی قرآن لپیٹ کر اس کے قریب ہی جائے نماز پر سو گئی تھی۔ تلاوت قرآنِ پاک سے فارغ ہو کر کوئی آٹھ بجے کے قریب اس نے ضوفشاں کا کندھا ہلایا۔

"ضوفی اٹھو! کالج کا ٹائم گزر رہا ہے۔" دیوار گیر گھڑی کا جائزہ لیتے اس نے اسے کہا تھا۔اللہ کا بندوں سے وعدہ ہے کہ جو اسے مصیبت کی گھڑیوں میں پکارے گا' خوشی کے لمحات میں یاد کرے گا دعا نماز اور قرآن سے دل کے گوشوں کو منور کرے گا وہ بھی اپنے ان بندوں کو اطمینان قلب سے نوازے گا اور صبر و حوصلہ عطا کرے گا۔ قرآن کے الفاظ میں لائبہ اس قدر مگن ہو گئی تھی کہ یاد ہی نہ رہا کہ گزشتہ رات کس آزمائش و مشکل میں گزری ہے۔دونوں موت کی کس سولی پر لٹکی رہی ہیں'

روزانہ معمول کی طرح ہی تو اس نے ضوفی کا کندھا ہلاتے ہوئے اسے جگانے کی کوشش کی تھی وہ ٹائم دیکھ کر گھبرائی تھی۔

"اوہ پری! آج تو میرا ٹیسٹ ہے۔ مس ناہید تو باتیں کر کے ہی جان نکال لیں گی۔

"اف اس قدر ٹائم ہو گیا ہے۔ اب میں کیا کروں۔" اس کی طرح ضوفی بھی تلاوت قرآن پاک اور کچھ دعا کی وجہ سے بہت مطمئن ہو گئی تھی۔ قیامت کی گھڑی ٹل جانے پر پر سکون ہوئی تو سب کچھ ذہن سے محو ہو گیا۔ اب اٹھ کر کالج جانے کے لیے پریشان ہونے لگی۔

"کچھ نہیں ہوتا' تم جلدی سے تیاری کرو۔ میں ناشتہ تیار کرتی ہوں۔" قرآن پاک جزدان میں لپیٹ کر جائے نماز اٹھا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی نظر دروازے کی طرف اٹھی تو قدم بھی ٹھٹک گئے۔ ٹانگیں ایک دم لرز گئی تھیں۔ دروازے کے سامنے الماری' صوفہ' میز اور دوسری چیزیں دیکھ کر گزری رات پھر پوری سفاکی سے

ذہن کے دریچے پر آن کھڑی ہوئی۔ضوفی پر بھی وہ تلخ پل واہو گئے تھے'اس کی بھی کم و بیش یہی حالت تھی۔ساکت و جامد بالکل چپ چاپ۔

''میں نہیں جائوں گی کالج۔پری! تم بھی باہر نہیں جائو گی۔ادھر میرے پاس ہی بیٹھ جائو۔''ضوفی بیڈ پر دوبارہ بیٹھ گئی تھی۔خود تو ڈری سہمی تھی ہی'لائبہ کا بھی ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھالیا۔یونہی گم صم'آنسو بہاتے'ایک دوسرے کو تسلیاں دیتے'مزید دو تین گھنٹے گزر گئے تھے'پھر ان کے کمرے کے دروازے پر زور و شور سے ہتھوڑے برسنے لگے۔ساری رات کی ڈری سہمی دونوں ایک دفعہ پھر ٹھٹک گئیں۔پوری جان سے لرز گئیں۔ڈر'خوف سراسیمگی بے بسی ولاچاری اور تنہائی کا شدید احساس۔کیا کچھ نہ تھا جو اس ایک پل میں دوبارہ ان پر وارد ہوا تھا۔

''لائبہ...ضوفی...دروازہ کھولو...لائبہ...!''دھڑ دھڑاتے دروازے کے عقب سے تیز لرزتی حواس باختہ آوازیں دونوں کے کانوں میں پہنچ رہی تھیں۔

لائبہ... ضوفی... تم دونوں اندر ہی ہو نا! پلیز دروازہ کھولو۔" ایک دفعہ پھر ان کے کانوں میں یہ آواز گونجی۔

"ک... ک... کون ہے؟" لائبہ نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری تھی۔ آواز شناسا تھی۔ اس کے اندر جان سی پڑنے لگی۔ خوفزدہ سہمی ہوئی ضوفی پر ایک نظر ڈال کر پوچھا تھا۔

"لائبہ میں ہوں مہ جبیں۔ دروازہ کھولو۔" مہ جبیں بھابی کی آواز پر اس نے کب کا رکا ہوا سانس خارج کیا۔ ضوفی کے چہرے پر بھی ایک زندگی کی لہر ابھری تھی۔ دونوں نے مل کر دروازے کے آگے موجود سامان ہٹایا اور مقفل دروازہ ایک دم جھٹکے سے کھولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بھابی..." سامنے مہ جبیں بھابی کو دیکھ کر دونوں یک زبان پکاریں۔

"تم دونوں خیریت سے ہو نا!" مہ جبیں بھابی کی پریشان زرد صورت اور گھبرائی ہوئی کانپتی آواز پر دونوں کے اندر رات بھر پلنے والی تنہاہی' بے بسی ولاچاری اور یتیم ویسیر ہونے کا احساس ایک دم رخصت ہوا تھا پھر نجانے کیا ہوا تھا ساری رات بہادر بننے کے ریکارڈ توڑنے والی دونوں بہنیں مہ جبیں بھابی کا سہارا پاتے ہی ان کی محبت بھری آنکھوں میں اپنے لیے فکر مندی کے آنسو دیکھ کر ان کے گلے لگ کر ایک دم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

"چپ کرو...اللہ کا شکر ہے' اس نے تم دونوں کی حفاظت کی۔" بھابی نے دونوں کو پانی پلا کر تسلی دی۔ "صبح سے میرا دل بہت گھبرا رہا تھا' مگر سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس بے چینی کی وجہ کیا ہے۔ تم دونوں کو تو پتا ہے رات وقاص کو کتنا بخار تھا' وہ ساری رات ایک پل کو نہیں سویا تھا' ساری رات اس کی پٹی سے لگے گزر گئی۔ صبح سویا تو میری بھی آنکھ لگ گئی۔ ابھی کچھ دیر پہلے کام والی ماسی آئی تو میں اٹھی تھی۔ چائے کی پتی ختم ہو گئی تھی' میں نے ماسی کو ادھر بھیجا کہ تم لوگوں کے کچن سے پتی

کی ڈبیا لے آئے۔ میں تو یہی سمجھ رہی تھی کہ تم یونیورسٹی اور ضوفی کالج جا چکی ہوں گی۔ وہ تو باہر کا گیٹ کھلا ہوا تھا' سارے گھر کی چیزیں الٹ پلٹ' بکھری ہوئی تھیں۔ کھلے اجاڑ کمرے' اور خالی الماریاں دیکھ کر حواس باختہ سی زلیخا نے جا کر بتایا تو میری جان ہی نکل گئی۔ ننگے پائوں ادھر بھاگی ہوں۔" بھابی افسوس سے کہہ رہی تھیں وہ چپکے سے آنسو بہاتی رہیں۔ دونوں نے مہ جبیں کو رات پیش آنے والی ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور پھر سارے گھر کا جائزہ لیا تھا۔ پاپا کی وفات کے بعد اس نے تمام زیورات' نقدی اور گھر' فیکٹری کے کاغذات' بینک میں رکھوا دئے تھے۔ اللہ کا دیا ہوا سب کچھ تھا' کبھی روپے پیسے کی تنگی نہیں ہوئی تھی' ہر ماہ لائبہ کی تنخواہ ہی اتنی تھی کہ مزید پیسے نکلوانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی تھی۔ پھر شہود بھائی بھی ہر ماہ اچھی خاصی رقم دے دیتے تھے۔ دو ہی تو وہ تھیں پھر خرچہ بھی تھوڑا سا تھا' وہ فضول خرچ نہیں تھیں' دونوں ہی قناعت پسند تھیں' پیسے کی ہوس تو تھی ہی نہیں۔ تمام گھر کا جائزہ لینے کے بعد وہ نقصان کا تخمینہ لگانے

www.novelsclubb.com

لگیں۔گھر کی تمام قیمتی چیزیں،ٹیلی ویژن،وی سی آر،ٹیپ ریکارڈر،سجاوٹ کی اشیاء،کپڑے فریج اور بھی گھریلو قیمتی سامان غائب تھا۔دونوں کے اپنے کمرے میں کوئی بھی خاص قیمتی چیز نہیں تھی سوائے اپنے وجود کے۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب اچانک کھٹکے سے لائبہ کی آنکھ کھل گئی تھی۔اسے گہری نیند سے بیدار ہونے پر یہی محسوس ہوا کہ کوئی ان کے گھر میں گھس آیا ہے۔ پہلا خیال چور ڈاکوئوں کی طرف ہی گیا تھا پھر بعد میں دروازے پر دستک ہوئی تو ضوفی بھی اٹھ گئی۔چور ڈاکوئوں کا خیال دل میں اس قدر خوف پیدا کر دینے والا تھا کہ دونوں باہر نکلنے کی ہمت بھی نہ کر سکیں۔تنہا بے بس اور لڑکیاں ہونے کا خوف ایسا جان لیوا تھا کہ جو بھی حفاظتی اقدامات دونوں سے ہو سکتے تھے،دونوں نے کر لیے تھے۔ان کی کپڑوں کی الماری کافی مضبوط،چوڑی اور بھاری تھی۔دونوں نے بمشکل گھسیٹ کر دروازے کے آگے کی تھی جس سے راستہ بند ہو گیا تھا۔

کھڑکیوں کی چٹخنیاں چڑھا کر پردے بھی گرا دیئے تھے۔اس کے باوجود چوروں کے ڈر سے دونوں ساری رات کانپتی لرزتی جاگتی رہی تھیں۔

"لائبہ !اچھا خاصا گھر کا سامان غائب ہے۔میرا مشورہ مانو تو پولیس میں رپورٹ کرا دتے ہیں۔" مہ جبیں بھابی نے گھر کا جائزہ لے کر اسے کہا تھا۔"کسی چیز کو ابھی چھیڑنے اور چھونے کی ضرورت نہیں۔سب کچھ یونہی بکھرا رہنے دو۔پتا نہیں کیسے لوگ تھے' دیواروں سے پردے' الماریوں سے قیمتی کپڑے اور تمام چیزیں لے گئے ہیں۔یہ سب اتنا قیمتی ساز و سامان ہے سارا روپیہ ملائیں تو ہزاروں تو بنتے ہی ہیں اور یہ کوئی عام بات نہیں۔" وہ بھی ان کے قریب ہی سوفے پر بیٹھ گئیں۔

"شہود بھی یہاں نہیں ہیں۔وہی اگر یہاں ہوتے تو یہ سب نہ ہوتا' کم از کم کوئی سبیل تو نکل ہی آتی۔" وہ رک گئی تھیں' کچھ دیر سوچنے کے بعد پھر بولیں۔"ہاں' یاد آیا لائبہ ! شہود کا ایک دوست اے ایس پی ہے' ایک دو دفعہ ہمارے گھر بھی آچکا

ہے۔ضوفی! تم ایک دفعہ ملی تھی ناں فوزان صدیقی سے؟''بھابی کی نشاندہی پر مضمحل سی ضوفشاں نے سر ہلا دیا۔

''بہت اچھا انسان ہے۔آج کے دور میں اس جیسے لوگ بہت کم ملتے ہیں' اپنے پیشے اور وطن کا وفادار ہے' شہود سے تو کافی دوستی ہے' بتاتے ہیں اس کا ریکارڈ اول روز سے ہی صاف ہے۔ کبھی کوئی غلط کام نہیں کرتا' میں بھی ذاتی طور پر اس شخص سے بہت متاثر ہوں۔''

بھابی خود بھی اچھی تھیں۔اللہ نے انہیں اتنا محبت کرنے والا حساس دل دے رکھا تھا کہ ہر انسان ان کی نظر میں ان ہی جیسا ہے۔وہ اپنی فطرت کے پیش نظر موصوف اے' ایس' پی صاحب کی تعریف میں رطب اللسان ہو چکی تھیں۔لائبہ نے ایک نظر ضوفی پر ڈالی پھر اس ''فوزان نامے'' کو ختم کرنے کے لیے بول اٹھی۔

"بھابی! ہمیں اس آفیسر سے کیا لینا دینا ہے۔ ہمیں تو اس مشکل سے نکلنے کے لیے کوئی طریقہ سوچنا ہے' جو فوری بھی ہو اور موثر بھی۔" لائبہ کی بات پر انہوں نے سر ہلایا۔

"وہی تو میں کہہ رہی ہوں' وقاص کو تو سخت بخار ہے۔ تمہیں تو اندازہ ہے وہ بخار میں کس قدر چڑچڑا ہو جاتا ہے تمہارے بھائی بھی دو دن کا کہہ کر لاہور جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ نہیں تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہوتا وہی کوئی نہ کوئی حل نکال لیتے۔ اس طرح ہم عورتوں کو خوار ہونے کی بجائے وہ خود ہی یہ معاملہ سنبھال لیتے ابھی تو اصل مسئلہ پولیس کو رپورٹ کرنے کا ہے۔ سوچ رہی ہوں کون رپورٹ کرے جا کر۔"

"بھابی! ون سیون پر کال کرتے ہیں وہ خود ہی کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔" ضوفی نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ اسے دیکھنے لگیں۔

"بھابی! ون سیون پر کال کرتے ہیں وہ خود ہی کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔"

ضوفی نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ اسے دیکھنے لگیں۔

"نہیں چندا! ون سیون پر کال کرنا مناسب نہیں۔ شہود یہاں نہیں ہیں لوگ تو پہلے ہی کوئی نہ کوئی موقع ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ سارے محلے میں ہم ایک موضوع بن جائیں گے۔ فوزان صدیقی بہت اچھا انسان ہے' میں اسے فون کر دیتی ہوں۔ میرے پاس اس کا کارڈ بھی ہے۔ تم دونوں اس کے آفس جاؤ اور اسے رپورٹ کرو۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ ابھی سارے محلے کو خبر ہو جائے گی اور سو کہانیاں بنیں گی۔ تم دونوں وہاں جاؤ میں تمہیں شہود کا کارڈ دے دیتی ہوں۔ وہ بہت انصاف پسند شخص ہے' بس ایک دفعہ اسے خبر کر دینی ہے وہ کوئی نہ کوئی حل ضرور نکال لے گا۔" بھابی صحیح کہہ رہی تھیں۔ اس نے خاموشی سے مان لیا۔ بھابی کارڈ لانے کے لیے تیز تیز قدم اٹھاتے اپنے پورشن کی طرف چلی گئی تھیں۔ دونوں گھروں کے درمیان پانچ چھ فٹ کی دیوار تھی جو دونوں پورشنز کو

ایک دوسرے سے جدا کرتی تھی۔ دیوار کے درمیان میں لوہے کا ایک دروازہ نصب تھا جس کی وجہ سے دونوں پورشنز میں آنے جانے کے لیے گیٹ اور گلی کا راستہ استعمال کرنے کی کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی۔ لائبہ بے چارگی اور پریشانی سے ادھر ادھر ٹہلتی رہی۔ ضوفی خاموش دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ اس کا انداز اکتایا ہوا تھا۔ وہ اس جھنجٹ میں نہیں پڑنا چاہتی تھی جو بھی نقصان ہوا تھا وہ اگرچہ نظر انداز کیا جانے والا نہیں تھا۔ مل ملا کر بھی ایک لاکھ کے قریب مالیت کا سامان غائب تھا۔ ماما پاپا کی بڑی محنت ایمانداری اور محبت و لگن سے اکٹھی کی جانے والی جمع پونجی کتنی آسانی سے لٹ گئی تھی۔ ٹیلی فون کا کیبل کاٹ دیا گیا تھا۔ وہ تاسف سے کٹی تار کو گھورتی رہی۔ صرف کل ایسا ہوا تھا کہ ان دونوں کے پاس موبائل فون نہ تھے۔ اعصاب مسلسل ذہنی و جسمانی کوفت کا شکار ہو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"لو یہ دونوں کارڈز اپنے پاس رکھ لو۔" واپس آکر مہ جبیں بھابی نے دونوں کارڈز لائبہ کو تھمائے۔ "میں تمہارے ساتھ ضرور چلتی مگر کیا کروں وقاص کی طبیعت

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بہت خراب ہے۔میں نے شہود کو بھی فون کر دیا ہے۔ کہہ رہے تھے جو بھی پہلی فلائٹ ملی وہ پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ تم اللہ کا نام لے کر جائو' میں فوزان صدیقی کو بھی فون کر دوں گی۔" لائبہ کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے انہوں نے مزید تسلی دی۔

"بھابی! میں اکیلی کیسے جائوں گی؟" وہ بھابی کے ساتھ نہ چلنے پر پریشان ہو گئی۔

"اکیلی کیوں... ضوفی ہے نا!" بھابی نے خاموش مہر بہ لب غمزدہ ضوفی کی طرف دیکھا۔

"نہیں بھابی! مجھ سے کہیں بھی نہیں جایا جائے گا۔ ساری رات کی فکر اور خوف سے اب میرے اعصاب چٹخ گئے ہیں۔ دو قدم چلنا بھی محال ہے۔" ضوفی کے ٹوٹے پھوٹے لہجے سے ہی اس کی خراب' شکستہ حالت' کشیدہ اعصاب کا اچھی طرح

اندازہ ہو رہا تھا۔لائبہ نے فوراً آگے بڑھ کر بے حوصلہ ہوتی ضوفی کو گلے لگا کر تھپکی دی۔

"اچھا!اب زیادہ سوچو مت' پہلے ہی بارہ بج رہے ہیں اگر رپورٹ کرنے میں تھوڑی بہت اور دیر ہو گئی تو پولیس والے بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں۔فوزان ایسا تو نہیں پھر بھی تم جلدی کرو'اور اکیلی ہی چلی جائو۔"بھابی نے دونوں کو پر شفقت انداز میں باری باری ساتھ لگا کر تسلی دی۔لائبہ خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔کپڑے کافی ملگجے ہو رہے تھے۔اس حالت میں تبدیل کرنے کو دل ہی نہ مانا۔ پائوں میں سینڈل اڑس کر الماری سے قدرے بہتر شال نکال کر کندھوں پر لپیٹی اور بغیر منہ دھوئے بال سنوارے اس نے بیگ کندھے پر لٹکا کر واپس باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

"لائبہ !فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔راستہ تمہیں کارڈ سے پتا چل جائے گا' اپنی گاڑی ہے آرام سے چلی جانا۔"لان کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے انہوں نے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی ایک دفعہ پھر ہمت بندھائی۔ پھر جیسے ہی گیراج کی طرف نظر اٹھی تو ایک دم ہول اٹھیں۔ ”ہائے اللہ...لائبہ ! گیراج میں گاڑی نہیں ہے‘ کہیں وہ بھی تو چوری نہیں ہو گئی؟“ لائبہ کو دیکھتے انہوں نے ایک دفعہ پھر گیراج کی طرف نگاہ دوڑائی جہاں اب گاڑی نہیں تھی۔

”نہیں ! وہ کئی دنوں سے تنگ کر رہی تھی‘ کل تنگ آ کر میں اسے ورکشاپ ہی چھوڑ آئی تھی۔“

”اوہ...شکر خدا کا...“ انہوں نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے شکر کا کلمہ پڑھا۔ ”میں تو ڈر ہی گئی تھی۔ ہماری گاڑی بھی گھر پر نہیں ہے‘ پرسوں لاہور جاتے ہوئے شہود ساتھ لے گئے تھے کہہ رہے تھے جہاز سے جانا ہے‘ ڈرائیور گاڑی فیکٹری میں چھوڑ دے گا۔ مجھے تو خود کہیں جانا نہیں تھا۔ خیال ہی نہ آیا کہ واپس منگوالوں۔ میرا ہی دماغ خراب تھا گاڑی لے جانے سے ہی روک دیتی۔ ایسا کرو تم ٹیکسی یا رکشے سے چلی جاؤ۔“ بھابی نے مشورہ دیا۔

''جی اچھا!''اب جائے بناچارہ بھی نہ تھا۔وہ بھی تنہا'اس نے بے دلی سے رضامندی دے دی تھی۔

.../...

''آپ کے یہ صاحب آخر کب فارغ ہوں گے ؟ایک گھنٹے سے اوپر ہو چلا ہے مجھے یہاں بیٹھ کر انتظار کرتے ہوئے۔''انتظار کی کوفت سے تنگ آکر وہ کانسٹبل پر برس پڑی۔ عجیب بد دماغ شخص تھا جو نہ ہی اس کا کارڈ اندر بھیج رہا تھا اور نہ اسے اندر جانے دے رہا تھا۔ایک گھنٹے سے وہ اسے بار بار اپنی گندی خونخوار نظروں سے گھورنے لگتا تھا۔اس کی نظریں وہ مسلسل اپنے وجود پر محسوس کر رہی تھی۔کافی دیر تک تو وہ اس بد تہذیب شخص کو برداشت کرتی رہی تھی'اب اس میں مزید ضبط کا یارا نہیں تھا۔

"چپ کرو بی بی، خواہ مخواہ تنگ مت کرو۔ کہا ہے نا صاحب فارغ نہیں، جب ہوں گے میں اندر اطلاع کر دوں گا۔" اس نے غصیلی نظر سے دیکھتے لائبہ کو جھڑک دیا تھا۔ وہ اندر ہی اندر بل کھانے لگی، پھر کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی۔

"آ جاتے ہیں دماغ چاٹنے! فارغ تو ہم بیٹھے نہیں ہوتے جو فوراً ہی ان کی خدمتوں کے لیے چل پڑیں۔ نجانے کہاں کہاں سے اپنے اپنے مسئلے لے کر آ جاتے ہیں۔ شکایت کے لیے کوئی اور جگہ ہی نہیں ملتی ان لوگوں کو۔ ہم بھی انسان ہیں۔ سرکار کے ملازم ہیں۔" وہ لائبہ کو مسلسل گھورتے اور بھی کچھ کہہ رہا تھا۔ لائبہ کے اندر اب برداشت کی ہمت نہیں رہی تھی۔ کوئی انسان آخر کب تک برداشت کرے، کہیں نہ کہیں تو جا کر ہمت جواب دے جاتی ہے وہ کانسٹیبل کی بات کاٹتے ہوئے درمیان میں ہی بول اٹھی بلکہ چیخ اٹھی تھی۔

"اوہ یو شٹ اپ...! تم سرکار کے ملازم ہو نا تو پھر ملازم بن کر رہو۔" دکھ کی زیادتی سے لائبہ کا سانس پھولنے لگا تھا۔ "یہ پولیس چوکیاں اسی لیے قائم کی گئی ہیں کہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

یہاں ہم لوگ اپنی شکایات درج کروائیں۔اگر تم لوگ متاثرہ لوگوں کی مدد کرتے ہو'ان کی شکایات سنتے ہو تو کوئی احسان نہیں کرتے' یہ تمہارا فرض ہے' یہ پولیس اسٹیشن ہم لوگوں کی فلاح کے لیے ہیں'اور تم لوگوں کا فرض ہے کہ ہماری شکایات سنو۔تم لوگ اگر کچھ کرتے ہو تو مفت میں نہیں کرتے' تنخواہ لیتے ہو'روز اپنی جیبیں بھرتے ہو وہ الگ۔ہم جیسے لوگوں کی خون پسینے سے حاصل کی گئی کمائی سے جو ٹیکس اور جرمانے حاصل کیے جاتے ہیں وہ تم جیسے احساسات سے عاری ضمیر فروش لوگوں کو پالنے کے لیے تمہاری طلب کے پیٹ بھرنے کے لیے ہی کام آرہا ہے۔خدا کا شکر ادا کرو اور جو تنخواہ لیتے ہو اسے حلال بھی کرو۔'' دونوں ہاتھ میز پر رکھے وہ کانسٹیبل کو گھور رہی تھی۔وہ تو حیران تھا۔ایک دم ٹھٹک گیا۔وہ عام لڑکیوں جیسی نہیں تھی'جو ان کی نظروں اور جملوں سے خائف ہونے کے بعد ان کے پیٹ بھرنے کو مٹھی گرم کر دیتی۔''کرتی ہوں میں فون...اتنی دور سے

www.novelsclubb.com

میں یہاں تمہاری لفاظی سننے نہیں آئی۔" لائبہ نے ایک دم ٹیبل پر رکھا فون اپنی طرف گھسیٹا' وہ سچ مچ ڈر گیا۔

لائبہ کے اندر کبھی کبھار ہی تو ایسی جرأت جاگتی تھی۔ نہیں تو وہ بہت ہی متحمل مزاج اور اندر سے وہی دبو سی ڈری سہمی سی لڑکی تھی۔ جو چند سال پہلے بھی کسی گندی نظر سے یونہی سہم جاتی تھی۔ اب تو پہلے سے زیادہ بااعتماد ہو گئی تھی۔ چند سال پہلے اور آج کی لائبہ افتخار میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ بس یہ بات تھی کہ اس دور کی لائبہ افتخار ہر قسم کے داغ سے پاک وصاف تھی اور آج کی لائبہ افتخار کے ماتھے پر کالا سیاہ داغ تھا' جو اس کی زندگی کا دائرہ اس پر مسلسل تنگ کرتا جا رہا تھا۔ ہر مقام پر آڑے آ جاتا تھا۔ اب تو وہ زندگی کی اس تکلیف دہ اذیت اور معمول سے اتنی تنگ آ گئی تھی کہ بچاؤ کا کوئی راستہ ہی نہیں سوجھ رہا تھا۔ احساسِ ذلت سے لائبہ افتخار کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا۔ جھپک جھپک کر آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتے اس نے ریسیور تھاما تھا۔

"یہ...یہ تم کیا کر رہی ہو بی بی...! یہ تمہارے باپ کا فون نہیں ہے۔"

"بکواس بند کرو...میرے باپ تک مت جانا۔ نہیں تو میں منہ توڑ دوں گی تمہارا۔"

وہ ایک دم چیخی تھی کانسٹیبل یکدم ڈر گیا۔ جلدی سے اس نے اپنے اطراف دیکھا۔

"اچھا...اچھا بی آرام سے بیٹھو' میں بھیجتا ہوں صاحب کے پاس کارڈ۔ عجیب عورت ہو تم۔" لائبہ کے ہاتھ سے ریسیور لے کر کانسٹیبل نے واپس کریڈل پر رکھ دیا ساتھ ہی کسی کو آواز دی تھی۔ "نذیر...اوئے نذیر...!" چیخ کر پکارنے سے ایک درمیانی عمر کا چاق و چوبند پولیس اہل کار حکم کی تعمیل کو آ کھڑا ہوا۔ "یہ کارڈ اندر صاحب کو دے آئو...جان چھوٹے میری اس بی بی سے..." مونچھوں پر تائو دیتے کینہ توز نظروں سے لائبہ افتخار کو دیکھتے ہوئے وہ دوسرے شخص سے مخاطب تھا۔

اس شخص کے چلے جانے کے بعد وہ بے چینی سے کمرے میں ٹہلتی بلاوے کا انتظار کرنے لگی۔ اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا۔ دو منٹ بعد ہی وہ اس شخص کی راہنمائی میں اے ایس پی کے کمرے کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ شخص کمرے تک

چھوڑ کے واپس چلا گیا تھا۔لائبہ نے دروازے پر دستک دے کر اندر جانے کی اجازت طلب کی تھی۔

"جی آجائیں...!"اجازت ملتے ہی وہ فوراً اندر داخل ہو گئی تھی۔کشادہ کمرا تھا' بڑی چوڑی سی میز کے چاروں جانب کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔کمرا خالص سرکاری دفتر کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔آفیسر کی کرسی خالی تھی۔اے ایس پی صاحب کی موجودگی معلوم کرنے کے لیے لائبہ نے کمرے کے چاروں جانب نظریں دوڑائیں' موصوف بائیں جانب دیوار سے منسلک الماری کی طرف رخ کیے ہوئے تھے۔کسی بھاری بھر کم فائل میں سر کھپا ہوا تھا۔وہ اپنے کام میں اس قدر مگن تھا کہ اندر آنے والی لائبہ افتخار پر بھی رخ موڑ کر نظر ڈالنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔

"معاف کیجئے گا سر..."لائبہ نے قدرے کھنکار کر اس قدر مصروف حضرت صاحب کو متوجہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

"پلیز تشریف رکھیے۔"اس شخص نے اسی مصروف انداز میں ہاتھ سے اشارہ کرتے اسے بیٹھنے کی پیشکش کی تھی۔لائبہ اندر ہی اندر اے ایس پی کی اس مصروفیت پر لعنت بھیجتی کوستی،بل کھاتی بیٹھ گئی تھی۔ایک ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کی کوفت نے اسے کافی بدمزہ کر دیا تھا۔وہ ساری رات کی جاگی ہوئی تھی۔اضطراب،اذیت اور فکر مندی نے اسے بے حال کر دیا تھا۔اب تو اسے اپنے اعصاب بھی جواب دیتے محسوس ہو رہے تھے۔پہلی نظر سے لے کر اب تک اس کے تمام تاثر غلط ثابت ہو رہے تھے۔بھابی کی موصوف کے بارے میں کہی گئی تمام باتیں غلط ثابت ہو رہی تھیں۔وہ کرسی پر بیٹھی،سر نیچا کیے میز کی چکنی سطح پر انگلیاں پھیرنے لگی۔

"جی تو آپ لائبہ افتخار ہیں،میری آپ کی مہ جبیں بھابی سے فون پر بات ہوئی تھی وہ کہہ رہی تھیں آپ..."اگلے الفاظ فوزان صدیقی کے لائبہ افتخار پر نظریں پڑتے ہی منہ میں ہی رہ گئے تھے۔لائبہ کو بھی حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ایک دم کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے کرسی میں موجود ان دیکھے اسپرنگ نے اسے باہر اچھال

دیا ہو۔ لمحوں میں وہ کانٹوں بھری بہت لمبی مسافت طے کر گئی تھی۔اپنے دائیں بازو کی کلائی کو بائیں ہاتھ سے مضبوطی سے تھامتے اسے بہت کچھ یاد آتا گیا تھا۔وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی اس طرح زندگی میں کبھی اچانک دوبارہ بالکل انجانے میں اس مہربان اجنبی شخص سے ملاقات ہو سکتی ہے۔وہ بھی اس کے روبرو کسی اور مقصد کے سلسلے میں...وہ تو اس جان لیوا حادثے کے بعد کئی مہینوں تک اس کے خوابوں میں آتا رہا تھا۔اس کی ہمت بندھاتا' اسے زندہ رہنے کا ایک نیا سبق پڑھاتا تھا' اور پھر اچانک غائب ہو جاتا تھا' اور اب جب وہ اس شخص کو سراب سمجھ کر' رحمت کا فرشتہ جان کر بالکل بھول چکی تھی تو پھر یہ اس کے سامنے مجسم اپنی مہربانیوں سمیت اس کے سامنے کھڑا تھا۔پہلی دفعہ اس کی فوزان صدیقی سے جن حالات میں ملاقات ہوئی تھی اور اب جس طرح ہو رہی تھی دونوں بالکل مختلف تھے' مگر حوالہ وہی تھا۔ایک مظلوم تھا تو دوسرا دادرسی کرنے والا تھا' ایک زخمی

www.novelsclubb.com

تھا تو دوسرا مرہم جوئی کرنے والا تھا۔ایک پولیس آفیسر تھا تو دوسرا تعلق مظلوم عوامی لڑکی کا تھا۔

"آپ..."لائبہ کے ہونٹ بھی نیم وا ہوئے تھے پھر اس نے سختی سے ہونٹوں کو بھینچ لیا۔اپنی ذات کا اشتہار دیکھنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔خود اذیتی کے لمحات اگرچہ بہت ہی اذیت ناک تھے۔ان دونوں کا ساتھ بھی تو بہت لمحاتی سا تھا۔کوئی ایک لمبی چوڑی کہانی دونوں سے منسوب نہ تھی' جسے یاد کرنے میں وہ عمریں گزار دیتی یا اپنی ذات کو مزید اذیت کی بھٹی میں دھکیلتی' یہ تو سامنے والی شخصیت کا شاید نصب العین ہی دوسروں کی خدمت کرنا تھا۔مشکل میں ان کے کام آنا تھا۔اس کا فرض ہی عوام الناس کی مدد کرنا تھا' پھر وہ کیوں ماضی کی بھول بھلیوں میں کھوئی رہتی۔ انسانیت کے رشتے کو خواہ مخواہ کیوں کوئی بے نام سی رفاقت کا نام سونپتی' وہ خود سے بہت اچھی طرح آگاہ تھی۔بہت اچھی طرح اپنی حقیقت جانتی تھی' خوش فہمیوں اور خوش گمانیوں سے ہمیشہ خود کو دور رکھا تھا۔اس سامنے والے شخص کی بے نام

سی یاد کو ہمیشہ کے لیے دل کے ایوانوں میں تازہ رکھنے کے لیے اس کے ماتھے پر چمکتا ہوا کالا سیاہ دھبا ہی تو کافی تھا۔ وہ خاموشی سے کرسی پر ڈھے گئی۔ وہ اسے بھولی کب تھی، کبھی یاد نہیں کیا، بطور خاص اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔ سب کو اس اجنبی مہربان کے احسان کا علم تھا پھر بھی کبھی اس موضوع پر گفتگو نہیں کی تھی۔ اس کے باوجود وہ اس بے نام اجنبی، غیر مانوس، بے رنگ لمحاتی رفاقت پر ایمان لے آئی تھی۔ ہمیشہ اپنے محسن کے طور پر اسے یاد کیا تھا۔ جب کبھی بھی ذلت و شرمندگی کا سامنا ہوا، آنکھوں میں بے نور دیئے ٹمٹمانے لگے تو اس شخص کی یاد ہمیشہ دل میں آسماتی تھی۔ وہ اس کا محسن تھا، وہ اس کا احسان کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔ پہلی نظر میں قائم ہونے والا تاثر ابھی بھی قائم تھا۔ لائبہ نے بہت جلد خود کو سنبھال لیا تھا۔ بالکل بے تاثر انداز میں فوزان صدیقی کو دیکھا تھا۔ جیسے وہ اسے جانتی ہی نہ ہو۔ یوں مخاطب تھی جیسے کبھی دیکھا ہی نہ ہو

www.novelsclubb.com

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 2

"مجھے مہ جبیں بھابی نے آپ کے پاس بھیجا تھا۔انہوں نے آپ کو فون پر ساری صورت حال بتادی ہو گی۔" آنکھوں میں ایک خاص ٹھہرائو لیے' اپنے سامنے کھڑے ساکت و جامد وجود پر ایک نظر ڈالی۔ فوزان صدیقی اس کی آواز کے ٹھہرائو سے چونک کر حال میں لوٹ آیا۔ایک بہت بڑی مسافت تو اس نے بھی طے کی تھی۔لائبہ نے اپنے تاثرات چھپا لیے تھے مگر وہ اس کے چہرے پر ابھرنے والی پہلی شناسا سی چمک پا گیا تھا۔وہ چہرے پر تھکن زدہ مسافت کے آثار لیے ایک گہرا سانس کھینچتے ہوئے اپنی سیٹ پر آ گیا۔لائبہ کی جھکی جھکی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اس نے

اس کے چہرے پر نظریں جمادیں جو اپنی سیٹ پر بہت سکون سے بیٹھی ہوئی تھی۔ یوں جیسے شناسائی کا کوئی لمحہ آیا ہی نہ ہو۔

"اگر مجھے علم ہوتا کہ مہ جبیں بھابی جس لائبہ افتخار کا نام لے رہی ہیں وہ آپ ہیں تو میں انہیں آپ کو یہاں بھیجنے سے روک دیتا۔" لائبہ نے ایک لمحے کو پلکیں اٹھا کر تعجب خیز نظروں سے فوزان صدیقی کے چہرے پر کھلنے والی مسکراہٹ کو دیکھا۔ فائل میز پر رکھے وہ بالکل پر سکون انداز میں کرسی کی پشت سے اپنا سر ٹکائے کافی فارغ لگ رہا تھا جیسے سامنے بیٹھی لڑکی کی روداد سننے کے علاوہ اسے کوئی اور کام ہی نہ ہو۔ تھوڑی دیر پہلے والی بے پناہ مصروفیت کا کہیں وجود ہی نہیں تھا۔ لائبہ نے دوبارہ نظریں جھکاتے ہوئے ہونٹوں کو کچلا۔ فوزان نے اسے شش و پنج میں گرفتار دیکھ کر خود ہی موضوع بدلا۔ "مسز شہود علوی نے مجھے سب کچھ بتا دیا تھا' آپ دوبارہ تفصیل سے آگاہ کیجیے۔" اپنے سامنے دوبارہ فائل کھولتے اس نے لائبہ کے

چہرے سے نظریں ہٹا کر فائل کے اوراق پر جمادی تھیں' نارمل ہو کر وہ ایک دفعہ پھر مصروف ہو گیا تھا۔ مگر شاید وہ ایک لمحے کا اثر درمیان میں ٹھہر گیا تھا۔

''ہوں تو یہ بات ہے... آپ اور آپ کی فیملی تو محفوظ ہیں نا...'' ساری تفصیل سن کر اس نے لائبہ کو دوبارہ دیکھا۔ لائبہ نے صرف سر ہلا دیا۔ فوزان نے فون پر کسی کو چائے لانے کی ہدایت کی تھی۔ چائے آنے تک وہ لائبہ سے مختلف سوال کرتا رہا تھا۔ چوکیدار چائے لے کر آیا تو وہ لائبہ سے چائے لینے کے لیے اصرار کرنے لگا۔ لائبہ کو عجیب سا محسوس ہوا۔ فوزان سے ملنے سے پہلے اس کے کانسٹیبل سے ہونے والی جھڑپ نے اسے بدمزہ کر دیا تھا۔ پھر وہ یہاں چائے پینے تو نہیں آئی تھی۔ طبیعت اس قدر مکدر ہو رہی تھی کہ فوراً یہاں سے بھاگ جانے کا سوچ رہی تھی۔

''پلیز چائے لیں نا... مجھے خوشی ہو گی۔'' اس نے ایک دفعہ پھر کہا تو لائبہ کی بھنویں تن گئیں۔ وہ مصلحت آمیز لڑکی ضرور تھی مگر ایک حد تک۔ جبھی کہہ اٹھی۔

''معاف کیجیے گا' آپ کو شاید برا لگے' میں صرف اپنے حق حلال کی کمائی سے کھانا پینا پسند کرتی ہوں۔'' فوزان صدیقی نے قدرے حیران ہو کر لائبہ کو دیکھا' جس کا لب ولہجہ بہت تلخ تھا۔ وہ شاید اس پر طنز کر رہی تھی۔

''آپ بھی شاید یہ جان کر انکار نہیں کریں گی کہ یہ میری بھی حق حلال کی کمائی ہے۔'' فوزان نے طنز نہیں کیا تھا۔ اسی کی طرح سادہ سا انداز اپناتے ہوئے کہا تھا۔ وہ چپ کی چپ رہ گئی۔ اب انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ وہ اب بھی کپ اس کی طرف بڑھائے منتظر تھا۔ اس نے خاموشی سے قبول کر لیا۔ پہلے دو گھونٹ لیتے ہی اسے شدت سے احساس ہوا کہ چائے کی پیشکش بروقت تھی۔ مسلسل ملنے والے اعصاب شکن حادثات نے اس کی عقل کو زائل کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان حالات میں چائے کی طلب شدید تھی۔ جو فوزان صدیقی نے محسوس کر لی تھی اور اب انتہائی اصرار کے بعد پوری بھی کر دی تھی' اس کے دل میں فوزان صدیقی کی اہمیت بڑھ گئی۔

"شکریہ آپ کا...!" وہ خاموشی سے گھونٹ لے رہی تھی' اپنی بداخلاقی کا احساس ہوا تو فوراً کہہ دیا۔ فوزان صدیقی فوراً مسکرا دیا۔ وہ اس کے چہرے پر خفت کا تاثر بخوبی دیکھ سکتا تھا۔

"لائبہ! آپ تو لاہور میں رہائش پزیر تھیں پھر یہاں کیسے...؟" وہ جانتی تھی سامنے بیٹھا شخص یہ سوال ضرور کرے گا۔ وہ نظریں کپ پر جما کر اس کے سوال کا جواب سوچتی رہی۔ فوزان مسلسل لائبہ کے الجھے ہوئے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ عین اسی لمحے جب اس نے اس کے سوال کا جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا وہی بددماغ بدتہذیب کانسٹیبل دروازہ بجاتا اندر داخل ہوا تھا۔ فوزان اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"سر! آپ نے کچھ دیر پہلے یہ فائل منگوائی تھی۔" وہ اب باادب و باملاحظہ کا ثبوت فراہم کرتا کافی معصوم لگ رہا تھا۔ لائبہ کو اسے پھر سامنے دیکھ کر کچھ دیر پہلے والے

اس شخص کی انتہائی بد تمیزی نے ایک دفعہ پھر غصہ دلا دیا۔اس نے نہایت ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔

''اور تمہیں ایک گھنٹہ بعد یاد آیا ہے کہ میں نے کوئی فائل منگوائی تھی۔''اس نے غصہ سے پوچھا تھا۔

''یس سر...!'' بالکل مستعد کھڑے اس نے کہا۔فوزان نے فائل لے لی۔

''ٹھیک ہے'ڈرائیور کو کہو جیپ نکالے۔اور تم بھی تیار ہو جاؤ۔''لائبہ خالی کپ میز پر رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔فوزان صدیقی بھی فوراً کھڑا ہو گیا۔''مس لائبہ افتخار!میرا خیال ہے میں خود آپ کے گھر جا کر جائے واردات کا جائزہ لے لیتا ہوں'مسز علوی کی بھی یہی تاکید تھی۔''وہ اپنی کیپ اپنے سر پر جماتے کہہ رہا تھا' لائبہ نے کچھ کہنا چاہا پھر اس کی آخری بات پر کندھے اچکا کر اپنا بیگ تھامتے باہر نکل آئی۔فوزان بھی اسی کانسٹیبل کو ہدایات دیتا اس کے پیچھے ہی باہر آ گیا تھا۔اسی

بد دماغ انسپکٹر نے اس کے لیے پولیس جیپ کا اگلا دروازہ کھولا تھا۔ وہ اس قدر اہمیت دیے جانے کی توقع نہیں رکھتی تھی۔ سو اگلی نشست پر بیٹھنے سے جھجکنے لگی۔

"پلیز... بیٹھیے نا..." فوزان صدیقی نے اسے جھجکتے دیکھ کر بیٹھنے کو کہا۔ وہ شرمندہ ہوتے ہوئے اندر بیٹھ گئی۔

"لائبہ آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا یا پھر آپ دینا ہی نہیں چاہتیں؟"

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے وہ سائیڈ میں لگے آئینے پر موجود اس کے عکس پر نظر ڈال کر پوچھ رہا تھا۔ وہ قدرے چونک کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ اندر ہی اندر وہ اس کی نظر شناسی کی قائل ہونے لگی۔ پہلی ملاقات جن حالات میں ہوئی تھی' اس میں اسے اپنا ہوش بھی نہیں تھا۔ اس کے بارے میں کیا رائے رکھتی؟ اتنے سال تک صرف اس کا رویہ' چہرہ اور مدد یاد تھی' اب اس نے ایک نظر اس لمبے چوڑے پولیس وردی میں ملبوس وجود پر ڈالی۔ عام مردوں کی طرح ہی تو تھا پھر بھی اس میں

کوئی خاص بات تھی۔یہی وجہ تھی کہ اس نے اس سے بہت جلد نظریں چرالی تھیں۔"میں نے پوچھا تھا کہ آپ لوگ یہاں اسلام آباد میں کیسے آ گئے؟"

"آپ کے اس سوال میں چھپانے والی ایسی کوئی خاص بات ہی نہیں ہے جو میں چھپاتی۔دراصل یہاں ہمارا آبائی گھر ہے۔میرے فادر بیوروکریسی میں گریڈ انیس کے آفیسر تھے۔پہلے وہ اسلام آباد میں کام کرتے تھے پھر لاہور تعینات ہو گئے۔ لاہور کام کرتے ہوئے کچھ لوگوں کو ان کی فرض شناسی بہت کھٹکتی تھی اور انہوں نے ہم پر کرم کیا' ہم دوبارہ یہاں سیٹل ہو گئے۔" وہ زہر خند ہنسی ہنستے کہہ رہی تھی۔بہت ہی اذیت ناک یادیں تازہ ہو گئی تھیں اس کا وجود تیزی سے سلگتی آگ میں ایک بار پھر جلنے لگا تھا۔آنکھیں پانی کے جالے بننے لگی تھیں۔اس نے پلکیں جھپک جھپک کر آنکھوں کو ایسا کرنے پر سرزنش کی۔

"شہود علوی سے آپ کا کیا تعلق ہے؟میرا مطلب ہے' شہود علوی سے میری کافی پرانی دوستی ہے' کئی بار اس کے گھر بھی جا چکا ہوں' آج سے پہلے نہ آپ کو وہاں

دیکھا ہے اور نہ کبھی کوئی ذکر سنا ہے جبکہ آج مسز علوی فون کرتے وقت آپ کو اپنی نند کہہ رہی تھیں؟''اس نئے سوال پر لائبہ نے گہرا سانس لیا۔اسے انجانے میں ہی سہی اس مہربان اجنبی شخص پر جو کل تک اس کے لیے بالکل اجنبی تھا اور اب کچھ دیر پہلے بہت شناسا لگا تھا' انحصار کرنا تھا اپنے بارے میں بتانا بھی مجبوری ہی تھی۔

''آپ اسے اتفاق ہی کہہ سکتے ہیں میری بھی آپ سے کبھی ملاقات نہ ہو سکی اور نہ آج سے پہلے بھابی یا بھیا سے آپ کا ذکر سنا ہے۔میں شہود بھائی کی چچازاد بہن ہوں۔ وہ خود اس سلسلے میں حاضر ہوتے اور آپ سے رابطہ کرتے مگر افسوس وہ آج کل شہر سے باہر ہیں۔آپ اسے میری مجبوری کہہ سکتے ہیں کہ مجھے خود آنا پڑا۔''

''اچھا کیا...اسی بہانے آپ سے ملاقات تو ہوئی۔''اچانک اس نے بہت بے ساختگی سے یہ جملہ کہا تھا۔

''تو کیا یہ بھی ابھی تک اس واقعہ کو نہیں بھول پایا؟''لائبہ کا دل ایک لمحہ کو ٹھہر گیا تھا۔اس نے اس شخص کی طرف دیکھا جس کے ہونٹوں پر ایک نہایت دلفریب سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔لائبہ کو کافی اچنبھا ہوا' یہ مسکراہٹ کچھ کہتی ہوئی لگی' عین اسی لمحے اس نے بھی لائبہ کی طرف دیکھا تھا۔اس کی آنکھیں بھی بہت کچھ کہہ رہی تھیں' بہت سی کہانیاں سنا رہی تھیں مگر اس نے خود ہی نظر چرانے میں پہل کر لی۔ باقی سارا راستہ بھی وہ باہر کا نظارہ کرتے ہوئے خاموش رہی فوزان صدیقی نے بھی دوبارہ اسے نہیں چھیڑا تھا۔

گھر آکر وہ خود ہی مکمل طور پر گھر کا جائزہ لینے میں مگن ہو گیا۔ فنگر پرنٹس لینے کے بعد اس نے اپنے ساتھی کے ساتھ سارے گھر کا ایک چکر لگایا تھا' جہاں سے اسے کچن سے چوروں کے متعلق کافی اہم ثبوت مل گئے تھے' جن میں ایک مردانہ گھڑی کے علاوہ ایک رومال بھی تھا چوروں نے کچن میں شاید چائے پی تھی اور کھانا بھی کھایا تھا۔ وہ سب دیکھتا رہا۔ مہ جبین بھابی فوزان صدیقی کی اس ساری تحقیقات

میں پیش پیش تھیں جبکہ وہ آتے ہی بھابی والے پورشن میں ان کے لائونج میں بیٹھی بھوک مٹا رہی تھی۔

''لائبہ! تم گئی تو بارہ بجے تھیں اور اب تین بج رہے ہیں' کہاں رہ گئی تھیں؟''

سارے گھر کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد مہ جبیں بھابی ان لوگوں کو لیے اپنے پورشن میں آگئی تھیں جہاں وہ بیٹھی اب کھانا کھا رہی تھی۔

''رہنا کہاں ہے بھابی! آدھ پونا گھنٹہ ان لوگوں کے آفس میں پہنچنے میں لگ گیا پھر پورا ایک ڈیڑھ گھنٹہ اس شخص نے مجھے اپنے کمرے میں بٹھائے رکھا کہ صاحب فارغ نہیں ہیں۔ وہاں بیٹھ کر اس شخص کی نظریں برداشت کرتے ہوئے میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں اسے شوٹ کر دوں۔'' بھابی کو بتاتے ہوئے اس نے اس بد دماغ کانسٹیبل کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے فوزان کے سامنے اب سر جھکا لینے پر بے پناہ غصہ آیا۔ اسی لیے بغیر لحاظ کیے کہہ گئی۔ فوزان صدیقی نے حیرانی سے بہت چونک کر لائبہ اور پھر اپنے ساتھی کو دیکھا' آخر میں نظروں میں کچھ برہمی آگئی تھی۔ لائبہ

نے کوئی پروا نہیں کی۔ ”خدا خدا کر کے میری اے ایس پی صاحب سے بات ہوئی تو باقی کا وقت انہیں صورت حال سے آگاہ کرنے چائے پینے اور واپس آنے میں صرف ہو گیا۔“ فوزان صدیقی کا چہرہ خفت و شرمندگی اور غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔ ”ویسے فوزان صدیقی صاحب! یقین تو نہیں آتا یہ شخص آپ کا ماتحت ہے جسے عورتوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں۔“ اس نے اب براہ راست مخاطب کر کے فوزان صدیقی اور کانسٹیبل دونوں کو شرمندہ کر دیا تھا پھر وہ خود ہی دونوں کے شرمندہ شرمندہ سے چہروں سے حظ اٹھاتی رہی۔

”کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے ایسا... ضوفی! تم ان کے لیے چائے بنا لائو۔“ بھابی دونوں کے خفت سے سرخ چہروں کو دیکھ کر فوراً اسے گھورنے لگیں۔ وہ سر جھٹکتی خالی برتن ٹرے میں رکھنے لگی، ضوفی فوراً اٹھی تھی۔

"نہیں بھابی پلیز! اس تکلف کی ضرورت نہیں ابھی تو میں ڈیوٹی پر ہوں پھر کبھی آئوں گا تو چائے ضرور پیوئوں گا۔" اس نے فوراً صوفی کو روک دیا۔ ساتھ سہولت سے انکار بھی کر دیا۔ پھر لائبہ کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"میں اس کی طرف سے لائبہ افتخار معذرت خواہ ہوں۔ دراصل یہ نیا آیا ہے' ایک ہفتہ پہلے ہی اس نے میرے پاس جوائن کیا ہے۔ جہاں یہ پہلے کام کرتا تھا وہاں کے لوگوں نے اس کی عادات بگاڑ دی ہیں۔ پرانی عادتیں آہستہ آہستہ ہی چھوٹتی ہیں۔ میرے ساتھ رہے گا نا تو آپ اسے میرے جیسا ہی پائیں گی۔" اب شرمندہ ہونے کی باری شاید لائبہ افتخار کی تھی۔ اگرچہ فوزان صدیقی نے ایسی شرمندگی والی کوئی بات نہیں کہی تھی پھر بھی اسے کافی برا لگا تھا۔ باقی سب فوزان کی بات پر ہنسنے لگے تھے۔ بھابی اسے مزید روکنے پر اصرار کر رہی تھیں مگر وہ بہت ہی شائستگی سے منع کر گیا۔ "تو پھر لائبہ افتخار آپ دوبارہ کب میرے آفس آ رہی ہیں؟" بھابی کے کہنے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پر وہ بھابی کے ہمراہ گیٹ تک اس کے ساتھ آئی تھی۔اپنی گاڑی کے قریب پہنچ کر اچانک ہی اس نے لائبہ افتخار کو مخاطب کر کے پوچھا تھا۔

''میں سمجھی نہیں...!''وہ الجھ گئی وہ واقعی نہیں سمجھی تھی۔

''میرا مطلب ہے میرے ساتھ کام کرنے والوں کا جائزہ لینے کب تشریف لائیں گی تاکہ ہم منتظر رہیں۔''ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ لیے وہ یقیناً مذاق کر رہا تھا۔لائبہ نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔ابھی شناسائی کو چند گھنٹے بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ مذاق کرنے بیٹھ گیا تھا۔اسے کافی برا لگا۔اسے فوزان صدیقی کی یہ بے تکلفی ایک آنکھ نہ بھائی۔

''آئی ایم سوری اے ایس پی فوزان صدیقی صاحب!آپ شاید میری بات کا برا مان گئے ہیں۔مگر میں نے جسے جیسا پایا' بیان کر دیا۔آپ تو برا منا سکتے ہیں مگر میں جس کوفت سے گزری ہوں آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے' پھر بھی میرا یہ پر خلوص

مشورہ ہے بلکہ ذاتی رائے کہہ سکتے ہیں اس شخص کو واقعی تربیت کی سخت ضرورت ہے۔ضروری نہیں تھانے میں آنے والی ہر لڑکی غلط ہی ہو۔"وہ اس کے مذاق کا کچھ زیادہ ہی برا مان گئی تھی۔اسی لیے کافی نروٹھے پن سے کہہ گئی تھی۔بھابی نے لائبہ کے غصے والے چہرے کو دیکھ کر فوراً در میان میں مداخلت کی۔

"آئی ایم سوری فوزان بھائی! برا مت منایئے گا' یہ اس وقت کافی پریشانی میں ہے اسی لیے یوں کہہ گئی ہے' آپ خود آئے بہت بہت شکریہ۔شام تک شہود آجائیں گے وہ خود ہی رابطہ کرلیں گے۔"وہ لائبہ کے ناراض چہرے پر ایک نظر ڈال کر ہونٹوں کو سختی سے بھینچے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ایک ہلکا سا مذاق اسے کافی مہنگا پڑا تھا۔ خدا حافظ کہتا ہوا وہ بہت جلد گاڑی نکال لے گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لائبہ! تمہیں فوزان صدیقی سے اتنے روکھے لہجے میں بات نہیں کرنا چاہیے تھی۔وہ واقعی ایک اچھا شخص اور فرض شناس آفیسر ہے پھر وہ اپنے ساتھی کی غلطی

پر معذرت بھی کر بیٹھا تھا۔" مہ جبین بھابی چوکیدار کو گیٹ بند کرنے کا کہہ کر اس کی طرف آگئی تھیں۔

"لائبہ! تمہیں فوزان صدیقی سے اتنے روکھے لہجے میں بات نہیں کرنا چاہیے تھی۔ وہ واقعی ایک اچھا شخص اور فرض شناس آفیسر ہے پھر وہ اپنے ساتھی کی غلطی پر معذرت بھی کر بیٹھا تھا۔" مہ جبین بھابی چوکیدار کو گیٹ بند کرنے کا کہہ کر اس کی طرف آگئی تھیں۔

"بھابی! میں نے فوزان صدیقی کو کچھ نہیں کہا' آپ نہیں جانتی ان کے کانسٹیبل نے میرے ساتھ کیسی بدتمیزی کی تھی۔ میں ان کی فرض شناسی اور نیک نامی کی قائل ہوں۔ بھابی! میں نے آپ کو بتایا تھا ناں کہ مجھے کوئی شخص اس اجاڑ بیابان جگہ سے نکال کر ہاسپٹل چھوڑ گیا تھا۔ اس رات کی تاریکی میں مجھے ویران علاقے سے وحشی درندے لوگوں سے بحفاظت نکال کر لانے والا کوئی اور نہیں تھا' وہ یہی اے ایس پی فوزان صدیقی تھا جو مجھے ہاسپٹل چھوڑ کر ایسا گم ہوا کہ آج دکھائی دیا

ہے۔" وہ یکدم بھابی کو بتا کر رونے لگی تھی۔ بھابی اس انکشاف پر از حد حیران تھیں۔ یہ بات پاپا اور ضوفی کے علاوہ بھیا اور بھابی بھی جانتے تھے۔ وہ بھی اکثر اس اجنبی محسن کو دعائیں دیتے رہتے تھے۔

"بھابی! آج جب میں اس کے آفس میں داخل ہوئی تو ایک پل کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ اس شخص سے ملاقات ہو جائے گی، جس فوزان صدیقی کا آپ ذکر کر رہی ہیں وہ یہی ہے۔ اس شخص کو وہاں دیکھ کر اس قدر حیران ہو گئی کہ کئی پل کچھ سمجھ ہی نہ سکی۔ مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ بھی مجھے نہیں بھولا۔ اس نے بھی مجھے پہچان لیا تھا پھر میری یہاں موجودگی اور آپ سے تعلق پوچھنے لگا۔"

"حیرت ہے۔ فوزان صدیقی کے بارے میں میں بہت زیادہ نہیں جانتی۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ہم لوگ اسے چند سالوں سے جانتے ہیں اور یہ تب سے یہاں اپنی فیملی کے ساتھ رہائش پزیر ہے۔ میں ایک دفعہ اس کے گھر بھی گئی تھی وہ بھی

شہود کے ساتھ۔ کئی دفعہ آ چکا ہے۔ چونکہ یہ بہت ہی لیے دیئے رہنے والا بندہ ہے اسی لیے میری بھی اس سے کوئی خاص بات چیت نہیں ہوئی۔"

بھابی اس کے بارے میں بتا رہی تھیں وہ گھر اور فیملی کے نام پر چونک گئی۔ اچانک ہی فوزان صدیقی کی معنی خیز مسکراہٹ اور نظروں کا مفہوم آنکھوں میں آسمایا۔

"کیا وہ شادی شدہ ہے بھابی!"

"نہیں... کنوارا ہے ابھی تک۔ ایک دفعہ شہود کے پوچھنے پر ہی اس نے بتایا تھا کہ اس کی دونوں چھوٹی بہنوں کی شادیاں ہو چکی ہیں۔ اس کا بھائی بھی شادی کے قابل ہے۔ باپ تو چلنے پھرنے سے قاصر ہے۔ ماں کافی عرصہ پہلے انتقال کر گئی تھیں۔ گھر میں باپ کے ساتھ دونوں بھائی ہی ہوتے ہیں۔ نجانے اس نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی۔ ایک دفعہ شہود نے مذاق میں پوچھا تھا تو کہنے لگا جس کی اسے تلاش ہے وہ ایک جھلک دکھا کر کہیں گم ہو گئی ہے' کبھی زندگی میں ملی تو شادی کا بھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سوچوں گا۔" بتاتے بتاتے آخر میں بھابی مسکرانے لگی تھیں۔وہ مسکرا بھی نہ سکی۔ ذہن فوزان صدیقی کی نظروں اور غیر معمولی رویہ میں ہی الجھا رہا۔"چلو چھوڑو اس ذکر کو...اندر چلتے ہیں۔ضوفی کو بھی بہت تیز بخار ہو گیا ہے۔"وہ اسے بازو سے پکڑ کر اندر کی جانب بڑھ گئیں۔ضوفی کا سن کر اس کی فکر مندی یکدم بڑھ گئی۔

"ڈر بھی تو بہت گئی تھی نا۔"اندر کی طرف جاتے اس نے کہا۔

.../...

ماما پاپا کے بعد اگر یہ دونوں بہن بھائی کی طرح ان کا ساتھ نہ دیتے تو شاید ان دونوں کے لیے زندگی کا تصور بھی سوہان روح تھا۔اس ایک جان نکال دینے والے شر مناک واقعے کے بعد یہ بھابی اور بھیا ہی تھے جو ہر لمحہ اس کے اندر زندہ رہنے کی لگن پیدا کرتے رہتے تھے۔وہ واپس اسلام آباد آنے کے بعد بالکل ہمت ہار چکی تھی۔یہ بھابی کی محبت ہی تو تھی جس نے اسے زندہ رہنے کے لیے اکسایا۔اسے دنیا

کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتی تھیں اور وہ آج جو تھوڑے بہت اعتماد کے ساتھ معاشرے میں جی رہی تھی تو یہ ان دونوں میاں بیوی کی محبتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہی تھا۔

.../...

اسی شام شہود بھائی واپس آ گئے تھے۔ آتے ہی انہوں نے ان دونوں بہنوں کو بالکل بڑے بھائی والا مان دیا تھا۔ وہ چھپر چھایا بنے ان کے سروں پر آ موجود تھے۔ اس واقعے کے بعد جو احساس محرومی جاگا تھا' وہ ان کی محبتوں میں کہیں بہہ گیا۔ پھر وہ خود ہی فوزان صدیقی سے مل کر معاملے کی پڑتال کروانے لگے۔ رفتہ رفتہ سارا معاملہ ہی سلجھ گیا۔ اس دن کے بعد فوزان صدیقی دوبارہ نہیں آیا تھا' مگر اس کا وہی کانسٹیبل لائبہ سے اپنے رویے کی معافی مانگنے ضرور آیا تھا۔ اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی صورت اس قدر رونی تھی کہ اس کے ساتھ ساتھ بھابی اور ضوفی بھی بے اختیار ہنس دیں۔

"لگتا ہے تمہیں تمہارے صاحب نے بہت ڈانٹا ہے۔" ہنستے ہوئے اس نے پوچھا۔

"جی بی بی...! لیکن غلط بھی تو نہیں ڈانٹا۔ میرا واقعی قصور تھا۔" اس بد دماغ شخص کے منہ سے اپنی غلطی پر معذرت کے الفاظ سن کر ایک خوش کن احساس جاگا تھا۔

"چلو تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا مجھے اور کیا چاہیے۔ کوشش کرنا آئندہ عورت کی ہمیشہ عزت کرنا جو گھر میں ہو صرف وہی ماں بہن بیٹی بیوی ہی قابل عزت نہیں ہوتی۔ باہر نظر آنے والی عورتیں بھی محترم ہوتی ہیں۔ ان کو بھی عزت دیا کرو۔ میرا مقصد تمہاری بے عزتی نہیں کروانا تھا اور نہ ڈانٹ پڑوانا تھا۔ میں تو صرف اتنا چاہتی تھی کہ جس شخص کے ساتھ تم کام کرتے ہو' خود بھی اس کی طرح بن جاؤ تاکہ آئندہ کوئی تمہاری وجہ سے اسے شرمندہ ہونے پر مجبور نہ کرے۔"

اس نے رسانیت سے سمجھایا تو وہ سلام کر کے چلا گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

چور گرفتار کر لیے گئے تھے' اگرچہ ان لوگوں سے ان کا سامان برآمد نہیں ہو سکا تھا پھر بھی مجرموں نے اقرار جرم ضرور کیا تھا۔ بھائی نے ہی انہیں یہ خوشخبری سنائی تھی۔ انہوں نے شکر ادا کیا۔ ان کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ مجرم پکڑے تو گئے ہیں۔ یہاں تو مظلوم بھی شک کی بنیاد پر دھر لیے جاتے ہیں۔ ان سے ان کی رقم تو حاصل نہیں ہوئی تھی مگر فوزان صدیقی نے مقدمہ عدالت میں جانے پر نقصان پورا کرنے کی نوید سنائی تھی۔

بینک میں ان دونوں بہنوں کی اکائونٹس میں اچھی خاصی رقم تھی۔ دونوں نے اس میں سے کچھ رقم نکلوا کر گھر کی آرائش وزیبائش میں خرچ کی تھی۔

''لائبہ! میں نے گیٹ پر چوکیدار رکھوالیا ہے۔ وہ دونوں گھروں کی نگرانی کرے گا۔'' شہود بھائی کی اپنے لیے انتہا درجے کی فکرمندی پر اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔

"بھائی! اگر آپ کا وجود نہ ہوتا تو پتا نہیں ہمارا کیا بنتا؟" جب سب رشتے داروں نے ان دونوں بہنوں سے آنکھیں پھیر لی تھیں حتیٰ کہ سگی پھوپی نے تمام رشتے ناتے ختم کر لیے تھے بڑی پرانی نسبت توڑ دی تھی تو ان حالات میں شہود نے واقعی بڑے بھائی والے فرائض نبھائے تھے۔

"یہ آنسو بہانا بند کرو' یہ تو میرا فرض تھا۔ تم دونوں میری چھوٹی بہنیں ہو۔ میں تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا نہ ترس کھا رہا ہوں صرف اپنے فرائض نبھا رہا ہوں۔"

انہوں نے بہت پیار سے اسے حوصلہ دیتے اپنے ساتھ لگا لیا۔ اس امتیازی سلوک پر ضوفی بھی رو دی تھی۔ اگلے دن شام سے کچھ پہلے اس نے اور ضوفی نے مارکیٹ کا ایک چکر لگانے کا سوچا تھا۔ وقاص کی طبیعت ابھی بھی نہیں سنبھلی تھی۔ بھابی نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا سو دونوں ہی چلی آئی تھیں۔ خریداری کر کے دونوں واپس لوٹ رہی تھیں جب آدھے رستے میں گاڑی نے مزید وفاداری نبھانے سے انکار کر دیا تھا۔

"اوہ...نو...اب کیا ہو گا؟"ضوفی گاڑی رکتے دیکھ کر بول اٹھی۔

"پری! آپ اس پھٹیچر کھٹارا کو بیچ کیوں نہیں دیتیں؟ کتنی دفعہ کہا بھی ہے کہ نئی گاڑی لے لیتے ہیں' اتنی تو گنجائش نکل آتی ہے' اب تو یہ آئے دن تنگ کرنے لگی ہے۔روز پانچ چھ سو کھا جاتی ہے۔"لائبہ کو مسلسل گاڑی سے طبع آزمائی کرتے دیکھ کر وہ روانی سے بولتی رہی۔"میرا خیال ہے پری! یہ مزید وفاداری نہیں نبھائے گی۔ناراض محبوبہ کی طرح تو یہ بیچ سڑک پر اٹھلا رہی ہے۔میری مانیں تو اسے یہیں چھوڑتے ہیں۔کوئی ٹیکسی لے لیتے ہیں اور گھر چلتے ہیں۔"لائبہ نے کچھ دیر تک مزید کوشش کی جب واقعی مایوس ہو گئی کہ یہ گاڑی اب راضی نہیں ہو گی تو اس نے بھی باہر نکل کر لاک لگا دیا۔

www.novelsclubb.com

دور دور تک ٹیکسی کا نام و نشان نہیں تھا۔رات کے گہرے سائے مزید تاریک ہوتے جا رہے تھے۔کافی دیر کے انتظار کے بعد بھی کوئی سواری نہ ملی تھی۔

"کوئی سواری نہیں مل رہی پری! مجھے تو اب ڈر لگ رہا ہے۔" کافی دیر تک بھی اس قدرے سنسان علاقے میں سواری نہ ملی تو ضوفی نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا۔ "پری! اس قدر اندھیرے میں اگر کوئی چور ڈاکو ادھر آ گیا تو...؟" ضوفی کی زبان خاموش نہیں ہو سکتی تھی۔ بول بول کر اب اس کی جان نکالنے کو تیار تھی۔ "ایک تو اس بے وفا کو آج ہی بے وفائی کرنی تھی۔ گھر میں بھابی بھیا پریشان ہو رہے ہوں گے۔" کینہ توز نظروں سے گاڑی کو گھورتے اس نے پھر کہا۔

"خدا جانے ہم لوگوں کے ساتھ ہی ایسے اچانک حادثات کیوں ہوتے ہیں؟" ضوفی اب خود سے ہی بڑبڑا رہی تھی۔ چل چل کر ٹانگیں بے جان ہو رہی تھیں اب یہ انتظار کے لمحات سخت گراں گزر رہے تھے۔ لائبہ خاموشی سے حفاظتی دعائیں پڑھتی رہی۔ ضوفی اچانک ہی تھوڑا سا سڑک کی طرف بڑھتے ہوئے درمیان میں جا کھڑی ہوئی تھی۔

"ضوفی! یہ کیا پاگل پن ہے؟ ادھر آئو' ابھی کوئی گاڑی آجائے تو..." لائبہ نے ایک دم آگے بڑھ کر ضوفی کا بازو کھینچا۔ وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلی تھی۔ چونکہ یہ کافی سنسان علاقہ تھا گاڑیاں بھی رات کے اس پہر اکا دکا ہی گزر رہی تھیں۔

"اچھا ہے' اس طرح کوئی گاڑی تو رکے گی۔ کسی سے لفٹ ہی لے لیں گے۔ اس طرح تو ویران سڑک پر اب مجھ سے مزید نہیں کھڑا ہوا جاتا۔ ابھی کوئی پیچھے سے بندوق لے کر آگیا اور اکیلی تنہا لڑکیاں سمجھ کر اغواء کر لیا تو...؟"

"اللہ...! ضوفی ڈرائو تو نہیں..." لائبہ اس کے یوں نقشہ کھینچنے پر ہول ہی تو اٹھی۔

"اچھا! دیکھتے ہیں ٹیکسی تو نہیں ملے گی' کسی سے مدد ہی مانگ لیں گے۔ تم تو کم از کم ادھر آئو۔" دور سے پجارو آتے دیکھ کر اس نے ضوفی کا ہاتھ دوبارہ تھاما تھا۔ ضوفی بھی اس قدر ڈھیٹ تھی کہ فوراً ہاتھ چھڑوا کر آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ ہلاتے

ہوئے گاڑی رکوانے لگی۔اس اندھیرے میں گاڑی نے ضوفی سے صرف تین چار قدم پیچھے ہی بریک لگائی تھی۔اس اچانک افتاد پر لائبہ کے تو اوسان خطا ہو گئے۔ دل یکدم لرزا تھا۔

"اگر ضوفی کو کچھ ہو جاتا تو..." یہ خیال ہی اس کے لیے سوہان روح تھا۔

"بے وقوف...احمق...ضوفی تمہیں کب عقل آئے گی؟" ضوفی کا بازو کھینچ کر اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے وہ ایک دم بری طرح اس پر برس پڑی۔لائبہ کا دل سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا۔نبضیں خوف سے بند ہونے کو تھیں۔تبھی کوئی شخص ٹارچ تھامے گاڑی کا دروازہ کھولے ان دونوں کی طرف آ گیا۔

"معاف کیجیے گا۔آپ ٹھیک تو ہیں؟" کافی مہذب انداز اور نہایت فکر مندی سے مخاطب کیا گیا تھا۔

''کیا ہو گیا ہے پری آپ کو... میں ٹھیک ہوں کچھ نہیں ہوا مجھے...'' نوجوان کو جواب دے کر وہ حواس باختہ سی لائبہ کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

''معاف کیجیے گا میڈم! خودکشی کا یہ طریقہ انتہائی پرانا ہو چکا ہے۔ کوئی اور طریقہ آزمانے کی کوشش کرتیں۔ خواہ مخواہ راہ چلتے مجھ بے گناہ کی گردن پھنسوا رہی تھیں۔'' وہ شخص ضوفی کو بالکل ٹھیک ٹھاک دیکھ کر اب طنز فرمانے لگا تھا۔ لائبہ کی تو کچھ بولنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ ضوفی کی بیوقوفی پر بے انتہا غصہ آیا تھا۔

''آئی ایم سوری... جناب میں کیا کرتی۔ ایسا کرنا میری مجبوری تھا۔''

''کیا...! آپ کا مطلب ہے... خودکشی!'' وہ شخص ہونقوں کی طرح آنکھیں پٹ پٹا کر ضوفی کو گھورنے لگا۔ ضوفی اس کی بات پر خجل ہو گئی۔ پھر فوراً نفی میں سر ہلانے لگی۔

"آئی ایم سوری مسٹر! میں مانتی ہوں یہ اس کی غلطی ہے میں اس کی طرف سے معذرت چاہتی ہوں۔" لائبہ نے آخر کار بولنے کی ہمت کر ہی ڈالی تھی۔

"آپ مانتی کیا ہیں... یہ واقعی ان کی غلطی ہے۔ اگر واقعی کوئی حادثہ ہو جاتا یا قتل ہو جاتا... پھنستی تو میری ہی گردن نا!" اس شخص کا غصہ ابھی بھی کم نہیں ہو رہا تھا۔ لائبہ نے ضوفی کو گھورا۔

"نہیں پلیز! ایسا مت کہیے..." لائبہ نے دہل کر اسے کچھ بھی کہنے سے باز رکھا۔

"میں نے بتایا نا یہ ہماری مجبوری ہے' دراصل ہماری گاڑی خراب ہو گئی ہے' کافی دیر سے ہم کسی ٹیکسی کا انتظار کر رہے تھے وہ نہیں ملی تو سوچا کسی سے لفٹ ہی لے لیں۔ افسوس رات کے اس وقت کوئی گاڑی روک ہی نہیں رہا تھا۔ اسی لیے مجھے یہ سب کرنا پڑا۔ اس میں آپ کو تکلیف دینا میرا مقصد نہیں تھا۔" ضوفی نے شرمندہ ہوتے ہوئے کافی مہذب لہجے میں اسے ساری تفصیل بتاتے معذرت بھی چاہی۔

"اچھا طریقہ ہے لفٹ لینے کا... کسی کی جان گئی اور آپ کی ادا ٹھہری۔" ضوفی کے شرمندہ ہونے اور معذرت کرنے پر اس کا غصہ قدرے کم ہوا۔ "اب کیا ارادہ ہے یا تو ایک طرف ہو جائیں یا پھر مجھے جانے دیں۔" اس نے مزید کہا۔

"پلیز آپ ہمیں ہمارے گھر تک ڈراپ کر دیں۔ ہم آپ کے بہت مشکور ہوں گے۔" ضوفی کی بات پر سر ہلاتا ہوا وہ اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا تھا۔ شاید گاڑی میں کوئی تھا۔ اس سے بات کرنے کے بعد وہ دوبارہ ان دونوں کی طرف آیا تھا۔ "آئیں پلیز!" ضوفی کا چہرہ ایک دم کھل اٹھا' وہ کہہ کر واپس چلا گیا تھا۔ دونوں اپنی گاڑی سے سامان نکال کر اس شخص کی گاڑی کی طرف بڑھیں۔ پیجارو کا پچھلا دروازہ اس شخص نے کھول دیا تھا' سامان اور شاپنگ بیگز رکھنے کے بعد وہ دونوں بھی بیٹھ گئیں۔ سامان کیا تھا کچھ پردے اور کپڑے تھے' کھانے پینے کا گھریلو ساز و سامان تھا۔ بیکری کی اشیاء تھیں' سامان رکھ کر اس نے جیسے ہی سر اٹھایا۔ سیدھی نظر گاڑی

والے شخص کے ساتھ بیٹھے شخص پر ٹھہر گئی۔اسے یہاں دیکھ کر نہ صرف حیران ہوئی تھی بلکہ اس کے ہونٹوں نے بے اختیار جنبش بھی کی تھی۔

"اے ایس پی فوزان صدیقی!"لائبہ کے یوں دیکھنے پر ضوفی بھی ادھر متوجہ ہوئی تھی۔رات کے اس پہر گاڑی میں بھی اندھیرا تھا۔اس کے باوجود وہ فوزان صدیقی کو بغور دیکھ سکتی تھی۔پہچان کے رنگ واضح ہوتے ہی وہ خوش دلی کا مظاہرہ کرنے لگی جبکہ لائبہ اتنی دیر سے یوں اس کے بے پروا بننے پر اپنے ہی خول میں سمٹنے لگی۔ اس کی یوں بے پروائی و بے توجہی پر بے انتہا غصہ آیا مگر پھر اس کے یوں انجان بنے بیٹھنے پر وہ بھی انجان بن گئی۔

"ارے...اے ایس پی صاحب آپ یہاں؟واہ!حیرت انگیز۔"ضوفی کے بے اختیارانہ مخاطب کرنے پر اس نے پلٹ کر صرف ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان دونوں کو دیکھا تھا۔

"السّلام علیکم...! کیسی ہیں آپ؟" اس نے بھی پلٹ کر دونوں کو سلام کیا۔

"وعلیکم السّلام! ہم تو بالکل ٹھیک ہیں۔ کہاں تھے آپ...دوبارہ آئے ہی نہیں؟"

ضوفی کے چہرے سے لگ رہا تھا جیسے وہ یہاں فوزان صدیقی کو دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئی ہے۔ لائبہ نے ضوفی کی اس بے تکلفی پر اسے صرف گھورا ہی تھا۔ جب مقابل خود بلانے کا روادار نہیں تو وہ کیوں اپنے مقام سے گرتیں۔ وہ اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی جبکہ ضوفی پر اس کے گھورنے کا بالکل اثر نہ تھا۔

"آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟" اب گاڑی کا مالک دونوں کو حیرت سے دیکھتے ہوئے پہلے اس شخص سے پھر ضوفی سے مخاطب تھا۔ وہ ایک دم ہنس دی۔

www.novelsclubb.com

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 3

"آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟" اب گاڑی کا مالک دونوں کو حیرت سے دیکھتے ہوئے پہلے اس شخص سے پھر ضوفی سے مخاطب تھا۔ وہ ایک دم ہنس دی۔

"جی جناب! یہ ٹھہرے اے ایس پی صاحب' سرکاری لوگ ہیں' وی آئی پی اہمیت کے حامل...ان لوگوں سے ہم جیسے عام لوگوں کا سامنا ہو جاتا ہے سو کبھی کبھار جان پہچان بھی ہو جاتی ہے۔" ضوفی لائبہ کی اندرونی کیفیت سے قطعی نابلند نہایت خوش مزاجی سے کہتی گئی۔ ضوفی کے اس انداز سے دونوں نے لطف لیا تھا۔ دونوں بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے تھے۔ لائبہ دونوں کی آواز سنتی رہی۔

"خاتون! آپ کا تجزیہ ہم جیسے بے ضرر لوگوں کے بارے میں غلط بھی ہو سکتا ہے۔عام لوگوں سے ہم ویسے بھی مل جل لیتے ہیں۔" وہ کن اکھیوں سے بالکل خاموش بیٹھی لائبہ کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔لائبہ نے پہلو بدلا۔

"خاک ملتے ہیں؟اس دن کے بعد سے تو آپ ہمارے گھر آئے ہی نہیں۔لگتا ہے پری کی بات کا آپ نے خاصا برا منایا ہے اور تو اور وہ آپ کا کانسٹیبل بھی معذرت کرنے آیا تھا۔"اس موقع پر یہ موضوع خاصا نامناسب تھا۔ضوفی اب بھی ہلکے پھلکے انداز میں باور کروا رہی تھی۔ضوفی کی اس بنا رکے بولنے والی عادت پر لائبہ کو پہلی دفعہ بے پناہ غصہ آیا۔"ہم ضرور آتے اگر کوئی ہم کو دوبارہ بلاتا تو..."فوزان صدیقی نے اس دفعہ دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتی نگاہوں سے خاموشی سے باہر کا نظارہ کرتی ہوئی سرخ چہرے والی لائبہ کا جائزہ لیا۔

"واقعی آپ دعوت کے منتظر تھے تو پھر ٹھیک ہے یہ جب ہمیں گھر ڈراپ کریں گے تو آپ کو بھی ہمارے ساتھ ہمارے گھر جانا پڑے گا۔کیوں پری!"اگلے

دونوں اشخاص سے کہتی ہوئی اس نے خاموش بیٹھی لائبہ کو بھی مخاطب کیا تھا۔ جس کے چہرے پر اب واضح ناگواری چھا چکی تھی۔

"پتا نہیں... تم خاموش نہیں بیٹھ سکتی ہو؟" ناگواری سے اس نے ضوفی کو جھڑک دیا۔ اپنی طرف سے تو اس نے خاصی آہستہ آواز رکھی تھی پھر بھی فوزان صدیقی کے کانوں میں پہنچ ہی گئی تھی۔

"نہیں...! آج تو نہیں پھر کبھی سہی..." فوزان نے اس کی ناگواری کو محسوس کرتے کافی سبھاؤ سے ٹال دیا تھا۔

"پلیز آپ یہاں سے موڑ لے لیں۔" ضوفی نے ہاتھ کے اشارے سے اس شخص کو راستہ بتایا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی 'یہ نہیں' تو آج کسی کام نہیں آئے گی۔ آپ کو آج ہمارے گھر جانا ہو گا۔ شہود بھائی بھی اس وقت گھر پر ہوں گے پلیز... پھر آپ کی چائے ہم پر ابھی ادھار

ہے وہ کون پیے گا؟بس آپ ہمارے ساتھ ہی جا رہے ہیں۔یہ میرا حکم ہے۔"اب کے ضوفی نے ازلی بے تکلفی و بے پروائی کا مظاہرہ کیا تھا۔لائبہ تو چپ کی چپ رہ گئی۔اب وہ سب کے سامنے اسے جھڑک بھی نہیں سکتی تھی اس کی مسلسل خاموشی اور گھرکیوں کا تو کچھ اثر ہی نہیں ہو رہا تھا اس ڈھیٹ پر۔

"کون ہیں یہ دونوں؟"کن انکھیوں سے پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے فوزان کی چوری پکڑتے ہوئے اس نے بہت آہستہ آواز میں فوزان سے پوچھا تھا۔جس کے چہرے پر بڑی خوب صورت مسکراہٹ تھی۔

"لائبہ اور اس کی بہن۔"بہت آہستہ آواز میں اس نے اس کے کان میں جواب دیا تو وہ چونک گیا۔بے اختیار اس نے بریک لگائے تھے۔بڑے تعجب سے فوزان صدیقی کو دیکھا جس کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی تھی۔اس نے یقین دلانے کو گردن بھی ہلادی تھی۔"یہ کیا معاملہ ہے؟"دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کرتے اس نے بھی بہت آہستہ آواز رکھی۔

"چپ کرو بد تمیز' گھر چل کر ساری بات بتادوں گا۔" اس نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا تو لائبہ بے اختیار گردن گھما کر باہر دیکھنے لگی۔ گاڑی جیسے ہی ان کے گیٹ کے سامنے رکی' ضوفی دونوں سے اندر چلنے پر اصرار کرنے لگی۔

"پری! آپ کہیے نا یوں چلے جانا اچھا نہیں لگتا' یہ آپ کی بات ضرور مان لیں گے۔" ضوفی اب اس کے سر ہو گئی تھی۔

"پلیز آپ اندر آیئے... آپ نے ہماری مدد کی۔ اب یوں بغیر چائے پیے ہم آپ کو واپس تو نہیں جانے دیں گے۔" ضوفی کے اصرار پر اس نے گاڑی والے کو دیکھتے ہوئے پیشکش کی تھی۔ بہت ہی ملائمت بھری آواز تھی اس کی۔ وہ شخص نجانے کیوں مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"اب تو آنا ہی پڑے گا۔ آپ کہہ رہی ہیں' آپ کو تو انکار نہیں کیا جا سکتا' کیوں' اے۔ ایس۔ پی فوزان صدیقی صاحب؟" وہ شریر مسکراہٹ اور شرارت بھری

آنکھوں سے فوزان کو دیکھتے اسے بھی دیکھ رہا تھا۔لائبہ اندر ہی اندر چڑنے لگی۔پھر شاپنگ بیگز تھام کر آگے بڑھ گئی جبکہ ضوفی ان دونوں کے قدم بڑھانے کی منتظر تھی۔

فوزان صدیقی نے ایک نظر کھلے گیٹ سے اندر داخل ہوتی لائبہ پر ڈالی پھر سر ہلا کر ضوفی کی سربراہی میں اندر کی جانب بڑھے تھے۔ضوفی ان کے اندر آجانے پر بہت خوش تھی۔ڈرائنگ روم میں ان دونوں کو بٹھا کر ضوفی شہود بھائی کے پورشن کی طرف بھاگی۔

"آپ پلیز تشریف رکھیے'میں چائے لاتی ہوں۔"وہ بھی ایک دو منٹ ان کے پاس بیٹھ کر چائے بنانے کا کہہ کر اٹھ گئی۔پہلے اس نے چائے بنائی پھر ٹرالی سجانے لگی۔نمکو'بسکٹ'پیسٹری رکھنے کے بعد اس نے خشک میوہ کے ساتھ پھل بھی رکھے جو وہ ابھی مارکیٹ سے لے کر آئی تھی۔فریج سے سموسے نکال کر اوون میں رکھ کر جلدی سے گرم کیے۔ٹرالی سجا کر ایک اچٹتی نظر تمام لوازمات پر ڈال کر

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ٹرالی گھسیٹتی ہوئی وہ ڈرائنگ روم میں چلی آئی۔ جہاں وقاص، بھابی اور شہود بھائی بھی موجود تھے۔ خوب محفل جمی ہوئی تھی۔ زور و شور سے باتیں ہو رہی تھیں۔

"ارے آپ نے ناحق زحمت کی۔ اس قدر تکلف کی کیا ضرورت تھی۔ صرف چائے سے بھی گزارا ہو سکتا تھا۔" گاڑی والے شخص نے لوازمات سے سجی ہوئی ٹرالی کو دیکھتے کہا۔ وہ صرف مسکرا دی۔

"تکلف کیسا؟ سب چیزیں پہلے سے ہی تیار تھیں، میں نے تو صرف چائے ہی بنائی ہے۔" صوفی کو چائے پیش کرنے کا اشارہ کر کے اس نے بھی کائوچ پر جگہ سنبھالی۔

"آپ کا نام کیا ہے؟" چونکہ اس نے ہی انہیں ڈراپ کرنے کی ہامی بھری تھی اسی لیے وہ اس سے مخاطب تھی۔ گاڑی میں بیٹھے ہوئے اس کی طرف دھیان ہی نہیں

گیا تھا کہ یہ فوزان صدیقی کے ساتھ کون ہے۔اب اچانک خیال آیا تو نام پوچھنے لگی۔

"زبیر صدیقی...میں فوزان صدیقی کا چھوٹا بھائی ہوں۔" وہ ایک دم اس تعارف پر حیران ہو کر چونک کر اسے دیکھے گئی۔ کتنی مشابہت تھی دونوں بھائیوں میں اس کے باوجود وہ اسے پہچان ہی نہیں سکی تھی۔اسے اپنی عقل پر افسوس ہوا۔

"میرے بھائی آپ کے بڑے مداح ہیں۔ایک عرصے سے میں آپ سے ملنے کا اشتیاق لیے بیٹھا تھا۔بھائی سے آپ کی بہت سی تعریفیں سن رکھی ہیں۔میں اکثر سوچتا تھا کہ آخر لائبہ افتخار کون ہیں' آج یوں اتفاقیہ ملنے پر اس قدر حیران ہوں کہ یقین نہیں آرہا جنہیں برسوں سے دیکھنے کی خواہش ہو' وہ یوں بھی سر راہ مل جاتے ہیں۔" وہ اس قدر محبت و اپنائیت سے کہہ رہا تھا کہ وہ ہونقوں کی طرح اسے تکے گئی۔

"جی...ای...آپ...!" کچھ کہنے کی کوشش میں اس نے فوراً لب بھینچے' وہ کیا کہہ رہا تھا۔ ذہن سرسرانے لگا۔ وہ سالوں اور برسوں کی خواہش کا اظہار کر رہا تھا۔ اس دن بھابی نے بھی کچھ ایسا ہی کہا تھا۔ وہ بے اختیار فوزان صدیقی کو دیکھے گئی' جس کی آنکھوں میں کسی قدر چمک اور چہرے پر ایک پرسکون بھرپور مسکراہٹ تھی۔ وہ ان دونوں کی طرف متوجہ نہیں تھا' بھابی اور بھیا سے باتیں کر رہا تھا۔ اس وقت تو ان دونوں کی طرف ضوفی اور وقاص بھی متوجہ نہیں تھے۔

"میرے بھائی بہت اچھے ہیں۔ انہوں نے اتنا عرصہ آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے بعد صرف آپ کا انتظار کیا ہے۔ کئی دنوں سے وہ بہت خوش رہنے لگے تھے' مجھے نہیں علم تھا کہ ان کی اس اچانک خوشی کی وجہ آپ ہیں۔" وہ اب بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا' اس نے بے اختیار سر جھکا لیا' یہ کیا ہو رہا تھا' کیوں ہو رہا تھا' اسے کچھ میں سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" ضوفی کی آواز پر دوسرے بھی متوجہ ہو گئے تھے۔

"میں ان سے پوچھ رہا تھا کہ لائبہ کے کیا معنی ہیں؟" اچانک ہی اس نے لائبہ کے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے بات بدل دی تھی۔ لائبہ نے ایک دم سر اٹھا کر قدرے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر بھی اپنے بھائی کے جیسی مسکراہٹ کھل رہی تھی۔ لائبہ کو اپنا سر جھکا لینا کافی برا لگا۔

"پری کے نام کی ایک حور جنت میں ہوتی ہے۔ یعنی لائبہ نام کی حور جس کا جنت میں ایک نہایت منفرد و اعلیٰ مقام ہے۔ وہ بہت خوب صورت ہے۔ بالکل ہماری پری جیسی۔" ضوفی اس کے گلے میں بازو ڈالے زبیر اور باقی سب کو لائبہ نام کے معنی بتا رہی تھی۔

"پھر جب ان کا اتنا خوب صورت نام ہے بالکل انہی کی طرح منفرد و اعلیٰ تو پھر آپ انہیں "پری" کیوں کہتی ہیں۔ یہ تو کہیں سے بھی "فیری لینڈ" کی باسی نہیں لگتیں بلکہ جنت کی حور کا گمان ضرور ہو رہا ہے۔" زبیر بھی بھرپور طریقے سے دیکھتے اس

موضوع میں دلچسپی لے رہا تھا جب کہ باقی سب اس بات پر مسکرانے لگے تھے او روہ خود جھینپ گئی۔

"صحیح کہہ رہے ہیں آپ جنت کی حور کا تو کوئی نعم البدل ہی نہیں مگر کیا کریں "پری" کے علاوہ "لائبہ" کا کوئی اور نک نیم نہیں ہو سکتا جس طرح جنت کی حور منفرد و اعلیٰ مقام رکھتی ہے اسی طرح "فیری لینڈ" میں ایک "فیری" کا بھی سب سے جدا اور نمایاں مقام ہوتا ہے۔ دنیا کے باسیوں کے لیے جنت کی حور اور فیری لینڈ کی پری کا ایک جیسا ہی تصور ابھرتا ہے۔ خوب صورت و حسین، رحم دل و مہربان منفرد و نمایاں مقام رکھنے والی حور اور پری۔ ہماری لائبہ بھی بالکل ایسی ہی خصوصیات کی مالک ہیں۔ میں شروع سے ہی ان کو پری ہی کہتی ہوں ماما پاپا بھی ان کو پری کہتے تھے۔" ضوفی بہت محبت سے کہہ رہی تھی۔

"شہود بھائی آپ ڈرائیور کو بھیج کر گاڑی منگوالیں۔" وہ اپنے یوں موضوع سخن بننے پر جز بز سی ہو گئی تھی۔ چہرے پر کئی خوب صورت رنگ آ اور جا رہے تھے۔

بات بدلنے کو اسے اچانک یاد آ گیا۔ بھائی سر ہلا کر اٹھ کر باہر جانے لگے تو فوراً اس نے روک دیا۔

"آپ بیٹھ جائیں' گاڑی گھر پہنچ جائے گی۔" شہود بھائی دوبارہ بیٹھ گئے تھے۔

"ضوفشاں آپ پڑھتی ہیں؟" زبیر کی مخاطب اب ضوفی تھی اس نے سر ہلا دیا۔

"میں بی ایس سی کی اسٹوڈنٹ ہوں۔" ایک دفعہ پھر موضوع لائبہ سے ہوتا ہوا ضوفی کی حرکت پر چلا گیا تھا۔ اس حرکت پر بھابی اور بھیا نے بھی اسے کافی شرمندہ کیا تھا۔ اس نے بمشکل موضوع کا رخ دوسری طرف مبذول کروایا تھا۔ وہ دونوں تقریباً دو گھنٹے بیٹھے تھے۔ لائبہ کو اپنی سادگی اور خلوص کی بدولت زبیر اچھا لگا تھا۔ ہنس مکھ' باتونی اور شرارتی سا لڑکا۔ وہ بھی ضوفی کی طرح اسے "پری" کہنے لگا تھا۔

"زبیر آپ دوبارہ ضرور آیئے گا۔" وہ دونوں جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تو اس نے پرخلوص پیشکش کی۔

"صرف میں... کیا بھائی کا آنا منع ہے؟" وہ مذاق کر رہا تھا۔ لائبہ نے ناراضی سے اسے دیکھا۔ جبکہ باقی سب ہنسنے لگے تھے فوزان صدیقی سمیت۔

"میرا یہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔ اگر آپ نہیں چاہتے تو آپ پر زبردستی تو نہیں۔" نروٹھے پن سے کہا۔

"ارے آپ بلائیں اور ہم نہ آئیں' یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بھئی ہم ضرور آئیں گے اور بار بار آئیں گے کیوں بھائی...!" وہ فوزان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کافی لاڈ سے پوچھ رہا تھا۔ وہ سر ہلانے لگا۔ وہ خجل ہو گئی۔ ایک دم آگے بڑھ کر سرخ چہرے سمیت ٹرالی پر برتن رکھنے لگی۔ اسے اپنا آپ اس وقت خاصا عجیب لگ رہا تھا۔ مگر اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے اس کے پاس کوئی اور حل نہیں تھا۔ اور یہ بھی خود کو مصروف رکھنے کا بہانہ تھا۔

"لگتا ہے' آپ فوزان بھائی سے ناراض ہیں؟" بھابی بھیا سمیت سب فوزان کے ہمراہ باہر نکل گئے تو وہ اس کے قریب ہی رک کر آہستہ سے پوچھنے لگا۔

"نہیں... بھلا میری ان سے کیسی ناراضگی؟" اس نے اس بار واضح خفگی سے زبیر کو دیکھا۔

"یہ ہوئی نہ بات...! آپ ان سے ناراض بھی مت ہوئیے گا۔ میرے بھائی واقعی بہت اچھے ہیں۔" وہ شرارت سے کہتا ہوا ان لوگوں کی طرف بڑھ گیا۔ لائبہ کو اپنے اوپر غصہ آنے لگا۔ اس کا چہرہ ہی ایسا تھا' جس سے ہر بات اخذ کر لی جاتی تھی۔ وہ واقعی اس شخص سے ناراض تھی۔ ایک چھوٹی سی بات کو اس نے مسئلہ بنا لیا تھا اور اب ان کی نظریں اور باتیں... دونوں بھائی حد سے زیادہ تیز تھے' وہ یہی اندازہ کر پائی تھی۔ اندر سے وہ حیران بھی تھی۔ چھ سال ہو گئے تھے اسے دوبارہ یہاں آئے ہوئے۔ یوں اتفاقاً بھی کبھی اس شخص سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اب اچانک وہ دوسری بار اس کے سامنے آ گیا تھا۔ ہر دفعہ اس نے اس کی کوئی نہ کوئی مدد کی تھی۔

جب ہر طرف سے اذیت وذلت بھری نظریں برداشت کرتے کرتے اس کا ضبط چھلکنے لگتا تھا تو وہ بے اختیار دعا ضرور کرتی تھی کہ کاش ایک دفعہ وہ اجنبی شخص اس کے سامنے آجائے اور وہ اسے بتائے کہ اس کی مدد کرنا سب بے کار گیا۔ وہ اسے پریس کی خبر بننے سے بچانا چاہتا تھا' وہ پریس کی خبر بھی بن گئی' اس نے اسے پولیس کی تحویل میں دینے کی بجائے ذاتی طور پر مدد کی تھی مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ بدنام تو وہ پھر بھی ہو گئی تھی۔ وہ اس شخص کا نام تک نہیں جانتی تھی پھر بھی اس نے انسانیت کے ناتے اس کی مدد کی تھی۔ مگر اس بے چارے کی مدد بھی کسی کام نہ آئی البتہ یہ ہوا کہ اسے نئی زندگی مل گئی۔ لوگوں کی نظروں میں وہ لاکھ بے گناہ ہونے کے باوجود معتوب ٹھہرادی گئی تھی۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتے ہوئے دعائیں مانگتے کتنی دفعہ وہ اسے یاد آیا تھا' کتنی بار اس کا دل چاہا کہ وہ اس کے سامنے آجائے اور وہ اسے بتائے کہ وہ اندر سے کس قدر ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔ ''پلیز ہمت کریں۔'' کے الفاظ بھی اسے ہمت نہیں دیتے۔ اس کی ناامیدیوں کی گہرائیوں کو

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں ناپ سکتے۔کوئی روشن کل نہیں لاتے...کوئی مہربان لمحہ نصیب نہیں کرتے مگر اب جبکہ وہ اس کے سامنے آیا تھا تو وہ اس کی آنکھوں کی کہانی سے ڈر گئی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر کھلنے والی مسکراہٹ اسے متوحش کر دیتی تھی۔اسے اس کا ملنا اچھا نہیں لگا تھا۔اس کے سب رشتے ٹوٹ گئے تھے۔صرف ضوفی' بھیا' بھابی اور وقاص کی خاطر وہ زندہ رہنے پر مجبور تھی تو اس نئی افتاد پر چکرا گئی تھی۔اس کی آنکھوں سے چھلکتے' عیاں ہوتے جذبے اب اسے غصہ دلانے لگے تھے۔ان دونوں کے چلے جانے کے بعد بھی اگلے کئی دنوں تک وہ بہت الجھی الجھی سی رہی تھی۔بھابی چونکہ فوزان کی حقیقت سے باخبر تھیں تو انہیں اس کی کیفیت کا اندازہ ہو گیا تھا' اس نے ضوفی سے کچھ بھی کہنے سے پرہیز کیا تھا۔گاہے بگاہے بھابی اس کے ہاتھ میں تسلی اور امید کے جگنو تھما دیتی تھیں۔اصل وجہ کیا تھی وہ تصور کر کے ہی خود پر طنزیہ ہنس دیتی۔

.../...

یونیورسٹی سے واپس آنے کے بعد اس نے تقریباً ایک دو گھنٹے آرام کیا تھا۔اٹھ کر عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد ابھی وہ شام کے کھانے کا سوچ رہی تھی جب بھابی چلی آئیں۔

"کیا کر رہی ہو؟" وہ اس کے پاس کچن میں ہی اسٹول کھینچ کر بیٹھ گئیں۔

"کیا کرنا ہے' رات کے کھانے کا سوچ رہی ہوں۔اپنے لیے چائے کا برتن چولہے پر رکھتے ہوئے انہیں بتا کر چائے کا پوچھا۔"آپ چائے پئیں گی؟"

"ہاں پلا دو...اور یہ ضوفی کہاں ہے؟" ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اسے نہ پا کر وہ پوچھ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اپنے کمرے میں پڑھ رہی ہے۔" ابلتے ہوئے پانی میں اس نے پتی ڈال دی تھی۔

"آپ کیا پکا رہی ہیں؟"

"دوپہر کو بریانی بنائی تھی۔ سوائے میرے کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔ تھوڑا قیمہ ہے اس کو ابال کر رکھ آئی ہوں۔ مسالا بھی بنالیا ہے۔ مغرب کے بعد کباب بنالوں گی۔" وہ اسے بتانے لگیں۔ "لائبہ! مجھے تم سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے۔ ضوفی اپنے کمرے میں ہے' میرا خیال ہے اس کی غیر موجودگی میں ہی بات کرلوں تو بہتر ہے۔" بھابی کے اس تمہیدی انداز پر وہ چونک گئی۔ ایسی کیا بات ہے جو بھابی ضوفی کی غیر موجودگی میں کرنا چاہ رہی ہیں۔

"خیریت بھابی!" اس نے پلٹ کر انہیں تشویش سے دیکھا تو انہوں نے سر ہلادیا۔ وہ خاموشی سے چائے بنا کر ایک کپ اپنے لیے اور دوسرا بھابی کو دے کر ان کے پاس ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کل میرے پاس وہ مسز جمیلہ ہیں نا! وہ آئی تھیں۔" وہ ان کی بات پر مزید حیران ہوئی۔ خاص طور پر جمیلہ کا نام سن کر ایک ناگواری سی طاری ہوگئی تھی۔

''کیا کہہ رہی تھی وہ عورت''اس کو اس عورت سے اچھائی کی کوئی امید نہیں تھی پھر بھی پوچھ بیٹھی۔بھابی تاسف سے سر ہلانے لگیں۔

''تم تو اس کی عادت سے باخبر ہو ہی۔میری نیت پر شک مت کرنا۔اپنے اسی آوارہ لفنگے بیٹے کے لیے اپنی ضوفی کا کہہ رہی تھی۔''نہایت تحمل سے بتاتے ہوئے بھابی چپ ہو گئیں۔ان کی اس بات پر وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہو گئی۔

''اس ذلیل عورت کی ہمت کیسے ہوئی۔اپنے زمانے بھر کے آوارہ لفنگے بد معاش بیٹے کے لیے ہماری ضوفی کا نام لینے کی...؟''لائبہ کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

''بڑی خبیث عورت ہے یوں تو نہیں آئی۔کوئی سوچ سمجھ کر ہی تو بات اس نے شروع کی ہے۔ایسی عورتوں کو کسی کی عزت و آبرو کا کیا خیال...!میں نے بھی اس سے یہی کہا تھا اور اس نے ایسی الٹی پھرکی گھمائی کہ میں تو کانوں کو ہاتھ لگانے

لگی۔"اس نے اپنی آنسوئوں سے بھری آنکھوں سے بھابی کی جانب دیکھا۔وہ اچھی طرح جانتی تھی اس خبیث عورت نے کیا زبان کے جوہر دکھائے ہوں گے۔اس ذلیل عورت سے اسے اور توقع ہی کیا تھی۔

"وہ کہہ رہی تھی تمہاری ان نندوں کو کوئی بیاہنے والا تو کیا' تھوکنے والا بھی نہیں۔ یہ تو میری اعلیٰ ظرفی ہے کہ عزت سے دوسری مرتبہ رشتہ مانگنے آئی ہوں۔ میرے بیٹے کو تو لڑکیوں کی کمی ہی نہیں۔ایک سے ایک اعلیٰ لڑکی مل رہی ہے اسے مگر میں بڑی رحمدل ہوں' بڑی نہیں تو چھوٹی ہی سہی۔یتیم بچیاں ہیں' محلے دار ہونے کے ناتے کل کو خدا کے سامنے جواب بھی دینا ہے کسی پر ترس کھا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھیں گے تو خدا ثواب دے گا۔"بھابی اسے بتا رہی تھیں۔وہ کرسی پر بیٹھ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔اب اس کی سیاہی اس کی بہن کے ماتھے پر ملنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔اس درجہ ذلت اور ہتک سے اس کا مر جانے کو جی چاہا۔

''اور آپ نے اس کمینی خبیث عورت کی یہ تمام باتیں سن لیں؟ آپ نے اس عورت کا منہ کیوں نہ توڑ دیا۔''ضوفی ایک دم بولی۔دونوں نے فوراً پلٹ کر اسے دیکھا۔وہ نجانے کب سے کھڑی سن رہی تھی۔

''اور آپ نے اس کمینی خبیث عورت کی یہ تمام باتیں سن لیں؟ آپ نے اس عورت کا منہ کیوں نہ توڑ دیا۔''ضوفی ایک دم بولی۔دونوں نے فوراً پلٹ کر اسے دیکھا۔وہ نجانے کب سے کھڑی سن رہی تھی۔

''سنائی تو میں نے بھی بہت تھیں۔غصے میں جو منہ میں آیا کہہ دیا۔اتنی ڈھیٹ عورت ہے پھر بھی جاتے جاتے کہہ گئی کہ اصل بات تو لڑکیوں کی پسند کی ہے۔ کل خود آئوں گی جواب مانگنے۔میں نے منع بھی کر دیا تھا کہ یہاں مت آنا' بہت برا ہو گا۔اس جیسی عورت جسے دوسروں کے عیب تلاش کرنا' غلط باتیں کسی سے منسوب کر کے نشر کرنا کسی کی ذات کو ذلیل و خوار کر کے ان کی عزت کا زمانے بھر

میں اشتہار لگانا آتا ہو' اسے دوسروں کے ساتھ ساتھ اپنی عزت بے عزتی کا کیا پتا ہو گا۔

"کل آتو لے وہ... قسم سے ایسا منہ توڑوں گی' عمر بھر یاد رکھے گی۔" لائبہ تو خاموش تھی ضوفی ہی بھنا کر بولی تھی۔

"نا... نا... میری بہن... برے لوگوں سے دور رہنا ہی دانش مندی ہے۔ اتنی بدزبان عورت ہے کہ حد نہیں... شہود سے بھی میں نے رات کو بات کی تھی وہ بھی بہت ناراض ہو رہے تھے۔ بڑے سبھاؤ سے میں نے انہیں ٹھنڈا کیا تھا۔ تم دونوں کوئی گری پڑی ہو کہ جو منہ اٹھائے چلا آئے۔ اللہ رکھے تمہارے بھائی کو... تمہارا مان وہ زندہ ہیں۔ ہمارے ہوتے ہوئے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ ہم سلیقے سے بات کو ٹال دیں گے۔ کیچڑ میں پتھر پھینکنے سے خود پر ہی چھینٹیں آتی ہیں۔ کیچڑ کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ضوفی! میری بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو' تم اس عورت سے کچھ نہیں کہو گی بلکہ منہ نہیں لگو گی۔ اس عورت کو رائی کا پہاڑ بنانے کی تو عادت ہے۔ دیکھ

لیں گے ہم خود ہی..."ضوفی کے ارادوں سے ڈر کر وہ اسے ہی سمجھانے بیٹھ گئی تھیں۔لائبہ اب بھی خاموش تھی۔امی ابو کے بعد زندگی کا جو رنگ ان دونوں نے دیکھا تھا اگر یہ دونوں ہستیاں نہ ہوتیں تو وہ کب کی مرکھپ چکی ہوتیں۔یہ ہر موقعے پر ان کی ڈھال بن جاتے تھے۔اس کے اپنے معاملے میں بھی انہوں نے سلیقے سے منع کر دیا تھا۔اس کے باوجود اس عورت نے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔کب کب کا سنبھالا زہر نہیں اگلا تھا۔کیا کیا گل افشانیاں نہیں کی تھیں۔کیسی کیسی گندی رکیک باتیں اس کی ذات سے منسوب نہیں کی تھیں۔سب محلے والوں اور دوست احباب کو ان دونوں بہنوں کے متعلق الٹی سیدھی پٹیاں پڑھادی تھیں۔اب ایک دفعہ پھر ان دونوں کے صبر کی آزمائش تھی۔بھابی کافی دیر بیٹھ کر دونوں کو سمجھا بجھا کر جا چکی تھیں۔لائبہ خاموشی سے کھانا تیار کرتی رہی۔ضوفی بھی اس کا ہاتھ بٹانے لگی۔اسے اندر ہی اندر آنسو پیتے دیکھتی رہی۔لیکن تسلی کا ایک لفظ بھی زبان سے نہ

www.novelsclubb.com

نکال سکی۔لائبہ کو جو چوٹ لگی تھی وہ تسلی کے چند لفظوں سے نہیں ٹھیک ہو سکتی۔ رات کو وہ سونے لگی تو ضوفی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ٹوک دیا۔

"کیوں خود کو اذیت دے رہی ہیں پری! آپ کے آنسو اتنے بے مول نہیں ہیں جو کمینے، کٹھور، ذلیل، بے حس و بے ضمیر لوگوں کی زیادتیاں یاد کر کے بہائے جائیں۔" اس نے اپنی پوروں سے اس کی پلکوں میں اٹکے صاف و شفاف آنسو چن لیے تھے۔ "حوصلہ کریں پری! یہ دنیا یہی چاہتی ہے کہ ہم مر کھپ جائیں، مگر ہمیں زندہ رہنا ہے۔ان لوگوں کے موذی ڈنکوں سے خو کو بچانا ہے۔اب نہیں رونا، اوپر ماما پاپا کی روحوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔" ضوفی کی اپنی آنکھیں بھری ہوئی تھیں۔وہ اس کے کندھے پر سر ٹکا کر بہت دیر تک روتی رہی۔ضوفی کی تسلیاں، اس کے دلاسے سمجھانا بجھانا کچھ بھی تو اس کی آنکھوں سے بہتے سیلاب کے سامنے بند باندھنے پر کام نہیں آیا تھا پھر اس نے اسے رونے دیا۔برسوں کی جلتی آگ تھی جو بجھنے میں نہیں آ رہی تھی۔شاید آنسوئوں کی روانی سے بجھ جائے۔

***

اگلے روز چھٹی تھی۔وہ یونیورسٹی سے کچھ اسائمنٹس لائی تھی انہیں دیکھنے لگی۔ ضوفی گھر کے کاموں میں مشغول ہوگئی تھی۔ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا جب ہی وہ عورت چلی آئی تھی ان کے زخموں پر نمک پاشی کرنے کے لیے۔اس نے خاموشی سے ضوفی کو اشارہ کر کے بھابی کو بلانے بھیجا تھا۔بھابی کے آنے تک وہ اس عورت کو برداشت کرتی رہی۔

"یونیورسٹی میں پڑھاتی ہو نا!"لائبہ کو مسلسل اپنے کام میں مشغول دیکھ کر اس نے پہلا سوال داغا۔

"جی۔"وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

"میں نے سنا ہے یونیورسٹی میں مرد بھی پڑھاتے ہیں اور تو اور لڑکوں لڑکیوں کو اکھٹے پڑھانا پڑتا ہے۔"لائبہ نے صرف سر ہلایا تھا۔

"تمہیں مردوں کے ساتھ ڈر نہیں لگتا۔"اس عورت نے لائبہ کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ لیا تھا۔ہاتھ میں پکڑا قلم ساکت ہو گیا تھا۔"بھئی لگے بھی کیوں آخر کو تم...!"اس خبیث عورت کی شیطانی مکروہ ہنسی پر ایک لمحے کو لائبہ کا جی چاہا کہ وہ اس شیطان صفت عورت کا منہ نوچ لے۔اس نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچتے ہوئے اپنے اوپر ضبط کیا۔

"تمہیں مہ جبین نے بتایا تو ہو گا کہ میں پرسوں آئی تھی؟"وہ فوراً اپنے مطلب پر آگئی تھی۔لائبہ صرف سر ہلا سکی۔اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔"بس کیا بتائوں میرے نذیر کو کالج آتی جاتی تمہاری بہن بہت پسند آگئی ہے۔اس نے تو دن رات میرا سر کھاتے رٹ لگائی ہوئی ہے کہ میں تم لوگوں سے بات کروں۔"اس نے لائبہ کو دیکھا جو بالکل چپ چاپ تھی۔"مہ جبین نے تو باتیں کر کے نکال دیا تھا' مگر میں کیا کروں نذیر سے زیادہ میری اپنی خواہش ہے کہ تمہاری بہن میری بہو بنے۔میرے سینے میں جو دل ہے نا! اللہ نے بڑا ہی نرم بنایا ہے۔تم دونوں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بہنوں کو تنہا ایسی زندگی گزارتے دیکھتی ہوں تو دل بڑا دکھتا ہے۔ بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ یہی سوچتی رہتی ہوں کہ تم دونوں کے گھر بس جائیں تو اللہ خوش ہو گا۔ ماں باپ تو ہیں نہیں، بھائی کون سا سگا ہے جو تم لوگوں کی فکر کرے۔ اپنی بہن کی طرف سے تو تمہیں فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ویسے میری نظر میں تمہارے لیے بھی ایک رشتہ ہے۔ بڑا اچھا لڑکا ہے، اگر تم...''

''بس...! پلیز آپ خاموش ہو جائیں۔'' لائبہ میں اب مزید برداشت نہ تھی، ایک دم اس کی بات کاٹتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ بڑی مشکل سے اپنے غصے کو قابو کرنے لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے کوئی جواب دیتی، ضوفی، بھابی کے ہمراہ چلی آئی تھی۔

''دیکھیے خالہ جی! میں نے آپ کو پرسوں بھی کہہ دیا تھا کہ آپ کو ان دونوں کی طرف سے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ خاص طور پر ضوفی کے لیے، دو ایک رشتے آئے ہوئے ہیں جلد ہی ہم فائنل کر لیں گے۔'' بھابی نے رسان سے بات بنائی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

''اچھا...!''وہ عورت خاموش ہو گئی تھی کچھ سوچتے ہوئے وہ لائبہ کو دیکھنے لگی۔''تو کیا بڑی کی شادی نہیں کرنی۔ابھی تو جوان جہان ہے۔چلو کوئی کنوارا نہ سہی' شادی شدہ ہی چل جائے گا۔میری نظر میں ایک رشتہ ہے میرے دور پرے کا رشتہ دار ہے۔بیچارہ تنہا ہے' دو بچیاں ہیں' کتنی دفعہ مجھے کوئی لڑکی دکھانے کو کہہ چکا ہے۔اس کی کوئی اعلیٰ ڈیمانڈ نہیں ہے۔کہتا ہے لڑکی جیسی بھی ہو اسے منظور ہے بس وہ اس کے بچوں کو سنبھالنے والی ہو...اگر تم راضی ہو تو بات چلائوں؟سچ کہتی ہوں اپنی لائبہ کو بہت خوش رکھے گا۔لاکھوں کروڑوں میں تو وہ کھیلتا ہے۔ جب بھی لائبہ کی اجڑی اجڑی زندگی دیکھتی ہوں حقیقی دکھ ہوتا ہے۔سینہ دکھ سے پھٹنے لگتا ہے۔''وہ مگرمچھ کے آنسو بہاتی ہوئی گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

''خالہ جی! میں نے کہا نا یہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ہمیں اس کی آپ سے زیادہ فکر ہے' جہاں بھی کریں گے بہتر ہی کریں گے۔''بھابی نے دوٹوک جواب دیا۔

ضوفی بڑی مشکل سے زبان دانتوں تلے دبا رہی تھی جو بار بار کچھ کہنے کے لیے مچل رہی تھی۔

"اے...لو...شادی نہیں کرنا چاہتی تو کیا ساری عمر ایسے ہی رہے گی؟" اس نے تعجب سے انگلی دانتوں تلے داب لی۔ "اتنی عمر تو ہو چکی ہے۔اب اسے شادی کر لینی چاہیے۔شادی شدہ ہی رشتے اس کے لیے آئیں گے بھلا کوئی ہوش مند کیسے ایک طلاق یافتہ لڑکی سے شادی کرے گا پھر یہ صرف طلاق یافتہ تو نہیں اور بھی بہت کچھ لوگ دیکھتے ہیں۔" وہ عورت اپنی زبان کے جوہر دکھانے لگی تھی۔لائبہ کی آنکھوں میں وحشت اتر آئی۔وہ خالی آنکھوں سے صرف خاتون کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"دیکھیے خاتون یہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے۔آپ اپنے بیٹے اور اس دور پرے کے رشتے دار کو سنبھال کر رکھیے اور یہاں سے چلتی بنیں۔" جب تک بات اس کی اپنی ذات

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تک تھی وہ چپ تھی اب بات لائبہ کی ذات اور کردار کی دھجیاں بکھیرنے پر اتر آئی تھی تو اس میں مزید ضبط کا یارانہ رہا تھا۔ایک دم چیخ گئی۔

''اے...لو...اس لڑکی کو تو بات کرنے کی تمیز ہی نہیں۔''اسے ضوفی سے اس قدر کھرے جواب کی امید نہیں تھی'حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

''جی ہاں...!ساری تمیز تو آپ نے گھول کر پی رکھی ہے جبھی اوروں کی کردار کشی کرتی پھر رہی ہیں۔''ضوفی اب پھر خاصی بھنا کر بولی تھی۔

''لو'میں نے تو تم لوگوں کا بھلا سوچا تھا۔سچ ہے نیکی کا تو کوئی زمانہ ہی نہیں ہے۔''

''جی ہاں'سچ کہا آپ نے...ہم آپ کا جتنا بھی لحاظ کر رہے ہیں'آپ اپنی زبان کے جوہر دکھاتے سر پر ہی چڑھتی آ رہی ہیں۔محلے دار ہونے کے ناتے کچھ کہتی نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارے منہ میں زبان نہیں۔آپ اپنی یہ اعلیٰ وارفع

نیکیاں اپنے بگڑے موٹے بیٹے پر آزمایئے اور ہمیں معاف ہی کیجیے۔" ضوفی نے ہاتھ جوڑ کر خاصے جلے کٹے انداز میں کہا تھا۔

"ارے واہ...! خوب تربیت ہوئی ہے تمہاری... بہن کے کارنامے کیا کم تھے جو تم بھی اس جیسی بن گئی ہو... توبہ... توبہ!" وہ عورت اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتی ہوئی توبہ کر رہی تھی۔ ضوفی کا پارہ ایک دم چڑھا تھا۔

"آپ اپنی بکواس بند کریں اور یہاں سے دفع ہو جائیں۔ ورنہ..." وہ چیخ کر بولی تھی پھر رک گئی۔

"ورنہ... ورنہ کیا کرو گی تم... میں کیا پورا محلہ جانتا ہے تم کیسی لڑکیاں ہو۔" وہ ضوفی سے زیادہ چیخ کر بولی تھی۔ اس کے بعد وہ عورت جو گل افشانیاں اور شعلہ بیانیاں کر سکتی تھی اس نے لائبہ کی ذات کو ہدف بنا کر کیں۔ جس حد تک وہ ان کی ذات پر کیچڑ اچھال سکتی تھی اس نے اچھالا۔ پہلی دفعہ جب لائبہ نے انکار کیا تھا تو

اس عورت نے یہی کچھ کیا تھا اور اب ایک مرتبہ پھر اس نے تماشا لگا لیا تھا۔ چیخ چیخ کر باتیں کرتے ہوئے وہ یہ بھی بھول گئی تھی کہ وہ ان کے گھر میں کھڑی ہے۔ شور کی آواز سن کر شہود بھائی بھی ادھر آ گئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" ان کی آواز اور دبنگ لہجے پر وہ ایک دم خاموش ہو گئی۔

"بیٹا! ہونا کیا ہے' میں تو ان دونوں کو..." اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔

"بس خاتون آپ یہاں سے جائیں۔ ہم پر اپنی بیٹیاں بھاری نہیں ہیں۔ ہم اندھے نہیں کہ آپ جیسے لوگ آ کر ہمیں احساس دلائیں۔ ہمیں پتا ہے کہ کہاں اور کب انہیں بیاہنا ہے۔ آپ براہ مہربانی یہاں دوبارہ آنے کی زحمت مت کیجیے گا۔" شہود بھائی نے انتہائی غصے میں بھی شائستگی کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ وہ بکتی جھکتی جانے لگی۔ لائونج کا دروازہ عبور کرتے کرتے رک گئی۔

"میں نے سنا ہے کچھ عرصہ پہلے اس گھر میں چوری ہوئی تھی، بیٹا تم بڑے ہو اس گھر کے ذرا پتا تو کروانا وہ چوری ہی تھی یا..." وہ خبیث عورت کمینگی سے ہنسنے لگی۔

"ارے محلے نے تو دیکھا نہیں تھا کسی چور کو...اوپر سے دونوں بہنیں گھر میں تنہا ہوتی ہیں... کوئی کیا جانے وہ چور تھے یا..." بھابی اور ضوفی بھی حق دق رہ گئیں۔

"اچھا بیٹا...اجازت دو خدا حافظ۔" شہود بھائی کو غصے سے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ لٹھ مار انداز میں کہتے ہوئے فوراً باہر کی جانب بھاگی تھی۔لائبہ تو پتھرا ہی گئی۔

"یا اللہ! یہ ذلت سہنا بھی باقی تھا۔" وہ جس مقصد کے لیے آئی تھی وہ پورا ہو گیا تھا۔لائبہ بے دم ہو کر صوفے پر گر گئی۔

"لائبہ! میری جان، سنبھالو خود کو..." اسے آنکھیں بند کیے صوفے کی پشت سے سر مارتے بلک بلک کر روتے دیکھ کر بھابی اور بھیا دونوں اسے تسلیاں دینے لگے۔

"اللہ! اب اور نہیں... بہت ذلت سہہ لی' اب نہیں جینا' یااللہ مجھے اٹھالے۔" بلک بلک کر روتے وہ صرف ایک ہی دعا مانگ رہی تھی۔

"لائبہ! کیا ہو گیا ہے تمہیں' دیکھو ہم ہیں نا تمہارے ساتھ..." شہود بھائی اسے گلے لگا کر تسلیاں دینے لگے۔ وہ سر نفی میں ہلائے روتی رہی۔

"میں برسوں سے یہ اذیت سہہ رہی ہوں' ان مکروہ وہتک آمیز نظروں نے میرے وجود کو اندر تلک چھید دیا ہے۔ اب مزید برداشت نہیں ہوتا۔ برسوں سے اپنی جان پر سہہ رہی ہوں آج صرف اور صرف میری وجہ سے ضوفی بھی داغدار ہو گئی۔ یااللہ! میں کیوں زندہ ہوں؟ اسی دن اسی ویرانے میں مر کھپ گئی ہوتی تو آج میری بہن یوں بدنام نہ ہوتی۔"

www.novelsclubb.com

"بس چپ کرو... کچھ نہیں ہوا۔" بھابی نے اپنی آنکھیں صاف کر کے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ ضوفی بھی روتے ہوئے پانی لے آئی تھی۔ بھائی نے اسے پانی پلایا۔

باقی سارا دن وہ اس کے پاس ہی رہے تھے۔ مختلف طریقوں سے اسے بہلاتے رہے تھے۔ تسلیاں دیتے رہے تھے۔لائبہ پر خاموشی کا زبردست دورہ پڑ چکا تھا۔ جسے ان تینوں کی تسلی و تشفی نے بھی ختم نہ کیا تھا۔

"یااللہ! موت آنی ہے تو پھر ایک ہی دفعہ کیوں نہیں آجاتی۔تو بار بار ہمیں کیوں آزماتا ہے۔"رات سونے سے پہلے آنکھیں بند کر کے اس نے انتہائی دل گرفتگی سے اللہ سے شکوہ کیا تھا۔

.../...

لائبہ پر قنوطیت کا دورہ پڑ چکا تھا۔دو ہفتے مسلسل گزرنے کے باوجود سب کی انتہائی توجہ اور محبت بھری کوششیں بھی اسے اپنے اس خول سے باہر نہ نکال سکیں۔ ضوفی اس کی وجہ سے انتہائی پریشان تھی۔اسے خاموشی سے ساری ساری رات آنسو بہاتے دیکھتی رہتی تھی۔ کتنی دفعہ اس نے اسے سمجھانا بھی چاہا پھر ہمت ہار

جاتی تھی۔ شہود بھائی نے دونوں کے اترے چہرے دیکھ کر ان دونوں کو سیر کروانے کا پروگرام بنایا۔ اس کے لیے انہوں نے اتوار کا دن منتخب کیا تھا۔ بھائی کے اصرار اور محبت بھرے حکم پر دونوں بے دلی سے ''منگلا ڈیم'' جانے کی تیاریاں کرنے لگیں۔ پکنک کے لیے سب صبح دس کے قریب ہی گھر سے نکل آئے تھے۔ دوپہر کا کھانا انہوں نے وہاں پارک میں ہی کھایا تھا۔ ارد گرد لوگوں کا ہجوم' ہنستے مسکراتے جھولا جھولتے بچے دیکھ کر وہ دونوں بہلنے لگیں۔ بس تھوڑی دیر میں ہی دونوں کا موڈ کافی بحال ہو چکا تھا۔ شہود بھائی' تایا کے اکلوتے بیٹے تھے اور وقاص بھی فی الحال ان کا اکلوتا چشم و چراغ تھا۔ خاندان بھر کا واحد لڑکا۔ ڈیم کی بلندی پر کھڑی وہ ریلنگ کو تھامے آنکھوں سے دوربین لگائے دور دراز واقع عمارتوں کو دیکھ رہی تھی۔ فیصل مسجد کے... مینار دوربین سے واضح ہوتے دکھائی دیتے تھے۔ وہ کافی دیر سے اس کھیل میں مصروف تھی جب ایک دم وقاص نے اسے مخاطب کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

''پری پھوپو! بوٹ کی سواری کریں؟''سورج مغرب میں ڈوب رہا تھا اس کا خوب صورت عکس وقاص کی گہری برائون آنکھوں میں بہت نمایاں تھا۔لائبہ کو غروب آفتاب کا یہ خوب صورت منظر ہمیشہ سے بہت اچھا لگا کرتا تھا۔قدرتی مناظر ہمیشہ اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔وہ آنکھوں سے دوربین ہٹائے وقاص کی برائون آنکھوں میں غروب آفتاب کا یہ خوب صورت منظر بغیر پلکیں جھپکائے بڑی محویت سے تکتی رہی پھر اسے وقاص پر بے اختیار ڈھیروں ڈھیر پیار آگیا تھا۔ جھٹ سے اس کا ماتھا چوم لیا۔وہ بھی اسے ضوفی کی دیکھا دیکھی پھوپو کے ساتھ پری کہنے لگا تھا۔وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اس طرز تخاطب پر نہال ہو گئی۔

''اوہ میری جان کیوں نہیں،ہم ضرور بوٹ کی سواری کریں گے۔''وہ اسے لیے نیچے اتر آئی۔بھیا،بھابی اور ضوفی کے پاس پہنچ کر رک گئی۔وہ تینوں ڈیم کی ریلنگ کو تھامے آگے کو جھکے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔پھر وہ پانچوں کشتی میں بیٹھ کر بہت لطف اندوز ہوئے۔وہ جب بھی یہاں آتی تھی،وقاص کی فرمائش پر کشتی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہیں ضرور بیٹھتی تھی۔ مغرب سے پہلے وہ فیصل مسجد کی طرف چل دیئے تھے۔ مغرب کی نماز انہوں نے مسجد میں ادا کی تھی۔ اتنا پر سکون ماحول تھا' لائبہ کو اپنی ساری اداسی زائل ہوتی محسوس ہوئی۔ رات کا کھانا ان سب نے نزدیکی ہوٹل میں کھایا تھا۔ دیر تلک باتوں اور تفریح میں مگن رہنے کے بعد رات ساڑھے دس بجے وہ سب گھر واپس لوٹے تھے۔ سارا دن بہت بھرپور گزرا تھا۔ گھر لوٹتے ہی دونوں عشاء کی نماز ادا کر کے بستر پر بے دم ہو کر گر گئی تھیں۔ جسم اور ذہن سارے دن کی تفریح گردی سے اس قدر تھک گیا تھا کہ بستر پر گرتے ہی نیند نے آلیا تھا۔

زرد موسم کے دکھ

www.novelsclubb.com

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 4

دن اپنی مخصوص رفتار سے گزر رہے تھے۔ضوفی معمول کے مطابق روز کالج جاتی تھی۔اس کے جانے کے بعد وہ گھر بھر کی صفائی ستھرائی کرتی تھی۔یونیورسٹی میں اس کے پیریڈ تاخیر سے شروع ہونے لگے تھے۔اسی لیے وہ اب آسانی سے گھر کے کام کاج کر لیتی تھی۔ حسب عادت یونیورسٹی سے لوٹنے اور نماز اور کھانے سے فراغت کے بعد اس نے اپنی نیند پوری کی تھی' جب بیدار ہوئی تو ضوفی لائونج میں عصر کی نماز ادا کر رہی تھی۔ضوفی سلام پھیر کر دعا مانگ رہی تھی وہ بھی وقت گزر جانے کے خیال سے ڈر کر نماز کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ابھی وضو شروع ہی کیا تھا کہ پورے گھر میں کال بیل کی آواز گونجنے لگی۔

''ضوفی! اگر نماز ادا کر لی ہے تو ذرا دیکھنا باہر کون ہے؟''وضو کرتے ہوئے اس نے وہیں سے ضوفی کو آواز لگائی۔وضو کے دوران لائونج سے ضوفی کے علاوہ کسی اور کے بولنے کی آواز بھی آنے لگی۔کوشش کے باوجود وہ آواز نہیں پہچان پائی تھی۔ جلدی سے وضو کر کے وہ بھی ادھر ہی چلی آئی۔

"ضوفی! کون ہے؟" سر پر دوپٹہ نماز کے انداز میں لپٹا ہوا تھا' ایک پلو سے وہ ہاتھ منہ پونچھتے اندر داخل ہوئی تھی۔ دوسرے ہی لمحے اسے ہمیشہ کی طرح حیران ہونا پڑا تھا۔

"السّلام علیکم!" فوزان صدیقی اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیتے ہوئے بیٹھنے کو کہا تھا۔

"بے وقت آ کر کہیں میں نے آپ کو پریشان تو نہیں کر دیا؟" دونوں کو دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ ضوفی ایک دم مسکرا دی۔

"نہیں... آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' بالکل صحیح وقت پر آئے ہیں۔" جواب بھی ضوفی کی طرف سے موصول ہوا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے لائبہ کو دیکھنے لگا جیسے تصدیق چاہ رہا ہو وہ نظر انداز کرتی ہوئی معذرت کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔ نماز ادا کر کے وہ ڈرائنگ روم میں جانے کی بجائے کچن میں چلی آئی۔ ضوفی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

موصوف سے باتوں میں مگن ہو چکی تھی' سو وہ خود ہی چائے بنانے لگی۔ وہ اپنے کام میں اس قدر مگن تھی کہ پتا ہی نہ چلا کب فوزان صدیقی دروازے کی چوکھٹ پر آ کھڑا ہوا تھا۔

"آپ کو میرا یہاں آنا برا لگا ہے؟" آواز پر وہ چونکی تھی' پھر اسے وہاں کھڑے دیکھ کر حیران ہوئی۔

"آپ...! نہیں..." ابلتی ہوئی چائے کے نیچے اس نے آگ دھیمی کر دی۔ ساتھ ہی رخ موڑ کر فریج سے کیک اور بسکٹ نکالنے لگی۔

"آپ جھوٹ بولنے میں ماہر نہیں' کوشش بھی مت کیا کریں۔ آپ کا چہرہ آپ کے جھوٹ کا ساتھ نہیں دے پاتا۔" اس کی اس بات پر وہ تڑپ کر پلٹی تھی۔ تنبیہی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ فوزان صدیقی کی آنکھوں میں ایسا کچھ ضرور تھا کہ وہ بے اختیار پلکیں گرانے کے ساتھ ہی رخ بھی موڑ گئی۔ نجانے کیوں یہ شخص اسے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہمیشہ الجھا دیتا تھا۔اسے پریشان کر دیتا تھا جبکہ وہ اپنی حدود میں رہنا چاہتی تھی۔بچی نہیں تھی جو اس کی آنکھوں کے پیغام نہ سمجھتی۔

"آپ تو یوں کہہ رہے ہیں جیسے قیافہ شناسی میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔ضروری تو نہیں آپ کے اندازے درست ہوں۔"اس شخص کے سامنے آنے پر وہ ہمیشہ تلخ ہو جاتی تھی۔اب بھی وہ کہے بغیر نہیں چوکی تھی۔وہ بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔اسے اور غصہ آنے لگا۔

"آخر یہ شخص چاہتا کیا ہے؟کیوں بار بار دستکیں دے رہا ہے۔ان کواڑوں پر جو زنگ آلود ہیں، کبھی نہیں کھلتے۔"

اس کی اس شخص سے یہاں تیسری ملاقات تھی، وہ پہلے دن سے اب بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔پھر بھی ہر بار وہ ملتے وقت اور ملنے کے بعد اس سے خوامخواہ الجھ پڑتی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پہلی بات تو یہ کہ میں نے کوئی اندازے نہیں لگائے۔ایک حقیقت بیان کی ہے اور دوسری بات یہ کہ قیافہ شناسی میں میں نے کوئی پی ایچ ڈی نہیں کی۔آپ کا چہرہ ہی اتنا شفاف آئینہ ہے کہ آپ کے اندر کی ہر سوچ آپ کے چہرے سے جھلکنے لگتی ہے۔"اپنی ہنسی کو روک کر وہ خاصی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔"جس ڈیپارٹمنٹ میں میں کام کر رہا ہوں' وہاں اس صلاحیت کی بہت قدر کی جاتی ہے صرف ایک نظر ڈال کر مقابل کے اندر کی کیفیت کو کھوجنے کی کوشش کی جاتی ہے۔آپ مجھ پر طنز کر کے کم از کم میری اس صلاحیت سے انکاری مت ہوں۔"وہ اب پھر غیر سنجیدہ ہو چکا تھا۔وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔پھر جلد ہی اس کی تلاش کا جواب فوزان صدیقی نے دے دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ضوفشاں کو آپ کی بھابی نے بلا لیا تھا۔مجھے وہاں تنہا بیٹھ کر بور ہونے سے بچانے کے لیے وہ مجھے یہاں کچن کا راستہ دکھا گئی تھیں۔"آرام سے بتاتے ہوئے وہ خود ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا۔اس کی بات پر وہ کچھ نہ بولی تھی۔مگوں میں چائے

انڈیل کر کیک ،بسکٹ ٹرے میں سجا کر اس کے سامنے میز پر رکھ کر وہ بوائل انڈوں کو چھیلنے لگی۔ نمک دانی اور انڈے پلیٹ میں رکھ کر وہ خود بھی دوسری طرف کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ وہ اس دوران بڑی سنجیدگی سے اس کی کارکردگی کا جائزہ لیتا رہا۔

"آپ چائے لیجیے پلیز!" اسے مسلسل اپنا جائزہ لیتے دیکھ کر اس شخص پر کوفت ہونے لگی۔ خود ہی کپ اٹھا کر اسے تھمایا۔ جسے اس نے دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ تھام لیا۔

"شکریہ...! ویسے آپ چائے اچھی بناتی ہیں۔" پہلا گھونٹ بھرتے ہی اس نے توصیفی جملہ کہا تھا۔ وہ کچھ بھی کہے بغیر خاموشی سے چائے پینے لگی، پھر اچانک یاد آنے پر وہ اس سے پوچھ بیٹھی۔

"زبیر کیسا ہے؟ آپ اسے بھی لے آتے۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔اکثر آپ کا ہی ذکر کرتا رہتا ہے۔آتے وقت وہ گھر پر نہیں تھا اگر گھر پر ہوتا تو شاید اسے ساتھ لے ہی آتا۔" بظاہر سادہ سے لہجے میں کہے گئے سادہ سے الفاظ تھے' لیکن بہت خاص لگے۔وہ کھونے لگی۔اس شخص میں واقعی کوئی خاص بات تھی۔اس کے بات کرنے کا انداز عام مردوں کا سا تھا' اس انداز میں جو بات نمایاں تھی وہ شاید اس کی صاف گوئی ہی تھی۔لائبہ کی نظریں اس کے چہرے کا طواف کرنے لگیں۔بھرے بھرے عنابی ہونٹ' اوپر والا ہونٹ نچلے والے کی نسبت زیادہ پرکشش تھا۔عموماً بہت سے مردوں کے ایسے ہی ہونٹ ہوتے ہوں گے مگر اس شخص کے چہرے پر زیادہ سج رہے تھے۔اسے لگا اگر اس کا اوپر والا ہونٹ اتنا باریک نہ ہوتا تو اس کے چہرے کی خوب صورتی ماند پڑ جاتی۔لمبی کھڑی ناک' مضبوط اٹل ارادوں کی آگہی دے رہی تھی اور آنکھیں بہت زیادہ چمک رکھنے کے باوجود کھوئی کھوئی سی تھیں۔کالی سیاہ' چمکتی روشن روشن آنکھیں' سانولا رنگ ' چہرے پر ایک بہت خوب صورت مسکراہٹ کے باوجود ایک جمود طاری تھا۔پہلی

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نظر میں وہ اس کے چہرے کو دیکھنے کے بعد کئی مہینوں تک تو اس شخص کو یونہی نہیں سوچتی رہی تھی۔ کشادہ پیشانی اور اس پر بکھرے برائون بال۔ وہ حیران ہوئی کتنا تضاد تھا اس کی آنکھوں میں اور بالوں کے رنگ میں، مگر دونوں اپنی اپنی جگہ پر بہت بہترین تھے۔ بظاہر اس شخص میں کوئی خاص بات نہ تھی، اس کی طرح اور بھی بہت سے مردوں کے خوب صورت نقوش ہوتے ہوں گے، مگر فوزان صدیقی میں یہی تو خاص بات تھی کہ کوئی دوسروں سے ممتاز کر دینے والی خوبی نہ ہونے کے باوجود وہ اسے دنیا جہان کے سب مردوں سے الگ تھلگ اور انوکھا لگا تھا۔ اسے سب سے ممتاز دکھنے والا یہ شخص صرف اور صرف اپنی اچھی فطرت اور رحم دلی کی وجہ سے ہی انوکھا نرالا لگتا تھا۔ اسے یقین آنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"ہیلو...! کیا سوچ رہی ہیں؟" اس نے اس کے سامنے ہاتھ ہلا کر اس کو متوجہ کیا تھا۔ وہ اپنے یوں مگن انداز پر چونک گئی۔ خود کو سرزنش کی۔ بھلا اسے کیا حق

حاصل تھا کہ وہ ایک نامحرم کے بارے میں اس کے چہرے کے نین نقوش کے بارے میں اس گہرائی سے سوچتی۔لائبہ کو خود پر شرمندگی محسوس ہونے لگی۔

"شہود بتا رہا تھا کہ آپ نے انگلش میں ماسٹر کیا ہے۔پھر سی ایس ایس کا امتحان بھی کلیئر کیا ہوا ہے پھر آپ نے یہ لیکچرر کی جاب ہی کیوں منتخب کی آپ کو اور شعبوں میں بھی بہت اچھی نوکریاں مل سکتی تھیں۔جیسا کہ آپ نے بتایا بھی تھا کہ آپ کے والد صاحب بیوروکریسی میں تھے۔"

"آپ نے بجا فرمایا ہے' پر انسان کا اپنا اپنا رجحان ہوتا ہے' بس مجھے یہ ٹیچنگ کا شعبہ زیادہ پسند تھا اور میں نے اسی میں آنا مناسب سمجھا۔دوسرے بہت سے شعبے جیسا کہ آپ نے بیوروکریسی کہا ہے یا پھر پولیس ڈیپارٹمنٹ یا دیگر سول سروسز کو ہی لے لیں وہاں کام کرتی ہوئی عورت بہتر بظاہر مضبوط اور بہادر لگے گی' یہ حقیقت بھی ہے اور یقیناوہ بہت سراہی بھی جاتی ہے مگر ان شعبوں میں اس کی اصل شخصیت مسخ ہو کر رہ جاتی ہے۔ان شعبوں میں عورت کو ہر طرح کی سہولتیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

فراہم کی جاتی ہیں مگر تحفظ نہیں ہے پھر چاہے انسان کتنا ہی فرض شناس اور دیانت دار ہی کیوں نہ ہو' وہ ضرور پھنس جاتا ہے جبکہ اس ٹیچنگ کے شعبے میں استاد کو خاص طور پر لڑکی کو تحفظ دیا جاتا ہے۔ چھوٹے موٹے تو مسائل یہاں بھی ہوتے رہتے ہیں مگر دوسرے محکموں کی بہ نسبت ٹیچنگ میں عورت ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔" اپنی بات مکمل کر کے وہ اٹھ کر فریج چیک کرنے لگی۔

"ضروری تو نہیں' ہر انسان ان محکموں میں ان لیگل سورسز میں ملوث ہو جائے۔ میں یقین نہیں کر سکتا۔ مجھے سات آٹھ سال ہونے کو ہیں اس جاب میں آئے ہوئے۔ میرے ساتھ تو ایسا کبھی کوئی مسئلہ نہیں ہوا' میں آج بھی اول روز جیسا ہوں۔ جو مقصد لے کر اس شعبے میں آیا تھا اس پر اسی جذبے سے ابھی تک کار فرما ہوں۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ آپ ابھی تک اپنے جذبے پر کار فرما ہیں۔ اس محکمے کی گندگی سے بچے ہوئے ہیں اور خدا نہ کرے آپ کے ساتھ کبھی کوئی مسئلہ ہو مگر

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آپ کو میری یہ بات بھی ماننا ہو گی کہ انسان خواہ کتنا ہی مسائل کو نمٹانے کا حوصلہ رکھتا ہو۔وہ زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر ضرور پھنس جاتا ہے۔نہ اگلے بات بنتی ہے نہ نگلے۔خاص طور پر اس پولیس کے محکمے میں جہاں دونوں ہاتھوں کے ساتھ رشوت سے جیبیں بھری جاتی ہیں۔کہاں تک گارنٹی ہے کہ آپ اس گندگی سے بچے رہیں گے ؟''وہ بھی اس بحث میں اچھی طرح الجھ چکی تھی۔فوزان صدیقی شاید بہت فرصت سے آیا تھا اس کے اتنی جلدی ٹل جانے کا امکان نہ دیکھ کر وہ شام کو پکانے کے لیے مٹر نکال لائی۔

''ضوفی نے کتنی دیر لگادی تھی۔''وہ سوچنے لگی۔

''فرض کریں اے ایس پی صاحب اگر آپ کے ساتھ زندگی میں کبھی کوئی ایسا مسئلہ ہو جائے تو آپ کیا کریں گے میرا مطلب ہے'ایک طرف آپ کے پیشے کی دیانت داری ہو تو دوسری طرف کوئی عزیز از جان ہستی تو کس کا چنائو کریں گے آپ؟''لائبہ کی اس گفتگو میں خود بخود دلچسپی بڑھ گئی تھی۔اسی لیے براہ راست

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سوال کر بیٹھی تھی۔ فوزان ٹوکری میں نکال کر ڈالے جانے والے مٹر کے دانوں کو ادھر ادھر کر رہا تھا' اس کے سوال پر بھی وہ اپنا کام کرتا رہا۔

''تو بھی میں ہمت نہیں ہاروں گا۔ ہر حال میں حالات کو اپنے حق میں کرنے کی سر توڑ کوشش کروں گا۔ اگر تب بھی حالات موافق نہ ہوئے تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔''

''یعنی دوسری صورت میں آپ بھاگ جائیں گے۔ یہ تو پھر بزدلی ہوئی نا! اپنے آپ سے بھی بے ایمانی اور اپنے پیشے سے بھی... جب زندگی آپ کو ایک موقع دے رہی ہے تو آپ لڑیں گے نہیں نفع نقصان کی تمیز کیے بغیر...؟'' لائبہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ طنزیہ کہا تھا۔

''یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ میں کیا کروں گا۔ اگر آپ نے میری پسپائی کو بزدلی سے تشبیہہ دی ہے تو یہی سمجھ لیں۔ قبل از وقت ہماری کہی گئی کوئی بھی بات حرف آخر

نہیں ہوتی۔ وقت اور حالات بدلتے رہتے ہیں' شاید تب تک جذبہ اور راسخ ہو جائے۔'' فوزان صدیقی نے ہلکے سے ہنستے کندھے اچکائے تھے۔ وہ پھر چونک گئی۔ اب بھی اسے اس کے ہر انداز میں کوئی خاص بات چھلکتی محسوس ہوئی۔ ''ہاں یاد آیا! میں جس کام کے لیے آیا تھا وہ تو بھول ہی گیا۔'' وہ اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ سیاہ پینٹ اور ہلکی سرخ اور سفید ٹی شرٹ میں وہ اس پولیس والے افسر سے بہت مختلف لگ رہا تھا۔ ''یہ رہی آپ کی رقم!'' اس نے ایک خاکی لفافہ اس کی طرف بڑھایا تو وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''کس بات کی...؟'' وہ بالکل بھولی ہوئی تھی کہ اس نے اسے کوئی رقم بھی دی ہے۔

''چوروں کے اقرار کرنے پر اور پھر ان کا مقدمہ عدالت میں چلنے پر ان کے پاس سے یہ جرمانے کے بعد حاصل شدہ آپ کے حصے کی رقم نکلی ہے۔ ستر ہزار روپے۔ آپ کا نقصان دگنا تھا مگر چوروں کے پاس سے یہ رقم مل گئی' یہ بھی غنیمت ہے میں کتنے دنوں سے شہود کو فون کر رہا تھا کہ وہ یہ رقم لے جائے یا پھر آپ کو اطلاع

کر دے شاید اسے یاد نہیں رہتا تھا اسی لیے آج وقت نکال کر مجھے خود حاضر ہونا پڑا۔" وہ اس کے سوال پر وضاحت کر رہا تھا۔

"شکریہ!" اس نے لفافہ تھام کر ایک طرف رکھ لیا۔ "چور پکڑے گئے تو مجھے خوشی ہوئی تھی مگر یہ امید نہیں تھی کہ ہمیں یہ اتنی رقم بھی مل جائے گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا پھر سنجیدہ ہو گئی۔ "عموماً یہاں پاکستان میں پولیس اگر چوروں سے رقم نکلوانے میں کامیاب ہو بھی جاتی ہے تو ان کی اپنی جیبیں ہی بھری جاتی ہیں اور بے چارے متاثرین کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا جبکہ یہاں تو صورت حال ہی مختلف ہے' نہ صرف چند دنوں میں مجرم پکڑے گئے' اب رقم بھی..." وہ بات کرتے کرتے پھر کڑوی ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"آپ مجھ سے اتنی ناامید کیوں ہیں' ضروری تو نہیں جیسا آپ سوچ رہی ہیں میں ویسا ہی ہوں؟" وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھ رہا تھا۔

"آپ ہر بات اپنی طرف کیوں کھینچ کر لے جاتے ہیں؟ میں نے آپ کو تو نہیں کہا۔ میں آپ سے نہیں' اس محکمے سے ناامید ہوں۔ کوئی چاہے جان سے ہی گزر جائے' ان لوگوں کے کانوں پر جوں تک تو رینگتی نہیں۔" وہ اب کھل کر اپنی کرواہٹ کا اظہار کر رہی تھی۔

"میں نے کچھ دیر پہلے آپ سے کہا تھا آپ جھوٹ بولنے کی کوشش مت کیا کریں' بالکل سوٹ نہیں کرتا آپ پر..." اس کی زبان کی کڑواہٹ اور بات پر محظوظ ہوتا وہ پھر کہہ گیا تھا۔ لائبہ نے اس کی اس بات پر ایک دفعہ پھر بہت زخمی نگاہوں سے دیکھا تھا جو کہ ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ لیے کرسی کی پشت پر رکھے ہاتھوں پر اپنے سر کی پشت ٹکا کر بڑی محویت سے اس کی طرف تک رہا تھا۔ فوزان صدیقی کے اس انداز پر وہ گھبرا گئی۔ اپنا سارا اعتماد رخصت ہوتا محسوس ہوا۔ خواہ مخواہ ہی اٹھ کر فریج میں سے کچھ تلاش کرنے لگی۔

"آپ پلیز اپنا مسئلہ مجھ سے بیان کریں شاید میں حل کر دوں۔" وہ اچانک ہی اس کے تھپک تھپک کر سلائے گئے زخموں کو کریدنے لگا تھا۔ وہ فریج کا دروازہ بند کر کے رخ موڑے اپنے آنسو پینے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے پتا تھا وہ جب بھی ایسا کوئی سوال کرے گا' وہ اپنا ضبط کھو بیٹھے گی' اسی لیے تو وہ اس سے کترا رہی تھی۔ "لائبہ!" وہ رخ موڑے بدستور کھڑی تھی۔ لہجے کی اس ٹھنڈی' نرم' میٹھی میٹھی پھوار میں بھیگنے لگی۔ ایک دم چہرہ موڑ کر اس شخص کو دیکھا جو اب اس کے مقابل کھڑا تھا۔

"آپ پلیز' مجھے بتائیے۔ کیا ہوا تھا آپ کے ساتھ؟" وہ ایکدم نفی میں سر ہلا گئی۔ "آپ کو میں بتاؤں لائبہ کہ جب میں نے آپ کو پہلی دفعہ دیکھا تو آپ مجھے بہت مختلف لگی تھیں۔" لائبہ کی طرف سے جواب نہ پا کر وہ بتانے لگا۔ "میں آپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا' مجھے تو یہ بھی علم نہیں تھا کہ آپ کون ہیں اور یہاں کیوں لائی گئی ہیں۔ اس کے باوجود میں نے انتہائی خلوص سے آپ کی مدد کی

تھی۔ وہ پہلی نظر کا تاثر اتنا دیرپا ہے کہ میں درمیان کے اتنے سالوں میں آپ کو بالکل نہیں بھول پایا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ آپ مجھے شدت سے یاد آئیں۔ آپ کا ایک ایک نقش میرے ذہن کے دریچے پر ثبت ہو چکا تھا۔ پھر اچانک طویل انتظار کے بعد آپ کو بالکل اچانک اپنے آفس میں دیکھا تو کئی لمحوں تک میں ساکت سا ہو گیا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آپ واقعی میرے سامنے کھڑی ہیں یا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ ایک عرصہ ہو گیا ہے مجھے آپ کو خوابوں میں دیکھتے ہوئے' مجسم اپنے روبرو دیکھا تو یقین نہیں آیا تھا' اچانک ملنے والی خوشی بھی ایسی انہونی ہوتی ہے۔ میں چاہتا تو اپنے تمام اختیارات استعمال کرتے آپ کو کھوج نکالتا۔ آپ کا پتا حاصل کرنا میرے لیے مشکل نہ تھا۔ رضوان نے آپ کے متعلق تمام معلومات فراہم کر دی تھیں' سب بتا دیا تھا جو اسے علم تھا۔ اس کے باوجود میری جستجو ختم نہیں ہوئی تھی مگر خود سے کوئی قدم اٹھانا' دھوکا دہی لگا۔'' وہ اس کے سامنے سے ہٹ کر کچن کی کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اب وہ اس کی تمام باتیں سن

www.novelsclubb.com

کر خود ساکت ہو گئی تھی۔ خاموشی سے اسے دیکھے گئی۔ ”پریس کے ذریعے مجھے جو علم ہوا وہ ناقابل یقین تھا۔ میں نے یقین نہیں کیا تھا اس رات میں نے جس لائبہ افتخار کو دیکھا تھا‘ وہ اخبارات کی لائبہ سے بہت مختلف تھی۔ مجھے اکثر بہت غصہ آتا تھا‘ کئی دفعہ جی چاہا میں زوہیب شاہ کو گولی مار دوں‘ جو اتنا گھناؤنا کھیل کھیلنے کے بعد بھی عزت و وقار کے ساتھ جی رہا ہے۔ میں نے تو اپنی بھرپور کوشش کی تھی کہ آپ کو پولیس اور پریس دونوں چکروں سے بچالوں‘ رضوان نے میری اس سلسلے میں بہت مدد بھی کی تھی مگر بعض اوقات وہ نہیں ہوتا جو ہم سوچتے ہیں۔ آپ کا مجرم زوہیب شاہ تھا‘ وہ کوئی عام آدمی نہ تھا‘ اس کے کالے کرتوت اور دھندوں کی طرح اس کا نام بھی بہت بڑا تھا۔ بہت جلد حالات اس نے اپنے حق میں کیے تھے۔ میں اور رضوان تو دیکھتے رہ گئے۔ اس وقت پہلی دفعہ اس کرپشن سے میرا دل اچاٹ ہوا تھا‘ میں نے سوچا میں اس جاب سے مستعفی ہو جاؤں۔ میں کسی کو بھی بدنامی اور ظلم سے نہ بچا سکا نہ آپ کو اور نہ ہی...اپنی نیناں کو...جب پہلی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دفعہ میں نے آپ کی مدد کرنے کا سوچا تو میرے تصور میں صرف نیناں تھی۔آپ کی صورت میں مجھے صرف اپنی نیناں نظر آ رہی تھی۔وہ بہت حوصلے اور ہمت کی مالک تھی حالات سے ڈر کر جھک جانا تو اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔بہت بہادر تھی' بہت اونچے خواب دیکھ رکھے تھے اس نے۔مجھے بہت پیاری تھی وہ' مجھے ہمیشہ اس پر جنت کی حور کا گمان ہوتا تھا۔صاف ستھری طبیعت اور سوچ کی مالک' وہ بھی جیسے جنت کی حور تھی' اور بھولے سے زمین پر اتر آئی تھی اور یہاں کے وحشی درندوں نے اسے اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سلا دیا۔بہت محبت کرتی تھی وہ مجھ سے...میری زندگی کی خاطر وہ اپنی جان سے بھی چلی گئی۔"فوزان صدیقی کی آواز بھرا گئی تھی وہ چونک کر اس کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ کون تھی؟"اس کے سوال پر وہ اس کی طرف پلٹا تھا۔پھر ایک گہری سانس فضا میں خارج کی۔

"میری نیناں میری بہن تھی۔بہت معصوم' بہت پیاری' میری جان تھی اس میں زندگی اور خوابوں' سچائی اور انسانیت کی باتیں کرنے والی وہ لڑکی وحشی درندوں سے لڑ پڑی اور پھر وہ ہم سب کو چھوڑ کر چلی گئی۔" وہ اس چوڑے چکلے بھرپور مرد کو دیکھے گئی جس کی آنکھیں پانی سے بھری ہوئی تھیں۔آواز رقت آمیز تھی مگر وہ آنسو بہنے کی بجائے دوبارہ کہیں اندر ہی اترنے لگے۔

"اوہ...آئی ایم سوری۔" فوزان صدیقی کو حوصلہ دینے کے لیے بالکل غیر ارادی طور پر اس کے مضبوط مردانہ ہاتھ پر اپنا ننھا سا سفید ہاتھ رکھ دیا۔وہ چونک کر لائبہ کو دیکھنے لگا۔جس کی آنکھوں میں آنسو تو جمع تھے مگر وہ انہیں اندر اتارنے کے جتن کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اوہ...آئی ایم سوری۔" فوزان صدیقی کو حوصلہ دینے کے لیے بالکل غیر ارادی طور پر اس کے مضبوط مردانہ ہاتھ پر اپنا ننھا سا سفید ہاتھ رکھ دیا۔وہ چونک کر لائبہ

کو دیکھنے لگا۔ جس کی آنکھوں میں آنسو تو جمع تھے مگر وہ انہیں اندر اتارنے کے جتن کر رہی تھی۔

"لائبہ! آپ کو دوبارہ دیکھ کر مجھے خوشی کے ساتھ ساتھ بہت دکھ بھی ہوا۔ اس رات آپ کی گہری گرے گرین آنکھوں نے مجھے بہت متاثر کیا تھا۔ بہت ہی روئی سی' ڈراور ہراس سے مزین تھیں۔ کچھ چھن جانے کے خوف سے سہمی ہوئی لیکن اس دن اپنے آپ میں آپ کی آنکھیں دیکھ کر مجھے لگا جیسے آپ بھی نیناں کی طرح ان وحشی لوگوں کا نشانہ بن گئی ہیں۔ بہت اذیت ہوئی تھی آپ کو دیکھ کر... آپ نے اس دن میرے کانسٹیبل کے بارے میں جو کچھ کہا وہ حقیقت تھا۔ دکھ تو اس بات کا تھا کہ میں انتہائی کوشش کے بعد بھی آپ کی آنکھوں سے خوف اور ہراس کو نہیں نکال پایا تھا۔ مجھے لگا جیسے اس خوف اور ہراس نے مل کر آپ کی آنکھوں میں ایک ککر جما دیا ہے۔ سمجھتی ہیں نا ککر کیا ہے؟" وہ اب اس کی گہری گرے

گرین آنکھوں میں بڑی گہرائی سے جھانک رہا تھا۔لائبہ نے اسے تسلی دینے کے لیے رکھا گیا اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ہٹالیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

''پتا نہیں ضوفی کیا کر رہی تھی جو ابھی تک نہیں لوٹی تھی۔''

''آپ ایسی جگہ سے شاید کبھی گزری ہوں' جہاں سبز تھور کی طرح سطح ہوتی ہے۔ اگر کبھی اچانک اس تھور زدہ سطح پر پائوں پڑ جائے تو نیچے گہرا پانی ملتا ہے۔پانی تو ویسے ہی تھا مگر اس پانی پر ککر جم گیا تھا۔اچانک پائوں پڑنے پر پانی کی سطح واضح ہو گئی۔مجھے لگتا ہے آپ کی ان آنکھوں میں بھی یہی کیفیت ہے۔بے تحاشا رونے کی خواہش' بہت کچھ کہنے کی آرزو... مگر آپ اوروں کی خاطر مسلسل اپنی اس خواہش کو دبا رہی ہیں۔آپ نے اپنی آنکھوں میں مچلتے اس طوفان کے اوپر خوف کی گہری تہہ جما دی ہے جو ککر بن گئی ہے۔آپ مجھ پر اعتماد کر سکتی ہیں۔دکھ کہہ دینے سے بہت ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے۔'' وہ بہت ہی خلوص سے پیشکش کر رہا تھا۔''وہ دکھ جو آپ ضوفشاں اور بھابی سے بھی نہیں کہہ سکتیں۔''اس نے لائبہ کو دیکھا جو سر کو

نفی میں ہلاتے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ”آپ اتنی بے اعتماد کیوں ہو گئی ہیں۔ زندگی ہر ایک کو آزماتی ہے۔ کسی پر مشکل وقت بہت دیر پا ہوتا ہے اور کسی پر بہت جلد ٹل جاتا ہے بتائیں مجھے اس بات کے علاوہ ایسا کیا دکھ ہے آپ کو جو دیمک کی طرح اندر ہی اندر چاٹ رہا ہے؟ آپ کہنا بھی چاہتی ہیں اور کہہ بھی نہیں پاتیں۔“ وہ مسلسل اس کی روح کو ادھیڑنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ یہ آخری جملے لائبہ کی روح پر تازیانے کی مانند لگے تھے۔ اس کی زخمی زخمی روح ذلت و تکلیف کی شدت سے بلبلانے لگی وہ بھی ایک دم چیخ اٹھی۔

”چپ ہو جائیں، پلیز چپ ہو جائیں... مجھ سے کچھ مت پوچھیں... بڑی مشکل سے میں نے اپنے کرچی کرچی وجود کو اکھٹا کیا ہے۔ بڑی تکلیف سے جینے کا حوصلہ کیا ہے۔ اس دنیا والوں نے بہت برا کیا میرے ساتھ، آپ تو میری زخمی بلبلاتی روح پر تازیانے نہ لگائیں۔“ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ بلک بلک کر رونے لگی تھی۔ وہ ترحم بھری نظروں سے اس ٹوٹی پھوٹی لڑکی کو روتے دیکھتا رہا۔

"عرصہ بیت گیا ہے مجھے یہ آبلہ پائی کا سفر برداشت کرتے۔لوگوں کی تحقیر بھری نظریں ان کے طنز اور تمسخر میں لپٹے فحش جملے' ایک عرصے سے سہہ رہی ہوں۔ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا تھا' کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا' پھر یہ آزمائش ختم کیوں نہیں ہوتی۔اگر زندگی ہر ایک کو آزماتی ہے تو چند سکھ بھری گھڑیاں بھی نصیب میں کرتی ہے پھر میری سزا اتنی طویل کیوں ہو گئی ہے؟اتنی طویل کہ نہ میں اپنے جینے کی کوئی دعا کر سکتی ہوں اور نہ مرنے کا سامان!" وہ ٹوٹی پھوٹی لڑکی پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اپنا دکھ کہہ رہی تھی۔فوزان کے اندر اک ہوک اٹھی۔وہ جس اذیت سے گزر آئی تھی اور اب جس اذیت سے گزر رہی تھی ویسی ہی اذیت وہ اپنے اندر بھی محسوس کر رہا تھا۔موت تکلیف دہ امر نہیں مگر بار بار مرنا بہت تکلیف دہ موت ہے۔بھلا اس سے بہتر کون جان سکتا تھا۔

"بس لائبہ حوصلہ رکھیں۔وقت ایک سا نہیں رہتا' زندگی اتنی ہی تلخ ہے۔اس کو سہنے کے لیے بس حوصلہ چٹانوں کا سا ہونا چاہیے۔" انداز تسلی دینے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہونہہ...! چٹانوں کا سا حوصلہ... میں نے اس سے بڑے حوصلے کیے ہیں اپنی تڑپتی ماں کو موت کی آغوش میں سوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اپنے باپ کو اپنے دکھ پر جان ہارتے دیکھا ہے۔ وہ دونوں چلے گئے سب ساتھ چھوڑ گئے' اس کے باوجود میں زندہ ہوں کیا یہ حوصلہ کم ہے۔ اگر میں نے چٹانوں کا سا حوصلہ نہ کیا ہوتا تو اس وقت آپ لائبہ افتخار کی قبر پر کھڑے ہوتے اس کے سامنے نہیں۔ سنا آپ نے..." اپنے دوپٹے سے اپنا چہرہ صاف کرتے اس نے کہا تو فوزان صدیقی خاموش ہو گیا۔ خاموش تو لائبہ بھی ہو گئی تھی۔ دونوں طرف بالکل خاموشی تھی یہ معنی خیز بولتی ہوئی خاموشی دونوں کے زخموں کو چھیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ یہ خاموشی مزید گہری ہوتی' ضوفی کی تیز آواز پر دونوں چونک گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ارے فوزان صاحب آپ ابھی تک یہاں...؟" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"آئی ایم سوری! بھابی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ انہوں نے بلوایا تھا' اس وقت میں نماز ادا کر رہی تھی۔ اس لیے دیر ہو گئی۔ میں سمجھی شاید آپ چلے گئے ہیں۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

فوزان صدیقی اور ضوفی آمنے سامنے کھڑے تھے وہ اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ جلدی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ سر جھکا کر تیزی سے باقی ماندہ مٹر چھیلنے لگی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ضوفی اس کی سرخ آنکھیں اور روئی ہوئی صورت دیکھ کر پریشان ہو جائے۔

"ہاں... میں بس جانے ہی والا تھا۔" فوزان صدیقی کہہ رہا تھا۔ اس کی بات پر بھی اس نے اپنا جھکا سر نہ اٹھایا۔

"یقیناً پری نے آپ کو خاصا بور کیا ہو گا؟" ضوفی خاموش کام کرتی لائبہ کو دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"نہیں...! بھئی میں ان کی سنگت میں بالکل بور نہیں ہوا۔ ہر مزاج کے لوگوں میں بہت جلد گھل مل جاتا ہوں۔ یہ تو پھر ایک بہت اچھی بولنے والی ہیں اور میں ایک اچھا سامع۔" اس نے ہنستے ہوئے ضوفی کی بات کی تردید کی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"واقعی! یہ تو بہت اچھی عادت ہے۔ آپ واحد شخص ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں ورنہ پری سے جو بھی ملتا ہے وہ ان کی خاموش طبعی اور کم سخنی پر ضرور بور ہوتا ہے۔"

"بس سمجھ لیں' اپنی اپنی رائے ہے۔" وہ اب اٹھلا رہا تھا۔ مسکراہٹ خود بخود لائبہ کے ہونٹوں کو چھو گئی۔ وہ قدرے سنبھل چکی تھی۔ سر اٹھا کر دونوں کو دیکھا۔ وہ واقعی اس شخص کی اس "خاص الخاص" شخصیت سے متاثر ہو چکی تھی' پھر جلد ہی وہ اپنے سابقہ پر اعتماد موڈ میں آ گئی تھی۔ ضوفی کے آنے پر وہ مزید تھوڑی دیر بیٹھ کر جانے کے لیے اٹھ گیا۔

"اوکے لائبہ! اللہ حافظ میں پھر کسی دن فرصت سے آئوں گا۔" وہ بطور خاص اسے مخاطب کر کے جاتے جاتے بھی اپنے پر خلوص رویے کا مظاہرہ کر گیا تھا۔ ضوفی اسے گیٹ تک باہر چھوڑنے گئی تھی' اس کے واپس لوٹنے تک وہ اسی شخص کی ذات میں الجھی رہی۔

.../...

پھر وہ کئی دن تک غیر محسوس طریقے سے اس کی منتظر رہی۔ ہر آہٹ پر چونک جاتی، ہر بیل پر بھاگ کر گیٹ کھولتی، فون کی گھنٹی بجتی تو ضوفی سے پہلے خود اٹھ کر ریسیو کرتی۔ مگر ہر دفعہ ناامید ہو جاتی تھی۔ اندر باہر ایک بے کلی سی پھیلنے لگی تھی۔ وہ اپنی اس کیفیت پر خود بھی پریشان تھی کہ اسے اس کا انتظار کیوں تھا؟

"مجھے اس کی ذرا سی ہمدردی پر اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہیے۔" آخر اکتا کر اس نے خود کو سرزنش کی مگر پریشانی جوں کی توں برقرار تھی۔

"پری کیا بات ہے آپ مجھے کچھ پریشان لگ رہی ہیں۔" ضوفی جو کئی دنوں سے اس کی کیفیت دیکھ رہی تھی ایک دن پوچھ ہی بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں ہوا...بس ہلکی پھلکی تھکن محسوس کر رہی ہوں آج کل۔"اس نے ضوفی کو تو ٹال دیا مگر خود کو نہ ٹال سکی۔البتہ اتنا ہوا کہ پہلی جیسی پریشان نہیں تھی۔ کافی حد تک خود کو نارمل کر لیا تھا۔

ضوفی کے کالج جانے کے بعد وہ بھی یونیورسٹی کو نکل رہی تھی جونہی گاڑی اپنی گلی سے مڑی وہاں پولیس پجارو میں چند انسپکٹرز دیکھ کر رک گئی۔دو پولیس کانسٹیبلز جمیلہ کے اسی آوارہ بدمعاش نذیر کو پکڑ کر گاڑی میں بٹھا رہے تھے۔اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ہمراہ فوزان صدیقی تھا۔لائبہ کی گاڑی دیکھتے ہوئے وہ جلدی سے دروازہ کھول کر اس کی طرف آ گیا۔

"السّلام علیکم۔"اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ بھی جلدی سے اتری۔

"وعلیکم السّلام۔آپ یونیورسٹی جا رہی ہیں؟"

"جی...اس شخص کو کس جرم میں پکڑا گیا ہے؟"اس کے بارے میں جاننے کے لیے لائبہ کو تجسس ہوا۔

"ہے بس اس کا بھی ایک جرم...آپ اس وقت یقینا جلدی میں ہوں گی پھر کبھی ملاقات ہو گی...اللہ حافظ..."وہ جس عجلت میں آیا تھا اسے متجسس چھوڑ کر اسی عجلت میں چلا گیا۔وہ اس سے "پھر کبھی" کے بارے میں دریافت کرتے کرتے رہ گئی۔اس کی گاڑی نظروں سے اوجھل ہوئی تو وہ بھی اندر بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگی مگر اس دفعہ جمیلہ خاتون کی بے وقت کی مداخلت نے اسے روک دیا۔

"مل گیا سکون تجھے ڈائن! میرے بچے کو گرفتار کروا کر؟"آتے ہی اس نے نہ آئو دیکھا نہ تائو اس پر چڑھ دوڑی۔وہ تو اپنی جگہ ہکا بکا رہ گئی۔

"دیکھیے' آپ کا بیٹا جیسا اوباش فطرت ہے' سارا محلہ جانتا ہے۔ مجھ پر کیوں الزام لگا رہی ہیں' بھلا مجھے کیا ضرورت پڑی ہے اسے گرفتار کروانے کی؟" ارد گرد بچوں مردوں اور لوگوں کو اکھٹے ہوتے دیکھ کر اس نے ہمت کر کے کہہ دیا۔

"ارے واہ لڑکی! منہ سنبھال کر بات کر۔ تو بھی جیسی ہے تیرے بارے میں بھی سارا محلہ جانتا ہے۔ مجھے اچھی طرح خبر ہے تیرے اس پولیس والے سے کیسے تعلقات ہیں یونہی تو روز یہاں نہیں آتا۔ تو نے گرفتار نہیں کروایا تو تیری بہن نے تو کروایا ہے۔ بڑی آئی تھی کل دھمکی دینے والی۔ میں تمہیں گرفتار کروادوں گی۔" ہونہہ! پتہ نہیں یہ عورت کیا کہہ رہی تھی' اس کے تو کچھ پلے نہیں پڑ رہا تھا۔ ہمت کر کے گاڑی ان لوگوں کے ہجوم سے نکال کر لے آئی۔ سارا وقت یونیورسٹی میں خالی دماغ سے کام کرتی رہی۔ ٹھیک سے کچھ پڑھا بھی نہ پائی تھی۔ جیسے تیسے پیریڈ لے کر گھر لوٹی تو ضوفی آچکی تھی۔ آتے ہی اس سے پوچھ گچھ شروع کی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

''تمہیں کچھ پتا چلا ہے جمیلہ کا بیٹا گرفتار ہو گیا ہے؟'' تفتیشی نظروں سے گھورتے بات شروع کی۔

''اچھا...! کب ہوا؟'' بغیر چونکے اس نے آرام سے پوچھا۔

''تم نے اسے گرفتار کروایا ہے۔ اس کی ماں کہہ رہی تھی تم نے شکایت کی ہے؟'' اب کی بار اس نے غصے سے پوچھا تھا۔

''پری! مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کسی کو گرفتار کروانے کی...؟ اس کے کرتوت تو سب ہی جانتے ہیں، ہو گیا ہو گا اپنے کسی کالے دھندے کی وجہ سے گرفتار۔ شکر ہے اب کچھ عرصہ سکون رہے گا۔ خوامخواہ زندگی سے اکتاہٹ ہونے لگی تھی۔'' اس کی بات بھی اسے مطمئن نہ کر پائی تھی۔

''ضوفی! اب ہمارے درمیان ایسی کیا انہونی ہو گئی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے کچھ چھپانے کی کوشش کریں۔'' اس نے ضوفی کو خاصے غصے سے دیکھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پری! میرا یقین کریں۔آپ تو یونہی پریشان ہو رہی ہیں۔ایسی کوئی بات نہیں۔"
اس نے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا۔وہ اس کے برابر بیٹھ کر بغور دیکھنے لگی۔

"ضوفی! میری آنکھوں میں دیکھ کر بتائو' اصل بات کیا ہے؟" ہاتھ سے اس کا چہرہ اونچا کیا تو وہ ہونٹ کاٹتی شش و پنج میں گرفتار ہو گئی۔

"جمیلہ کا بیٹا ہر روز مجھے کالج آتے جاتے تنگ کرتا تھا۔اتنے رکیک الفاظ اور گھٹیا گفتگو کرتا تھا کہ حد نہیں۔کل بھی اس نے بدتمیزی کی اور میرا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔مجھ سے برداشت نہ ہوا اور میرا ہاتھ اس پر اٹھ گیا۔وہ مجھے برے نتائج کی دھمکیاں دینے لگا تھا۔میں گھبرا گئی۔اس وقت تو گھر آ گئی' بعد میں عصر کے قریب بیل ہوئی تھی میں نے جا کر گیٹ کھولا تو دونوں ماں بیٹا تھے۔دندناتے ہوئے اندر گھس آئے' بدتمیزی کرنے لگے۔میں نے بھی سنائیں تو چوکیدار نے انہیں زبردستی باہر کیا۔اس وقت آپ سو رہی تھیں۔اتفاق سے فوزان بھائی بھی آ گئے۔میں رو رہی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی، وہ پریشان ہو گئے اور مجھ سے تمام صورت حال اگلوالی، مجھے تسلی دی۔ مجھے نہیں پتا تھا وہ اسے واقعی گرفتار کر لیں گے۔"

ساری بات سن کر وہ اپنی جگہ پر ساکت ہی ہو گئی۔ پتا نہیں انہی کے ساتھ ہر بار ایسا کیوں ہو رہا ہے؟" اگر اس شخص نے کچھ کر دکھایا تو..." یہ خیال لائبہ کی جان نکال دینے کو کافی تھا۔

"ضوفی! تم نے مجھے یہ سب کچھ کل ہی کیوں نہیں بتایا...؟"

"آپ پریشان ہو جاتیں اس لیے..." اس نے اس کا ہاتھ تھام کر اس کا غصہ کم کرنے کی کوشش کی۔

"اب تو یقیناً میں بہت خوش ہو رہی ہوں۔" اس نے طنزیہ کہتے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہو گیا ہے پری! آپ کو...؟ اچھا ہوا وہ گرفتار ہو گیا ہے۔ چند سال تو سکون سے گزریں گے۔ پہلے بھی وہ پولیس کو کئی مقدمات میں مطلوب ہے چوری اور قتل کے جرم اس پر عائد ہیں جب بھی پکڑا جاتا تھا' کچھ دے دلا کر فارغ ہو جاتا تھا مگر اب اس دفعہ میرے ہاتھوں میں پھنسا ہے' اتنی جلدی جان چھوٹنے والی نہیں۔ آپ پریشان مت ہوں۔" وہ رسان سے اسے سمجھانے لگی۔

"خاک پریشان نہ ہوں' اتنا تو اثر و رسوخ ہے اس کا... اب بھی اگر وہ بچ گیا اور اس نے کوئی الٹی سیدھی حرکت کر دی تو بولو کیا کریں گے ہم...؟ خدانخواستہ اس نے اگر تم کو..." وہ رک گئی۔ وہ تو تصور کر کے ہی کانپ گئی۔ کسی قسم کی غلط بات ذہن میں نہ لا سکی۔ ضوفی سے فارغ ہو کر اس نے پہلی فرصت میں فوزان صدیقی سے رابطہ کیا تھا۔

''فوزان صدیقی صاحب! میں لائبہ افتخار۔'' پہلے بھابی کو ساری صورت حال بتا کر پھر ان ہی کے مشورے سے وہ ان ہی کے گھر سے فوزان کے آفس فون کر رہی تھی۔

''ارے آپ...! کیسے یاد کیا آپ نے اس وقت...؟'' دوسری طرف سے اس کی آواز آئی تھی۔

''آپ آج رات فارغ ہوں گے' میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔'' اس نے ملنے کی وجہ بتانے سے گریز ہی کیا وہ کچھ دیر سوچتا رہا تھا پھر بولا۔

''آئی ایم سوری لائبہ! میں آج رات کیا' پورا ہفتہ ہی فارغ نہیں ہوں۔ ایک بہت ضروری کیس کی جانچ پڑتال میں پورا ہفتہ شہر سے باہر ہی گزاروں گا۔ ابھی میں نکلنے ہی والا تھا۔ پلیز برا مت مانیے گا۔ آج کل کام کا بہت بوجھ ہے' سر کھجانے کی بھی

فرصت نہیں۔ان شاءاللہ میں جیسے ہی فارغ ہوا آپ کی طرف آئوں گا۔"

معذرت خواہانہ لہجے میں وہ بات کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے میں آپ کی واپسی کا انتظار کروں گی۔" بڑی ناامید ہو کر اس نے فون بند کیا تھا۔اب اسے نجانے کتنے دن انتظار کی سولی پر ٹنگے رہنا پڑے گا۔بھابی کو موصوف کی مصروفیت کا بتا کر وہ اپنے پورشن میں آگئی۔بڑی مشکلوں سے اس نے ایک ہفتہ گزارا تھا۔ہفتہ گزرنے کے بعد اس نے متواتر دو دن تک فوزان صدیقی کو فون کیا مگر مل ہی نہیں رہا تھا۔وہ جب ناامید ہو گئی تو وہ خود چلا آیا۔آنے سے پہلے اس نے فون کر کے اسے اپنی آمد کی اطلاع دی تھی۔وہ جب ان کے ہاں آیا تو اس نے خود ہی اس کے لیے گیٹ کھولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"خیریت! آپ بہت پریشان لگ رہی ہیں؟" صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس نے بغور لائبہ کا جائزہ لیا۔وہ قصداً مسکراتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"آپ بتایئے جس کام کے لیے آپ شہر سے باہر گئے تھے وہ ہو گیا۔"

"جی...! کافی حد تک ہو گیا ہے۔"

"مبارک ہو۔"

"شکریہ۔ آپ نے بتایا نہیں آپ پریشان کیوں ہیں۔" وہ ایک دفعہ پھر اسی بات پر آ گیا۔ وہ کوئی بھی جواب دیئے بغیر اس کے لیے چائے کا انتظام کرنے اٹھ گئی۔ پھر اچانک رک گئی۔

"آپ کھانا کھائیں گے یا چائے پئیں گے؟" اس نے کافی پر سکون انداز میں بیٹھے فوزان سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کیا چاہتی ہیں؟" مسکراتے ہوئے اس نے نیا سوال داغ دیا۔ اس نے یونہی کندھے اچکائے۔

"میرا خیال ہے یہ کھانے کا وقت ہے' میں کھانا لگواتی ہوں۔" آداب میزبانی نبھانے کو وہ اٹھ کر کچن میں چلی آئی۔ ضوفی کے ساتھ مل کر میز پر کھانا لگوایا' پھر خود ہی وہ اسے کھانے کی میز پر لے آئی۔

"سیدھا آفس سے ادھر آرہا ہوں' کھانے کی شدید طلب مجھے بھی ہو رہی تھی۔" ان دونوں کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھتے ہوئے اس نے کافی بے تکلفی سے کہا تھا۔ کھانا بالکل خاموشی سے کھایا گیا تھا۔ دونوں میزبانی کے فرائض انجام دیتے ہوئے وقفے وقفے سے اسے مختلف چیزیں پیش کرتی رہیں۔ کھانا کھا کر وہ لاؤنج میں آگئے تو ضوفی ان کے لیے چائے لیے چلی آئی۔ دونوں کو باری باری کپ تھمانے کے بعد ایک کپ خود بھی لے کر وہاں بیٹھنے لگی تو اس نے اسے ٹوک دیا۔

"تمہیں پڑھنا نہیں' جاؤ جا کر اپنی اسٹڈی کرو۔" اس کے سخت لہجے پر جہاں وہ منہ بسورتی باہر نکل گئی تھی وہاں فوزان صدیقی بھی چونکا۔

"آخر بات کیا ہے' آپ اتنا سسپنس کیوں پھیلا رہی ہیں؟"

"آپ اچھی طرح جانتے ہیں کیا بات ہے؟" غصے اور ناراضگی کے ملے جلے تاثرات سے اسے گھورا۔ انداز یوں تھا جیسے کہہ رہی ہو' بیوقوف کسی اور کو بنایئے۔

"نہیں... باخدا مجھے کبھی الہام نہیں ہوتا۔ میں بالکل نہیں جانتا کیا بات ہے؟" وہ اتنے دنوں سے انتظار کر رہی تھی' اس وقت اس جملے بازی کی متحمل نہ تھی۔ فوراً چیخ گئی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"پلیز! اے ایس پی فوزان صدیقی صاحب۔" آواز میں آنسوئوں کی آمیزش نمایاں تھی۔

"مجھے سمجھ میں نہیں آرہا آپ مجھ سے کیوں ناراض ہو رہی ہیں؟ میں نے تو ایسی کوئی کوتاہی نہیں کی۔ جیسے ہی فارغ ہوا ہوں' فوراً آگیا ہوں۔" چائے کا خالی مگ میز پر رکھ کر وہ اس کے سامنے آگیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ضوفی نادان تھی جذباتی تھی' آپ تو سمجھدار تھے مجھے آپ سے اس بات کی توقع نہ تھی۔"

"اوہ اب سمجھا۔" اس نے ہونٹ سکیڑے۔

"اس مسئلے پر آپ کو مجھ سے ناراض نہیں ہونا چاہیے بلکہ خوش ہوں کہ وہ شخص گرفتار ہو چکا ہے۔" اس نے پر سکون انداز میں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"یہ آپ پولیس والوں کی عادت ہو گی اوروں کو اذیت دے کر خوش ہونے کی۔ میری نہیں۔ آپ... آپ پلیز اس شخص کو آزاد کریں۔" وہ ایک بار پھر طنز کر گئی تھی۔ وہ حیران ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ آیا یہ بات کہتے ہوئے وہ واقعی پاگل ہے یا اسے ہی محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے اس طنز کرنے پر بھی وہ مطمئن رہا۔

"ہاں ہم پولیس والوں کی یہ عادت ہے دشمن کو اذیت دے کر خوش ہونے کی' اس کے باوجود میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔" یہ بات کہتے ہوئے اس کے لہجے میں ہلکی سی

سختی تھی۔ ”ہاں یہ ہو سکتا ہے میں یہ پولیس کی جاب چھوڑنے پر سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دوں۔ ساری زندگی آپ کا غصہ سہنا کافی مشکل کام ہے۔“ یہ بات کہتے کہتے وہ پھر غیر سنجیدہ ہو چکا تھا۔ وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

”آپ اسے چھوڑیں گے نہیں... میرے کہنے پر بھی نہیں؟“ پتا نہیں اس کے لہجے میں کیسا مان اور یقین گونج رہا تھا' وہ بے اختیار اسے دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی نظروں کے ارتکاز سے پگھل کر اس نے رخ موڑ لیا تھا۔

”ہاں آپ کے کہنے پر بھی نہیں... بالکل نہیں...“ لائبہ کے رخ موڑنے پر اک سکوت ٹوٹ گیا تھا۔ وہ گہری سانس لے کر نفی میں سر ہلانے لگا۔

”کیوں آپ اسے کیوں نہیں چھوڑ سکتے جبکہ یہ آپ کے اختیار میں ہے۔“ وہ الجھتے ہوئے اس سے بحث کے موڈ میں تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

”اس لیے کہ لائبہ آپ ایک غلط آدمی کی سفارش کر رہی ہیں۔آپ اس شخص کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔سوائے اس کے کہ اس نے ضوفی کو تنگ کیا تھا۔

زرد موسم کے دکھ

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 5

”اس لیے کہ لائبہ آپ ایک غلط آدمی کی سفارش کر رہی ہیں۔آپ اس شخص کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔سوائے اس کے کہ اس نے ضوفی کو تنگ کیا تھا۔“

”میں کچھ بھی نہیں جاننا چاہتی،میں نہیں چاہتی کہ اس شخص کی وجہ سے ضوفی کی بدنامی ہو جبکہ اس کی ماں آج کل ننگی تلوار بنی ہوئی ہے۔نجانے کیا کیا کہانیاں گھڑ

لی ہیں اس نے ہمارے اور آپ کے متعلق۔" ایکدم اس نے اصل بات کہہ دی تھی۔ فوزان خاصا مطمئن ہو گیا۔

"تو ٹھیک ہے' اس کی ماں کا بندوبست کر لیتے ہیں۔ چند دن تاریک کونے میں رہے گی تو عقل آجائے گی۔" مسکراتے ہوئے اس نے کیا انوکھا حل پیش کیا تھا۔ لائبہ کو سخت جھٹکا لگا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔

"آپ... آپ!" وہ ایک دم ہونٹ بھینچ کر بالکل چپ ہو گئی۔

"لائبہ! آپ بہت سیدھی ہیں۔ کچھ بے وقوف بھی۔ دیکھیں وہ شخص بہت بڑا مجرم ہے۔ چند ماہ پہلے اس نے ایک قتل کیا تھا۔ پکڑا گیا' کچھ دے دلا کر اس نے بعد میں ضمانت بھی کروالی۔ مقتول کے ورثا کافی اثر و رسوخ رکھتے ہیں انہوں نے دوبارہ سے کیس شروع کروایا ہے۔ عدالت نے اس کی ضمانت کینسل کر دی تھی۔ وہ کافی عرصے سے روپوش تھا۔ چونکہ یہ تھانہ میرے انڈر آتا ہے اسی لیے مجھے خود

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کیس کی پڑتال کرنے کو کہا گیا تھا۔ میں کافی عرصے سے اسے ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ وہ یہاں اپنی فیملی کے ساتھ وقت نہیں گزارتا' کبھی کبھی آتا تھا مگر ہمارے ہاتھ نہیں لگتا تھا۔ آج کل اس کے سب ٹھکانے ہماری نظر میں آ چکے تھے تو اس نے اپنے گھر میں پناہ لی ہوئی تھی۔ آپ کا یہ محلہ چونکہ اس کے ڈر سے بالکل چپ ہے اس لیے کسی کو اس کی شکایت کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ضوفی کی شکایت پر میں نے اچانک ایکشن لیا تھا تو یہ وہی شخص تھا سو ہمارا کام آسان ہو گیا۔ مجھے علم تھا آپ بار بار کیوں فون کر رہی ہیں' مجھ سے کیوں ملنا چاہتی ہیں اسی لیے میں یہ کام نمٹا کر آنا چاہتا تھا۔ اپنے یہاں آنے سے پہلے میں اسے جیل بھیج کر آ رہا ہوں۔'' وہ کافی مطمئن انداز میں بتا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''آپ کو یہ سب کرنے سے پہلے کچھ نہ کچھ تو بتانا چاہیے تھا نا؟'' اپنے اعصاب اور ذہن کو مطمئن کرتے کرتے پھر سوال کر بیٹھی۔

"کیا بتاتا آپ کو...؟ ہم پولیس والے اگر اپنے سب کیس کسی سے ڈسکس کرنے لگیں تو پکڑ چکے مجرموں کو..." وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "پھر آپ کو کیا پتا اس نے ضوفی کو کیا دھمکی دی تھی؟" اس نے خالی خالی نظریں فوزان کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔ ضوفی نے اسے ساری بات ضرور بتائی تھی۔ کیا دھمکی دی ہے اس بارے میں تو ضوفی نے نہیں بتایا تھا۔

"اس شخص نے ضوفی کو اٹھوا لینے کی دھمکی دی تھی' شاید اس دن عمل بھی کر چکا ہوتا' کیونکہ وہ ایک کوشش ضرور کر چکا تھا۔" وہ حیران پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس سامنے والی شخصیت کو دیکھنے لگی۔ کانوں کو اس انکشاف پر یقین نہیں آرہا تھا۔ "وہ تو خوش قسمتی سے جب وہ دونوں ماں بیٹا زبردستی آپ کے گھر میں داخل ہوئے تو چوکیدار اپنے کمرے میں گیا ہوا تھا۔ جب وہ زبردستی ضوفی کو کھینچ کر لے جا رہے تھے تو وہ آگیا اور اس نے گن کی نوک پر انہیں گھر سے نکل جانے پر مجبور کر دیا تھا۔" وہ یہ سب جانتی تھی مگر اندر کی باریک بینی اس کے علم میں نہیں تھی۔

"مگر چوکیدار نے تو مجھے کچھ نہیں بتایا۔" کانپتے ہونٹوں سے یہ جملہ پورا کیا۔

"اس واقعے کے فوراً بعد میرا ادھر آنا ہوا تو چوکیدار نے مجھے سب بتا دیا۔ میں نے اسے کسی سے بھی ذکر کرنے سے منع کر دیا تھا۔ اور ضوفی کو بھی منع کر دیا خوامخواہ آپ پریشان ہوتیں۔"

"اوہ میرے خدا! اب کیا ہوگا؟" وہ زور و شور سے رونے لگی۔ اتنا کچھ ہو چکا تھا اور اسے کچھ خبر ہی نہیں تھی۔ وہ کیسی بہن تھی۔ اس کی یہ کیسی محبت تھی کہ بہن پر بیتنے والی قیامت کا اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا۔

"لائبہ! پریشان مت ہوں۔ الحمدللہ سب ٹھیک ہو گیا ہے۔" فوزان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔ وہ اس کی تسلی کی پروا کیے بغیر روتی رہی۔

"آپ تو صرف اتنی سی بات پر یوں ہراساں ہو گئی ہیں، آپ کو شاید ضوفی اور شہود نے یہ بھی نہیں بتایا ہوگا کہ آپ کے گھر چوری کرنے والوں میں بھی یہ شخص

شامل تھا۔"لائبہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔"جب چوروں کو گرفتار کیا گیا تو انہوں نے بہت پوچھ گچھ کے باجود اپنے چوتھے ساتھی کا ذکر نہیں کیا تھا' ان کا کہنا تھا وہ صرف تین تھے' اب اس کی گرفتاری کے بعد ہم نے اس کے اگلے پچھلے سب کرتوتوں کی تحقیقات کی تو اس نے خود یہ اگلا۔اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی نشاندہی کر دی ہے۔وہ جانتا تھا کہ ان دنوں شہود یہاں پر نہیں ہے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ارادے انتہائی گھٹیا تھے' انہوں نے تو اقرار کیا ہے۔یہ تو شکر تھا کہ اللہ نے آپ دونوں کی حفاظت کی' ورنہ...!"وہ رک کر اس کی پھیلی شفاف آنکھوں میں دیکھنے لگا۔جن پر خوف وہراس اور ڈر نے کنکر جما دیا تھا۔"لائبہ !اللہ تعالیٰ بڑا قادر المطلق ہے وہ حفاظت کرنے پر آئے تو دنیا کی کوئی بھی طاقت کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔وہ کسی نہ کسی طریقے سے سبیل نکال دیتا ہے۔اس نے خود اقرار کیا ہے کہ وہ لوگ انتہائی کوشش کے باوجود آپ دونوں کے کمرے کا دروازہ کھولنے یا توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔"وہ بے اختیار گھٹنوں میں منہ

www.novelsclubb.com

چھپا گئی۔ سامنے بیٹھے شخص کے سامنے یہ ذلت' یہ شرمندگی' اور یہ بے چارگی۔ اس کا مر جانے کو جی چاہا۔

''کیا یہ بھی ابھی ہونا تھا۔ یہ بھی سننا تھا؟'' وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس قدر ذلت کے بعد اس کے پاس سوائے آنسوؤں کے اور کوئی راہ فرار نہیں تھی۔

''لائبہ! پلیز خود کو سنبھالیں' وہ شخص اب کچھ نہیں کر سکے گا۔ وہ جس جگہ پر ہے وہاں سے نکلنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ میں ان چند دنوں میں اس کے فرار کی ہر راہ بند کر آیا ہوں۔ اب آپ کو اس کی طرف سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔'' وہ بہت اپنائیت اور سبھاؤ سے کہہ رہا تھا۔

''ماما پاپا آج زندہ ہوتے تو زندگی قدرے مختلف ہوتی۔ کم از کم یہ سب تو نہ ہوتا۔ زندگی یوں ہماری بے چارگی کو نہ آزماتی۔ اب تک وہ ضوفی کی کہیں نہ کہیں شادی کر چکے ہوتے' مگر میں کیا کروں اس کے لیے کوئی اچھا رشتہ آتا ہی نہیں۔ وہ بھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کسی کے لیے نہیں مانتی۔ وہ مجھے تنہا چھوڑ کر جانے پر آمادہ نہیں۔ بھیا' بھابی شاید اسے منالیں کوئی امید تو بندھے۔ اس کے لیے کوئی پر خلوص محبت اور چاہ سے رشتہ تو مانگے۔'' وہ شاید خود کلامی میں بول رہی تھی۔ فوزان اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس وقت وہ بہت بکھری بکھری لگ رہی تھی۔ انہوں نے اس کا ہاتھ تھام کر دوسرے ہاتھ سے ہولے ہولے سہلانا شروع کر دیا۔

''کب تک اس شخص کا فیصلہ ہو جائے گا؟'' اپنے ساتھ بیٹھے فوزان کو دیکھنے لگی۔

''ابھی تو اس کا مقدمہ عدالت میں چلے گا۔ پھر ہی کوئی فیصلہ ہو گا۔''

''مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ شخص دوبارہ باہر آئے' میں اس سے پہلے ضوفی کی شادی کر دینا چاہتی ہوں' مگر اتنی جلدی کون اس سے شادی کرے گا' کہاں سے رشتہ لائوں؟ جو بھی رشتہ آتا ہے میری وجہ سے واپس چلا جاتا ہے۔'' فوزان اندازہ نہ لگا سکا وہ اسے بتا رہی ہے یا خود سے کہہ رہی ہے۔

"آپ لائبہ! بے فکر ہو جایئے۔ میں ہوں نا میری نظر میں ایک بہت اچھا رشتہ ہے۔ چند ایک دنوں میں اسے آپ سے ملوائوں گا۔" فوزان کی بات پر بہت چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ بڑی تیزی سے اس کا ذہن کچھ سوچ رہا تھا۔

یہ شخص ہر مشکل میں اس کے کام آ رہا تھا۔ جب سے ملا تھا بہت اپنائیت اور خلوص سے مدد کر رہا تھا۔ ہر ملاقات میں اس کی اہمیت اس کی نظر میں بڑھتی جا رہی تھی۔ اتنا مضبوط' باحوصلہ اور بارسوخ شخصیت رکھتا تھا۔ حالات کو اپنے حق میں ہموار کرنے کا پورا حوصلہ رکھتا تھا۔ ایسے ہی مرد تو لڑکیوں کے آئیڈیل ہوتے ہیں جو کسی لڑکی کو تحفظ دے دے وہ اس کی عزت کرنے لگتی ہے۔ وہ اسے بارہا آزما بھی چکی تھی تو پھر کیوں نا وہ اسے ضوفی سے شادی کے لیے کہہ کر دیکھ لے۔ وہ یقیناً انکار نہیں کرے گا۔ کوئی اور رشتہ چاہے کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو وہ فوزان صدیقی جیسا تو نہیں ہو گا۔ یہ خیال بجلی کی طرح ذہن میں کوندا تھا۔ وہ ایک دم پرجوش ہو گی ساری تفکرات ساری پریشانی یک لخت ختم ہوئی تھی۔ چہرے پر اک روشنی سی ابھر آئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ضوفی کے لیے فوزان صدیقی سے بہتر ساتھی اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک بہن کی سوچ تھی۔ واقعی فوزان صدیقی نے پہلی ملاقات سے لے کر اب تک اس کی تمام مشکلوں کو حل کیا تھا۔ اس کی راہ کے ہر کانٹے کو ہٹانے کی کوشش کی تھی۔ جب یہ شخص اس کے ساتھ اتنا مخلص ہے تو ضوفی تو پھر پاک صاف لڑکی ہے۔ بالکل ایک ایسی لڑکی جس کی کوئی بھی ابن آدم آرزو کر سکتا ہے جو کسی کی بھی من چاہی خواہش ہو سکتی ہے تو پھر یہ بہترین شخص ضوفی کا مقدر کیوں نہیں بن سکتا۔ ضوفی ہر طرح سے مکمل لڑکی ہے انکار کی تو گنجائش ہی نہیں وہ خاموشی سے' اس سے بڑے سبھاؤ سے بات کرنے کے لیے لفظوں کے تانے بانے بننے لگی۔ مناسب الفاظ تلاش کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"امی کے بعد یوں پاپا کی اچانک وفات سے ہم دونوں بالکل تنہا ہو گئی تھیں۔ ماما پاپا کے بغیر تو زندگی کا تصور ہی ناممکن تھا۔ اگر ان حالات میں بھیا' بھابی ساتھ نہ دیتے تو اتنا کٹھن سفر کبھی بھی سہل نہ ہوتا۔ بہت کچھ برداشت کیا ہے ہم دونوں نے...

اپنی طرف سے تو میں نے پوری کوشش کی کہ ضوفی کو ماما پاپا جیسا پیار دوں' ہر وہ چیز مہیا کروں جو وہ کر سکتے تھے مگر بعض معاملات میں خود بے بس ہو جاتی ہوں۔ پاپا کی شدید خواہش تھی کہ ان کی زندگی میں ہی ضوفی اپنے گھر کی ہو جائے مگر امی کی طرح انہیں بھی قدرت نے اتنا موقع ہی نہ دیا کہ وہ اس وقت کا انتظار کرتے۔ جاتے جاتے بھی انہیں صرف ہماری فکر تھی۔ انہوں نے ضوفی کو کسی بھی محرومی سے بچانے کے لیے مجھ سے اور بھائی سے وعدہ لیا تھا مگر میری وجہ سے وہ ہر بار دکھی ہو جاتی ہے۔ میرے مقدر کی سیاہی اس کا مستقبل تباہ کیے دے رہی ہے۔ لوگ آتے ہیں' دیکھتے ہیں' چلے جاتے ہیں' مگر دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے۔''

''آپ اتنی شکست وریخت کا شکار کیوں ہو رہی ہیں' اتنی ناامید کیوں ہیں؟ میں نے کہا نا میں سب سنبھال لوں گا آپ بے فکر رہیے' میں ہوں نا۔'' وہ اس کے اندر امید کی کرن جگانا چاہ رہا تھا۔ مایوسی کی گہری پاتال سے باہر کھینچ نکال لانا چاہتا تھا۔ وہ اس کے تمام آنسو اپنی پوروں سے چننے کی انتہائی خواہش رکھتا تھا۔ ایک عرصے سے

گہری گرے گرین آنکھیں اسے پریشان کیے ہوئے تھیں وہ ان آنکھوں کو زندگی کی نئی انوکھی اور محبت بھری جوت بخشنا چاہتا تھا۔ وہ اس کے بکھرے بکھرے وجود کو خود میں سمیٹ لینا چاہتا تھا لیکن ابھی شاید وہ وقت نہیں آیا تھا' ابھی تو اسے اس کے تمام راستے ہموار کرنے تھے' اس کے اندر زندگی سے لڑنے کا حوصلہ پیدا کرنا تھا۔ یہ اتنی جلدی ممکن نہیں تھا ابھی تو اس کو تمام نئی خوشیاں واپس لوٹانی تھیں اور اس کی سب سے بڑی خوشی ضوفی کی شادی تھی۔ ابھی اسے انتظار کرنا تھا اور ان سب سے پہلے اس کے اندر اسے امید کی ٹوٹی لڑی کو جوڑنا تھا۔

''ہاں' آپ ہیں نا... آپ جو بن کہے میری ہر بات سمجھ جاتے ہیں۔ آپ نے میرا ہمیشہ ساتھ دیا ہے' پرخلوص مدد کی ہے' چاہے وہ کوئی بھی موقع ہو' آپ کے اس قدر احسان ہیں مجھ پر کہ میں کوشش کے باوجود نہیں اتار پائوں گی۔ میں تو...''

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"خدا کے لیے لائبہ پلیز! یہ تو میری بھی خواہش ہے آپ کو خوش دیکھنا' آپ مجھے کیوں شرمندہ کر رہی ہیں' یہ تو میرا فرض تھا۔" فوزان نے درمیان میں ہی اس کی بات کاٹ کر اسے مزید کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔

"فوزان صاحب! آپ میری ایک بات مانیں گے؟" کچھ جھجکتے ہوئے وہ اصل بات کی طرف آ گئی۔

"آپ ایک نہیں' سو کہیے۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔" اس نے اسے ہمت دلائی۔

"وہ میں چاہ..." وہ رک گئی۔ یہ اتنی بڑی بات ضرور تھی کہ مقابل کے سامنے ہچکچا رہی تھی۔ اس نے اپنی آنکھوں سے اس شخص کی اپنے لیے آنکھوں کی چمک دیکھی تھی پھر بھی وہ اتنا بڑا رسک لے رہی تھی صرف اور صرف ضوفی کے بہتر مستقبل

کے لیے...پتا نہیں وہ کیا جواب دے' اسے یہ بات اچھی بھی لگے گی یا نہیں۔اس کا سرپٹ دوڑتا دل اندر ہی اندر ڈر بھی رہا تھا۔

''میں ماما' پاپا کا وعدہ پورا کرنا چاہتی ہوں۔میں کوئی اور ایسی صورت حال پیش آنے سے پہلے ضوفی کو مضبوط ہاتھوں میں دیکھنا چاہتی ہوں۔آپ مجھ پر ایک آخری احسان کریں۔آپ...آپ...ضوفی سے شادی کر لیں۔'' وہ اٹک اٹک کر نظروں کو جھکائے کہہ رہی تھی۔

''کیا...؟'' ایک دھماکا تھا جو فوزان صدیقی کے اعصاب پر ہوا تھا۔ایک خواب تھا جو یوں چکنا چور ہوا تھا' ایک محل تھا احساسات کا جو ان میں زمیں بوس ہوا تھا۔ایک اعتماد تھا جو ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا تھا۔وہ ششدر سا ایکدم اٹھ کھڑا ہوا۔بے یقین نظروں سے لائبہ کو دیکھے گیا۔آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا اتنی بڑی بات لائبہ افتخار نے کہی ہے۔جس کے بارے میں نجانے کیا کیا جذبات دل میں محفوظ رکھے ہوئے تھا۔کیا انوکھے خواب دیکھے تھے۔

"پاگل ہو گئی ہو تم' ہوش میں تو ہو۔ جانتی ہو کیا کہہ رہی ہو؟" وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھے لائبہ پر برس پڑا۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا یہ لڑکی' یہ لائبہ افتخار جسے وہ دل کی بستی کی مالک بنائے بیٹھا تھا وہ یوں اس کے احسانوں کا کہہ کر اس کے منہ پر تمانچہ دے مارے گی۔ یہ لڑکی جسے کانچ سے بھی نازک تصور کر کے اس کو کرچی کرچی ہونے سے بچا رہا تھا۔ وہ اسے ہی زخمی کر دے گی۔ اس قدر دل شور مچانے لگا تھا کہ وہ اپنی کیفیت بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

"ہاں... جانتی ہوں میں کیا کہہ رہی ہوں۔ اگر آپ کو میری اتنی ہی پروا ہے' ہمارے درد سمیٹنے کا اتنا ہی شوق ہے نا تو پھر اس بات میں کیا مضائقہ ہے؟ جب ہر لمحے میری مدد کی ہے اس طرح ضوفی کا خیال رکھا ہے تو پھر اس میں کیا حرج ہے؟ ضوفشاں پڑھی لکھی لڑکی ہے خوب صورت ہے' اٹھنے بیٹھنے' اوڑھنے پہننے زندگی گزارنے کا سلیقہ ہے اور کیا چاہیے آپ کو... ہر وہ خوبی جو ایک آئیڈیل لڑکی میں ہونی چاہیے وہ اس میں ہے۔ آپ کو بھی تو کسی نہ کسی سے شادی کرنی ہی ہے تو پھر

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس ''کسی نہ کسی'' میں ضوفی کیوں نہیں ہو سکتی۔ کیا کمی ہے اس میں...؟ وہ یوں اس کے بلبلا کر چیخنے پر بول اٹھی تھی۔ اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس بری طرح برہم ہو گا یوں بلا سوچے سمجھے فوراً انکار کر دے گا۔ وہ تو پتھر بنا اسے دیکھ رہا تھا' اس کی آواز سن کر بھی دل کا شور کم نہیں ہوا تھا۔ کان یقین پر آمادہ نہیں ہوئے تھے۔

''میں سوچ بھی نہیں سکتا لائبہ! آپ میرے لیے ایسی بات کہیں گی۔ وہ لڑکی جسے میں نے آج تک کسی اور ہی نظر سے دیکھا ہے' آپ اس سے مجھ کو شادی کرنے کا کہہ رہی ہیں۔ کتنی غلط بات کہی ہے آپ نے' آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا؟'' وہ اس پر دیوانوں کی طرح برہم ہوتا ہوا باز پرس کر رہا تھا۔ وہ تھوڑا سا خائف ہوئی۔

''یہ اتنی غلط بات بھی تو نہیں۔ وہ نامحرم ہے' محرم تو نہیں ہے آپ کی... جس کے بارے میں سوچتے ہوئے آپ گھبرائیں۔ اب سوچ لیجیے۔ ویسے بھی...'' وہ پوری طرح اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی تھی۔ وہ اسے ہر حال میں قائل کرنا چاہتی تھی اس کے پاس اس کے لیے ہزار ہا دلائل بھی تھے۔

"بس کیجیے لائبہ افتخار صاحبہ بس...!"اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔لائبہ کی بات نے اس کے دل پر آرے چلا دیئے تھے۔اس کے وجود کو کانٹوں پر گھسیٹ لیا تھا برداشت جواب دینے لگی' وہ ساری احتیاطیں بھول بیٹھا۔ ایک دم اس کی طرف آگیا۔اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈال دیا تھا۔لائبہ کا دوپٹا اس پیش قدمی پر کندھوں سے ڈھلک کر بائیں بازو پر آ گرا تھا۔ لائبہ کو لگا اس کے کندھے فوزان صدیقی کے فولادی ہاتھوں کے دباؤ سے پیس دیئے جائیں گے۔

"محرم تو آپ بھی نہیں' نامحرم ہی ہیں میرے لیے...پھر ضوفشاں کیوں...آپ کیوں نہیں...؟ضوفی کے لیے تو میں نے ایک بہت اچھا لڑکا سوچ رکھا تھا ایک ایسا لڑکا جیسا ایک محبت کرنے والا بھائی اپنی بہن کے لیے سوچ سکتا ہے لیکن آپ...آپ نے تو لائبہ...ہیں یقین نہیں کرتا آپ نے میری آنکھوں میں لکھی تحریر نہ پڑھی ہو۔میرے جذبوں کی آنچ آپ تک نہ پہنچی ہو۔یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

میں نے تو ضوفی کے لیے زبیر کے بارے میں سوچ رکھا تھا۔اگر یہ معاملہ درمیان میں نہ ہوتا تو اب تک میرے گھر والے آپ لوگوں سے اس سلسلے میں بات کر چکے ہوتے۔میں نے آپ کو اس لیے نہیں بتایا کہ میں آپ کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔میں دیکھنا چاہتا تھا جب یہ اچانک خوشی سنیں گی تو آپ کی گرے گرین آنکھوں سے ڈر خوف کی لپٹی ککر کی تہہ اتر کر آپ کی آنکھوں میں کتنے جگنو جگمگائیں گے، مگر لائبہ آپ...آپ نے سارا ایکچڑ میرے منہ پر اچھال دیا ہے۔جو لوگ ذلت کی تکلیف سے گزرتے ہیں وہ دوسروں کو کبھی نہیں آزماتے اور آپ نے کب محسوس کیا کہ میں ضوفشاں میں دلچسپی رکھتا ہوں۔بتائیں کب آپ نے میری آنکھوں میں ایسی گندگی محسوس کی کہ ایسی بات کہہ دی؟آپ کیا جانیں" مجھے کتنی تکلیف ہو رہی ہے۔میں تو اپنی نظروں سے گرنے لگا ہوں۔" وہ اس کے کندھوں کو تھامے ایسے دل گرفتہ انداز میں سب کہہ رہا تھا وہ جو اس کو قائل کرنے کے لیے ہزار جواز سوچ چکی تھی اس قدر شدید رد عمل پر اپنی جگہ شرمندہ ہو کر رہ گئی۔اس نے آج سے

www.novelsclubb.com

پہلے کبھی بھی فوزان صدیقی کو اس قدر ٹوٹا پھوٹا اور جذباتیت میں اس قدر بے اختیاری میں اپنی طرف بڑھتے نہیں دیکھا تھا۔اس کی نظریں جھک گئیں۔

"لائبہ !آپ نے میرے ہمدردی جتانے' میرے پر خلوص مظاہرے کو غلط نگاہ سے دیکھا ہے' مجھے آپ سے تعلق خاطر کا کوئی دعویٰ نہیں۔پہلی نظر' ہاں لائبہ افتخار وہ پہلی نظر ہی تھی جب آپ میرے اندر تک اتر گئی تھیں۔میں چاہوں بھی تو آپ سے کٹ کر نہیں رہ سکتا۔صرف ایک جھلک دیکھ کر' ایک ملاقات کے بعد اپنی ساری زندگی آپ کے نام بے سوچے سمجھے کر دی تو کوئی طلب یا چاہ نہیں کی تھی۔قدرت نے دوبارہ ہم دونوں کو ملایا ہے تو میں نے سوچا یہ موقع نہیں کھونے دوں گا' بہت عرصہ انتظار کیا اب موسموں کو بے رنگ نہیں کروں گا۔کچھ خون کی طرح وجود میں گردش کرتے ہیں۔آپ بھی ان ہی میں شامل ہیں' مجھے اپنی ذات کا حصہ لگتی ہیں جس کے لیے خود قدرت نے مجھے آپ کے پاس اچانک بھیجا تھا میرے دل میں آپ کے لیے محبت پیدا کی' احساس جگایا۔میں جانتا تھا آپ ضوفی

سے پہلے اپنے بارے میں کبھی نہیں سوچیں گی' اسی لیے میں چاہتا تھا کہ پہلے زبیر اور ضوفی کی شادی ہو جائے پھر آپ سے اپنے بارے میں بات کروں گا۔" وہ سرسراتے لہجے میں اس سے کہہ رہا تھا۔ کوئی اسے اس قدر چاہتا ہے وہ حیرت سے گنگ رہ گئی۔ کئی آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر رخساروں پر گرنے لگے تھے۔ وہ اس قدر سچی محبت کی حق دار نہیں تھی۔

"لیکن لائبہ آپ اس قدر انجان بن جائیں گی' مجھے اندازہ نہ تھا۔" اس کے کندھوں سے اپنے ہاتھ اٹھا کر دوپٹا دوبارہ اس کے کندھوں پر پھیلا کر اس نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر ایک بھرپور شکوہ کیا تھا۔

"لیکن لائبہ آپ اس قدر انجان بن جائیں گی' مجھے اندازہ نہ تھا۔" اس کے کندھوں سے اپنے ہاتھ اٹھا کر دوپٹا دوبارہ اس کے کندھوں پر پھیلا کر اس نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر ایک بھرپور شکوہ کیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آئی ایم سوری۔" کافی رقت آمیز لہجے میں وہ بول پائی تھی۔ "فوزان! آپ کے جذبوں کی میں قدر کرتی ہوں۔ آپ نے میرے بارے میں اس انداز میں سوچا یہ میری خوش بختی ہے۔ آپ آج صرف چند واقعات کے علاوہ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ کچھ بھی تو پتا نہیں آپ کو...اگر جان جائیں تو شاید آپ یہ الفاظ کبھی نہ کہیں۔ میں خوش فہمیوں میں مبتلا نہیں ہوتی تو پھر میں آپ کی آنکھوں کی تحریر پر کیوں ایمان لاتی؟ صرف ایک بار زندگی نے بہت بڑا دھوکا دیا ہے' اب کسی اور حادثے سے دوچار ہونے پر آمادہ نہیں ہوں۔" اپنا ہاتھ آہستگی سے چھڑوا کر وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ "مجھے معاف کر دیں مجھے شاید اس طرح آپ سے یہ بات نہیں کہنی چاہیے تھی۔" لائبہ کی آواز میں ندامت کے ساتھ ساتھ حسرت و یاس کی کیفیت بھی شامل تھی۔ فوزان صدیقی محسوس کر کے فوراً اس کے پاس بیٹھا تھا۔

"میرے دل پر صرف ایک نقش ثبت ہوا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس نے اپنا آپ منوالیا۔ آپ کیا ہیں' مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں۔ آپ کے بارے میں میں

کچھ بھی نہیں جاننا چاہتا۔ بس آپ دنیا کی سب سے اچھی لڑکی ہیں۔ اس کی گواہی پہلی نظر میں آپ کی آنکھوں نے اور پھر میرے دل نے دی تھی' دل کی گواہی ہمیشہ سچی ہوتی ہے اور میں ایمان لے آیا۔ اس کے بعد مجھے کچھ بھی جاننے کی جستجو نہیں۔'' فوزان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیا۔ ''جب تک آپ سے دوبارہ ملاقات نہ ہوئی میرا دل آپ کے متعلق معلومات حاصل کرنے پر مجھے اکساتا رہا' جب سے دوبارہ ملا ہوں یہ خواہش بھی نہیں رہی۔ آپ مجھے ہر حال میں' ہر حیثیت سے قبول ہیں۔'' وہ مزید کہہ رہا تھا۔ اس نے اپنے بہتے آنسو صاف کیے۔

''پہلے شاید میں آپ کو اپنے متعلق کبھی کچھ نہ بتاتی مگر اب آپ کے لیے میرے متعلق جاننا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ میں آپ پر واضح کر دوں کہ میں کوئی غیر شادی شدہ لڑکی نہیں ہوں بلکہ ایک طلاق یافتہ لڑکی ہوں' جسے اس جرم کی پاداش میں طلاق دے دی گئی جو اس نے کیا ہی نہیں تھا۔'' وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو رہی

تھی۔ فوزان نے اس کے کندھے پر رکھا اپنا ہاتھ اٹھالیا۔ اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اب کیا کرے۔ کیسے وہ کوئی حرف تسلی دلاسے' کوئی جگنو اس کی جھولی میں ڈالے۔ اس نے اس سے محبت کی تھی بڑی سچی اور بے ریا۔ حقیقت میں اس کو اس خبر سے شاک پہنچا تھا اور اس شاک سے فوراً نکلنے کے لیے اسے کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ وہ بول رہی تھی' اپنے بارے میں بتا رہی تھی۔ وہ اپنی ہر سوچ کو جھٹک کر' ہر خیال کی نفی کر کے صرف اور صرف اس کی بات سننے لگا تھا۔

***

''میں لائبہ افتخار جسے صرف زندگی میں محبت ہی محبت ملی۔ ہر سوں خوشیاں رقصاں تھیں۔ آسائشات مہیا تھیں۔ زندگی خواب سے بھی زیادہ حسین تھی۔ لوگ دکھوں اور غموں کی باتیں کرتے تو میں حیران ہوتی' بھلا اس دنیا میں بھی غم ہو سکتے ہیں' کوئی دکھ میں بھی مبتلا ہو سکتا ہے' جب یہی سوال میں ماما سے کرتی تو وہ مجھے سمجھاتیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لائبہ بیٹا! دنیا میں ہر انسان کی زندگی میں خوشی کے ساتھ غم بھی ہوتے ہیں۔ یہاں کوئی بھی انسان مکمل نہیں ہے۔ ہر کوئی اپنے اپنے درد کی آگ میں جل رہا ہے۔ ہر انسان سچی خوشیوں کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ ہر کوئی صرف اور صرف خوشیاں مانگتا ہے' خوشیاں' آسائشیں اور محبتیں حاصل کرنے کی لگن میں وہ بھٹکتا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی زندگی بے توازن ہو جاتی ہے' اگر ایک انسان کی جھولی میں وقت خوشیوں کے جگنو ڈالتا ہے تو اس کو اپنی زندگی سے غم بھی سہنے پڑتے ہیں۔ جس طرح خزاں کے بعد بہار آتی ہے اور پھر وہ بھی گزر جاتی ہے اس طرح غموں کے بعد خوشیاں اور خوشیوں کے ساتھ غم۔ یہی سلسلہ ازل سے چلتا آرہا ہے اور تا قیامت چلتا رہے گا۔ یہاں دنیا میں کوئی بھی چیز مستقل نہیں' جو آج یہاں آیا ہے اسے کل چلے بھی جانا ہے۔ کوئی چیز دائمی نہیں۔ ہر ایک فانی ہے۔ اگر کسی کو فنا نہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ حیٔ القیوم ہے ازل سے ابد تک ہے۔ اسی کے حکم سے پتا تک سرکتا ہے سو اس دنیا میں توازن ہے ورنہ یہ دنیا پلک جھپکنے

www.novelsclubb.com

میں ہی فنا ہو جائے۔ خوشی اور غم زندگی سے مشروط ہیں جب ہم اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین کر لیں گے، ہر بات کو اس کی رضا سمجھ کر قبول کریں گے تو ہم پر بھی غم خوشیوں کی مانند محسوس ہوں گے۔"

زندگی اور اس کے تلخ حقائق جو برحق تھے ان کے بارے میں ماما کا فلسفہ عجیب نہیں تھا مگر میری سمجھ سے بالاتر تھا۔ اس وقت تو میں یہ باتیں نہ سمجھ سکی مگر وقت اور حالات نے سب باور کروا دیں۔ میری ماما بہت ہی نیک اور صالح خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتی تھیں، ہماری تربیت بھی انہوں نے بہت ہی مذہبی ماحول میں کی تھی۔ وقت اور حالات کے بدلتے تقاضوں میں بھی انہوں نے ہمیں مذہب سے دور نہیں ہونے دیا تھا۔ وقت کا پہیہ ذرا آگے سرکا تو اس وقت میں ایف ایس سی کے امتحان دے کر فارغ تھی۔ پھوپو کینیڈا سے اپنے بیٹے رمیز کے ساتھ ہم لوگوں سے ملنے آئی ہوئی تھیں۔ میری زندگی کا محور میرے والدین، ضوفی، تایا ابو کی فیملی تھی۔ بچپن سے میری زندگی انہی رشتوں کے گرد گھومتی تھی۔ دوستوں کا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

شروع سے ہی ایک مقام تھا مگر یہ ان کو ان رشتوں پر حاوی نہیں ہونے دیا تھا۔ بچپن سے میری نسبت رمیز سے طے تھی۔ مجھے یاد ہے جب پہلی دفعہ پھوپو پاکستان آئی تھیں تو اس وقت میری عمر لگ بھگ پانچ سال کی ہو گی یا پھر اب لوٹی تھیں۔ شعور کی منزل پر قدم رکھنے کے بعد میں نے پہلی دفعہ رمیز کو دیکھا تھا اور اس نے بھی۔ یہ سترہ اٹھارہ سال کی عمر ایسی ہی انہونی ہوتی ہے۔ ہر چمکتی چیز سونا لگتی ہے۔ بچپن سے جس کا نام اپنے ساتھ سنتی آئی تھی اس کا اس قدر خوب صورت روپ دیکھ کر دل بھی مچل اٹھا تھا۔ ان کہی خواہشات اور لامحدود خوابوں کے لیے' ایسے میں رمیز کی باتیں' اس کی تعریفیں' مجھے کسی اور ہی دنیا کی سیر کرواتیں' میں بالکل فارغ تھی' نہ پڑھائی کا جھنجٹ تھا اور نہ ہی ماما پاپا کی طرف سے کوئی حد بندی۔ کہتے ہیں خالی دماغ شیطان کا گھر ہوتا ہے۔ میں بھی ہولے ہولے رمیز سے متاثر ہونے لگی۔ بچپن سے ایک تصور ذہن میں قائم تھا' اس تصور کو تعبیر کے روپ میں مجسم دیکھ کر ان گنت خواب آنکھوں میں اترنے لگے۔ میں آہستہ آہستہ ان جذبوں کی

اسیر ہوتی گئی۔ پور پور رمیز کی محبت میں ڈوبنے لگی۔ رمیز کی محبتیں، شدتیں اور چاہتیں ایک طرف... پھوپو مجھ پر الگ نثار ہوتیں۔ مجھے اپنا آپ بڑا پیارا جدا اور انوکھا لگنے لگتا۔ خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی تصور کرتی۔

''غزالہ! بس اس دفعہ آئی ہوں تو میری یہ خواہش پوری کر دو۔ تم میرے چاند کو میری جھولی میں ڈال دو۔ بہت انتظار کر لیا، اب صبر نہیں ہوتا۔'' میں اکثر ایسی ہی باتیں پھوپو کو ماما سے کہتی سنتی۔ ماما دھیمے سے مسکرا دیتیں۔ شاید پھوپو اسی مقصد کے لیے آئی تھیں۔ میں ان کی اتنی زیادہ محبت کے مظاہرے پر اور نہال ہو جاتی۔ میں رمیز سے چھپتی رہتی۔ کوشش کرتی اس سے سامنا کم ہی ہو۔ میں جہاں بھی جاتی وہ پیچھے چلا آتا۔

www.novelsclubb.com

''تم میرے سامنے رہا کرو، یوں چھپنے کی کوشش مت کیا کرو۔'' وہ مجھے دیکھتے ہوئے والہانہ انداز سے کہتا اور میں مارے شرم کے کچھ کہہ ہی نہ پاتی۔ وہ ہر بات

کہہ دینے میں اتنا ہی بے باک تھا۔ کینیڈا جیسی فضائوں میں پل بڑھ کر جوان ہونے والا خود بھی بہت ساحر شخص تھا۔ میں دل ہی دل میں مسکراتی رہتی۔

ایک دن اچانک پاپا کو اسلام آباد سے لاہور ٹرانسفر کے آرڈر مل گئے۔ پھوپو کچھ عرصے یہیں رہنے کے ارادے سے آئی تھیں۔ اس نئی افتاد پر پریشان ہو گئیں۔ وہ بار بار شادی کا کہہ رہی تھیں۔ پاپا اتنی جلدی' اتنی کم سنی میں میری شادی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ وہ مسلسل پھوپو کو ٹال رہے تھے۔ بس ہم خاموشی سے لاہور جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ میرا دل اسلام آباد چھوڑ کر جانے کو نہیں چاہ رہا تھا اور پاپا کے بغیر بھی میں نہیں رہ سکتی تھی۔ رمیز سے نئی نئی محبت' بچھڑنے کا دکھ' اور پاپا کا ٹرانسفر' میں بہت زیادہ اداس تھی۔ پھوپو نے تایا ابو سے کہہ کر آخر کار پاپا کو راضی کر ہی لیا کہ اگر شادی نہیں کرنا چاہتے تو نکاح کر دیتے ہیں۔ جب میں پڑھائی سے فارغ ہو جائوں پھر رخصتی ہو جائے گی۔ تایا ابو راضی تھے تو پاپا کو بھی ماننا پڑا۔ ساتھ ہی پھوپو نے یہاں کچھ عرصہ رہنے کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا۔ ہمارے لاہور جانے

سے ایک ہفتہ پہلے ایک سرمئی سی شام میں میرا نکاح رمیز سے ہو گیا۔ رمیز بہت خوش تھا۔ خوشی اس کے چہرے سے پھوٹی پڑ رہی تھی اور اسے خوش ہوتے دیکھ کر میں بھی خوش تھی۔ من چاہے جیون ساتھی کو اپنا لینے کا خواب ایسا روح پرور تھا۔ میں اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کرتی کم تھا۔ مارے تشکر کے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ سارے دن کی تھکن سے چور ہو کر ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ رمیز چلا آیا۔ مارے گھبراہٹ کے میں اٹھ بیٹھی۔ حقیقتاً میں رمیز کی اس وقت آمد پر حیران ہو رہی تھی۔ ہمارا خاندان اگر اتنا قدامت پرست نہیں تھا تو اتنا آزاد خیال بھی نہیں تھا کہ یوں ہمیں اتنی آزادی دے دی جاتی۔

"ہماری نیندیں اڑا کے محترمہ سونے کی تیاری کر رہی ہیں؟" وہ میرے قریب ہی بستر پر بیٹھ گیا اور میرا ہاتھ تھام کر محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگا۔ مجھ سے تو جواب میں بولا بھی نہ گیا۔

"آ...آ...آپ کیوں آئے ہیں؟" بڑی دقت سے میں بولی تھی۔

''لائبہ ! تمہاری آواز بہت پیاری ہے' جیسے کوئی جھرنا بہہ رہا ہو۔'' وہ میری آواز کی تعریف کر رہا تھا۔

''آپ پلیز یہاں سے جائیں' اگر کوئی آ گیا تو...؟'' اس وقت میرے سر پر کسی کے آ جانے کا خوف سوار تھا۔ پتا نہیں رمیز کیا کیا کہہ رہا تھا۔ میں تو کچھ سننے کی پوزیشن میں ہی نہیں تھی۔ میری بے اعتمادی' بے توجہی و بے پروائی محسوس کر کے وہ ناراض ہو کر چلا گیا تو میری جان پر بن آئی۔ وہ ساری رات میں سو نہ سکی۔

اگلے دو تین دن یونہی گزر گئے۔ رمیز مجھ سے ناراض ہی رہا۔ جس دن ہمیں جانا تھا اس سے صرف دو دن ہی پہلے رات کا کھانا کھا کر برتن دھو کر میں اس کے کمرے میں آ گئی۔ نکاح کے بعد ماما پاپا نے ہم پر ملنے اور بات کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی تھی۔ مجھ سے اس کی ناراضگی برداشت نہیں ہو رہی تھی' اسی لیے میں نے خود ہی منانے میں پہل کر لی تھی۔ وہ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر منہ موڑ لیا۔

"میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں؟ میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا۔" میں پریشانی سے کھڑی کہہ رہی تھی۔ رمیز پر مطلق اثر نہ ہوا۔ "رمیز پلیز یوں ناراض تو مت ہوں۔" میں جھجکتے ہوئے بیڈ کے کنارے پر ہی ٹک گئی۔ غیر ارادی طور پر میرا ہاتھ رمیز کے کندھے پر پڑ گیا تھا۔

"تمہیں کیا پتا تم میرے لیے کیا ہو۔ تم جب یوں بداعتمادی کا مظاہرہ کرتی ہو تو خود پر بہت غصہ آتا ہے۔" خدا خدا کر کے رمیز کی چپ ٹوٹی تھی۔ میں نے شکر ادا کیا۔

"کہا نا آئی ایم سوری۔ معاف نہیں کریں گے؟" ہلکی پھلکی ہوتے ہی میں نے پھر کہا تو وہ مسکرا دیا۔ اپنے کندھے پر رکھا میرا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔

"یہ آخری بار ہے اگر تم آئندہ یوں کرو گی تو میں بہت ناراض ہوں گا۔" مسکراتے ہوئے وہ مجھے تنبیہہ بھی کر گیا تھا۔ اگلی شام وہ مجھے پاپا کی اجازت سے باہر لے گیا تھا۔ ہم نے بہت سا وقت اکٹھے گزارا تھا۔ رمیز نے مجھے گفٹ دیا تھا۔ میں بچوں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی طرح خوش ہوتے ہوئے پیک کھولنے لگی۔ یہ ایک خوب صورت رنگ تھی جو اس نے نکاح کے لیے خریدی تھی اور اس رات وہ مجھے یہی دینے آیا تھا مگر اب دے رہا تھا۔ میں اس محبت بھرے مظاہرے پر بے پناہ خوش ہو گئی۔

''کیسی ہے؟''اس کی مدھ بھری آواز ابھری تھی۔

''بہت...بہت پیاری...''میں انگوٹھی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ تبھی اس نے انگوٹھی میرے ہاتھ سے لے کر میری انگلی میں پہنا دی۔

''تمہارے ہاتھ کی زینت بن کر اس کی خوب صورتی اور دوبالا ہو گئی ہے۔''اسے فضا کو اپنے موافق کرنے کا ہنر آتا تھا۔ میرے ہاتھ کی پشت کو ہونٹوں سے لگا کر کہا تو میں مارے حیا کے پلکیں ہی نہ اٹھا سکی۔ وہ میرا اعتماد بحال کرنے کو بے شمار باتیں کرتا رہا تھا۔ بہت جلد میں اس سے بے تکلف ہو گئی۔ ہم دونوں بڑی خوشی سے مستقبل کی پلاننگ کرنے لگے۔

اگلے روز ہم لاہور آ گئے۔ ہماری روانگی کے وقت رمیز بہت ہی افسردہ تھا۔ ”مجھے بھول تو نہیں جاؤ گی۔ دیکھو تم مجھے یاد رکھنا۔ میں تمہیں اکثر فون کروں گا۔ ای میلز بھی بھیجا کروں گا۔ یہاں سے کینیڈا جانے سے قبل تم سے ملنے آؤں گا۔“ وہ میرے ساتھ چلتے ہوئے ہزار تاکیدیں کر رہا تھا اور میں اس کی ہر فرمائش پر مسکراتے ہوئے سر ہلاتی جا رہی تھی۔ میں اپنی ہزار تسلیوں اور امیدوں کے جگنو اس کے ہاتھوں میں تھما کر اس کی بے پناہ محبتیں اور شدتیں اپنے دامن میں سمیٹ کر جہاز میں بیٹھ گئی۔ لاہور میں سیٹل ہونے میں کچھ وقت لگا تھا۔ لاہور آنے کے ایک مہینہ بعد پھوپو اور رمیز ہم سے ملنے آئے تھے۔ دو دن ہمارے ساتھ گزار کر دونوں کینیڈا چلے گئے۔ شروع دنوں میں مجھے اس کی بہت یاد آتی تھی۔ وہ اکثر فون کرتا رہتا تھا۔ ای میلز بھی بھیجتا تھا۔ وقت سہولت سے گزرنے لگا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی محبتوں اور شدتوں میں بھی اضافہ ہو چکا تھا اور میں اپنی پڑھائی میں مگن ہو گئی۔ ہمارے ماما پاپا نے سب سے پہلے ہمارا نصب العین پڑھائی ہی رکھا

www.novelsclubb.com

تھا۔ضوفی ابھی چھوٹی تھی' اسے ان باتوں کی پرواہی نہیں تھی اور ماما نے ہم سے دوستی کا رشتہ رکھنے کے باوجود اپنی ماما تا سے محروم نہیں رکھا تھا۔سب کچھ ٹھیک تھا ...دیکھتے ہی دیکھتے پلک جھپکنے میں دو سال کا عرصہ بیت گیا۔میں بی اے کے امتحانات دے کر فارغ تھی اور گھر پر بھرپور توجہ دے رہی تھی' تبھی میں نے محسوس کیا کہ پاپا ان دنوں بہت پریشان رہنے لگے ہیں۔پاپا اپنی مشکلات اور مسائل سے ہم بہنوں کو دور ہی رکھتے تھے۔سوائے ماما کے وہ اپنی باہر کی باتیں کسی اور سے شیئر نہیں کرتے تھے۔

میں بہت اچھی مقرر رہی ہوں۔اس میدان میں میں نے بے شمار انعامات جیتے تھے۔نہ تو میرا شمار فطین بچوں میں ہوتا تھا اور نہ ہی نکمے اسٹوڈنٹس میں۔میں تقریباً ذہین ہی تھی۔ہمیشہ فرسٹ ڈویژن اے پلس گریڈ سے نمایاں مارکس لے لیتی تھی۔اچانک ایک دن ہماری پرنسپل نے فون کر کے مجھے تقریری مقابلے میں شمولیت کا کہا۔اپنے کالج والوں کی جانب سے میں نمائندگی کر رہی تھی۔لاہور کے

بڑے بڑے تمام کالجز اور اسکولز کے طلبہ و طالبات اس مقابلے میں حصہ لے رہے تھے۔ کافی بڑے پیمانے پر مقابلہ کروایا جا رہا تھا۔ چونکہ ابھی میرا رزلٹ آئوٹ نہیں ہوا تھا اسی لیے میں نے کالج کی فورتھ ایئر کی طالبہ کی حیثیت سے مقابلے میں حصہ لیا۔ حسب روایت میں نے یہ معرکہ بھی سیکنڈ پوزیشن سے سر کر لیا تھا۔ فرسٹ پوزیشن کسی لڑکے کی تھی۔ فرسٹ پوزیشن نہ لینے کا دکھ تو تھا مگر مقابل لڑکے کی تقریر بہت اچھی تھی۔ میں اپنی سکینڈ پوزیشن پر ہی بہت خوش تھی اور اپنی خوشی شیئر کرنے کے لیے جب میں گھر پہنچی تو پاپا ڈرائنگ روم میں تھے۔ ضوفی ان دنوں تایا ابو کے ہاں اسلام آباد گئی ہوئی تھی۔

"پاپا جانی! دیکھیے آپ کی چمپئن نے ٹرافی جیتی ہے۔" ہماری پاپا سے بہت دوستی تھی اس لیے کبھی کبھی ہم بے تکلفی پر بھی اتر آتے تھے۔ پاپا اس وقت کسی شخص کے ساتھ مصروف تھے، مجھے قطعی علم نہ تھا، میں یکدم اندر گھس گئی اور خوشی سے پاپا کے گلے میں بازو ڈالے بتانے لگی۔ پاپا بہت ہی حلیم و شفیق طبیعت کے مالک

تھے۔میں نے کبھی بھی ان کو انتہائی غصے میں نہیں دیکھا تھا مگر جب میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا تو وہاں غیظ و غضب کی بجلیاں چمک رہی تھیں۔مجھے دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ان کے ایک طرف صوفے پر کسی اور کو بھی دیکھ کر حقیقتاً میں پریشان ہو گئی۔وہ شخص بے باک نظروں سے مجھے دیکھنے لگا۔میں اس کی نظروں سے ڈر کر ایک دم پیچھے ہٹ گئی۔

"بیٹا! آپ باہر جایئے۔اس وقت میں مصروف ہوں۔" پاپا کے چہرے کی طرح ان کی آواز بھی بہت سپاٹ تھی میں فوراً باہر بھاگی' بعد میں پاپا نے پوزیشن کے بارے میں پوچھا تو میں انہیں خوش خوش ساری صورت حال بتانے لگی۔وقتاً فوقتاً مجھے وہ نظریں پریشان کرتی رہی تھیں مگر میں ہر بار سر جھٹک کر خود کو مطمئن کر لیتی تھی۔یہ ایک معمول کی حرکت تھی۔اکثر ایسا ہو جاتا ہے مگر وہ شخص مجھے پریشان کر رہا تھا۔جس کی وجہ سے میرے پاپا پریشان تھے۔پاپا نے آئندہ مجھے یوں بلا جھجک کمرے میں داخل ہونے سے منع کیا تھا۔میں وجہ نہ سمجھ سکی۔مجھے اپنی اس

WWW.NOVELSCLUBB.COM

چھوٹی سی غلطی کا احساس اور معاملے کی نزاکت کا علم اس وقت ہوا جب تین چار دن بعد رات کو ماما پاپا کے کمرے میں چائے کے مگ اٹھانے آئی تھی۔اندر سے آنے والی آوازوں نے میرے قدم باہر ہی جکڑ لیے۔

"آپ ٹرانسفر کروالیں۔آخر کب تک وہ شخص ہمیں بلیک میل کرے گا؟" ماما پاپا کو مشورہ دے رہی تھیں' ان کی آواز بھی کافی متفکر تھی۔

"ٹرانسفر کروانا اتنا آسان نہیں ہے' جتنا تم سمجھ رہی ہو۔میں نے درخواست دے رکھی ہے۔دیکھو کیا ہوتا ہے۔فی الحال تو اصل مسئلہ اس شخص کا ہے۔میں نے اپنی ساری سروس کے دوران ایک روپے کا گھپلا نہیں کیا کہاں اڑھائی کروڑ...! وہ مسلسل دباؤ ڈال رہا ہے کہ میں اس کے کاغذات کلیئر کر دوں۔اب تو جب سے اس نے پری کو دیکھا ہے بلیک میلنگ کر رہا ہے۔الٹی سیدھی دھمکیاں دے رہا ہے۔ حتیٰ کہ اغواء کروانے کا بھی کہہ رہا ہے۔"

"پریشان مت ہوں۔ میں تو سوچ رہی ہوں پری کو اسلام آباد بھائی صاحب کے پاس بھجوا دیں۔ کیا پتا اس بدمعاش کا' کچھ کر نہ دکھائے۔ اتنے تو تعلقات ہیں اس شخص کے۔ عام شخص تو ہے نہیں وہ۔" ماما پاپا اور بھی نجانے کیا کیا کہہ رہے تھے میرا ذہن خود پر مرکوز دو بے باک نظروں میں الجھنے لگا۔

اگلے تین چار دنوں میں پاپا نے میرے اور ماما کے اسلام آباد جانے کے تمام انتظامات کروا دیئے۔ نائمہ مشتاق میری بہت اچھی دوست تھی۔ لاہور آ کر ہی میری اس سے دوستی ہوئی تھی۔ امتحانات کے بعد اس کی شادی طے تھی۔ اس نے بطور خاص مجھے فیملی کے ساتھ مدعو کیا تھا۔ ہمارے آپس کے تعلقات گھریلو سطح پر قائم تھے۔ جب اسے علم ہوا کہ میں اس کی شادی میں شرکت نہیں کر رہی بلکہ اسلام آباد جا رہی ہوں تو وہ اپنی ماما کے ساتھ ہمارے گھر آئی تھی۔ ہماری روانگی سے صرف تین دن بعد اس کی شادی تھی۔ اس نے ماما پاپا سے خاص طور پر تاکید کی تو پاپا نے شادی میں شرکت کی اجازت دے دی۔ میں بھی بہت خوش تھی کہ میں بھی

اپنی عزیز از جان دوست کی شادی میں شرکت کر سکوں گی۔ابو نے پہلی ٹکٹیں کینسل کروا کر شادی کے بعد کی سیٹیں بک کروادیں۔ جس دن شادی تھی پاپا بہت مصروف رہے تھے۔ میں اور ماما ہی شادی میں گئے تھے۔رات کی تقریب تھی' پاپا رات کو بھی فارغ نہ تھے۔ کوئی پارٹی آئی ہوئی تھی اسی لیے پاپا ادھر مصروف تھے۔ واپسی کے لیے پاپا نے ڈرائیور کو گاڑی دے کر بھیجا تھا۔ابھی آدھا رستہ ہی طے ہوا ہو گا جب ہمیں محسوس ہوا کہ کوئی مسلسل ہماری گاڑی کا پیچھا کر رہا ہے۔ماما کے کہنے پر ڈرائیور نے گاڑی سنسان سڑک سے مصروف شاہراہ کی جانب موڑ لی۔ابھی تھوڑا ہی فاصلہ کٹا ہو گا کہ کہیں سے اچانک کسی گاڑی نے ہمارا راستہ روک دیا تھا۔ ایک گاڑی پیچھے سے آموجود ہوئی۔ارد گرد کی ٹریفک متاثر ہونے لگی۔ ہماری گاڑی درمیان میں پھنس گئی تھی' صورت حال کا کچھ اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔

"اترو جلدی کرو..." ایک نقاب پوش آدمی نے اپنی گاڑی سے نکل کر میری طرف کا دروازہ کھول کر میرا بازو کھینچا۔

"چھوڑو میری بچی کو' کہاں لے جا رہے ہو؟" ماما نے مجھے مضبوطی سے تھام لیا۔ ڈرائیور بھی ہکا بکا سب دیکھ رہا تھا۔ ارد گرد لوگ اب متوجہ ہو چکے تھے۔ مگر کسی کو بھی آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ ڈرائیور اور ماما مسلسل مجھے جکڑے ہوئے تھے۔

"یار ان دونوں سے تو جان چھڑواؤ۔" ان میں سے ایک نے دوسرے کو دہاڑ کر کہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے انہوں نے ان دونوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔ میری آنکھوں کے سامنے میری روتی چیختی ماما اور ڈرائیور نے دم توڑا تھا۔ میں اتنی بدنصیب تھی کہ کچھ نہ کر سکی۔ دور تک ان کو مرتے ہوئے دیکھتی رہی۔" روتے ہوئے لائبہ نے اپنے گھٹنوں سے سر اٹھایا تھا۔ چپ سادھے اپنے سامنے بیٹھے فوزان کو دیکھا۔

"مجھے اندازہ تھا جب پاپا کو ماما اور ڈرائیور کی موت کی خبر ملی ہو گی تو ان پر کیا بیتی ہو گی۔ میرے پہاڑ سا حوصلہ رکھنے والے پاپا ریزہ ریزہ ہو گئے۔ جس بات کا انہیں

ڈر تھا وہ ہو گیا۔ ضوفی بھابی' بھیا اور تایا ابو کے ہمراہ فوراً اسلام آباد سے لاہور آ گئی۔ وہ بہت روئی تھی۔ بھابی بتاتی ہیں وہ بے ہوشی میں بھی صرف مجھے اور ماما کو پکارتی تھی۔ یکدم ہماری ہنستی مسکراتی روشنی سے لبریز دنیا اندھیر ہو گئی۔ پاپا ڈھے گئے۔ پولیس اور ان کا محکمہ متحرک ہو گیا۔ زوہیب شاہ نے پھر وہی ڈیمانڈ کی۔ پاپا اپنا سب کچھ ہار کر بھی اپنے موقف سے نہ ہٹے۔ زوہیب شاہ نے میرے عوض اڑھائی کروڑ کا معاملہ کلیئر کرنے کی شرط رکھی تھی۔" لائبہ نے دوپٹے سے اپنی آنکھیں صاف کیں۔

"مجھے تو کچھ خبر نہیں تھی کہ میرے پیچھے پاپا نے کیسے کیسے لوگوں کو ہینڈل کیا ہو گا۔ میں تو چیخ رہی تھی جب ایک شخص نے کلوروفام سے بھیگا ہوا رومال میری ناک اور منہ پر رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد مجھے کچھ پتا نہیں تھا۔ نجانے میں کب تک بے ہوش رہی تھی اور کس جگہ مجھے لے جایا گیا تھا۔ مجھے کچھ علم نہ تھا' جب قیامت گزر جانے کے بعد ہوش آیا تو میں ایک امپورٹڈ آرائش و زیبائش والے کمرے میں

دبیز نرم گدے والے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ایک آدمی وہاں صوفے پر براجمان اخبار منہ کے سامنے پھیلائے ہوئے تھا۔

''میں کہاں ہوں...؟کون ہو تم؟''اچانک اندھیرے سے روشنی کی طرف لوٹنے سے میں سمجھ نہ سکی کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے اسی لیے انتہائی خوف سے سوال کر بیٹھی۔میری آواز پر اس آدمی نے اپنے منہ کے سامنے سے وہ اخبار ہٹا کر میری طرف دیکھا۔اس کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی اور ہونٹوں پر کمینی سی مسکراہٹ'میں پوری جان سے کانپ اٹھی۔

''تم طلسم کدے میں ہو اور میں تمہارا قدر دان ہوں۔''اخبار رکھ کر وہ عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے میری طرف آگیا۔پل میں مجھ پر بہت بڑی حقیقت کا ادرارک ہوا۔میں اس قدر ڈری ہوئی تھی کہ کوئی حرکت بھی نہ کر سکی۔وہ تو وہی تھا'زوہیب شاہ'جس نے پاپا کو اڑھائی کروڑ روپے کا گھپلا کرنے کو کہا تھا۔پاپا کے انکار پر میں آج اس کی دسترس میں تھی۔وہ ہوس بھری نظروں سے مجھے دیکھ رہا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا۔وہ میرے ساتھ کچھ بھی کر سکتا تھا۔خوف سراسیمگی میری آنکھوں سے جھلک رہے تھے۔میرے اعصاب جواب دے رہے تھے۔ستم یہ تھا کہ میں اس کمرے کی چار دیواری سے باہر بھی نہیں نکل سکتی تھی۔اس نے میرے خوف سے بالکل ساکت وجود کو اپنے بازو کے گھیر میں لے لیا۔میں بچنا چاہتی تھی'اس نے اور میرے چیختے اعصاب نے میری ساری توانائیاں مفلوج کر کے رکھ دیں۔مجھے اس وقت اپنا آپ روبوٹ کی مانند لگا۔میں نے خوف سے آنکھیں بند کر لی تھیں اور صرف ایک ہستی کو پوری جان سے پکارا۔"

"اللہ!"میرے ساکت ہونٹوں سے بے آواز آہ نکلی تھی اور اللہ نے میری پکار سن لی۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی شیطانی کھیل شروع کرتا کسی نے دروازہ زور و شور سے بجایا۔

زرد موسم کے دکھ

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 6

"اللہ!" میرے ساکت ہونٹوں سے بے آواز آہ نکلی تھی اور اللہ نے میری پکار سن لی۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی شیطانی کھیل شروع کرتا کسی نے دروازہ زور و شور سے بجایا۔

"ایڈیٹ...اسٹوپڈ...اسے یہ مداخلت بہت ناگوار گزری تھی۔وہ مجھے خوں خوار نظروں سے گھورتے ہوئے دروازہ کھولنے لگا۔"کیا ہے...؟" وہ آنے والے پر برس پڑا تھا۔

"معاف کیجیے گا شاہ جی! مجبوری تھی۔" آنے والے نے بہت بے چارگی سے کہا۔

''کیا مجبوری تھی' کون مر گیا ہے؟ جب میں نے کہا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے ادھر مت آنا تو پھر کیوں ڈسٹرب کیا ہے مجھے۔''

''معاف کر دیں شاہ جی' یہاں پولیس کی ریڈ ہو گئی ہے۔ آپ جلدی سے یہاں سے نکلیے۔'' آنے والا خاصا حواس باختہ تھا۔ تیزی سے بتا رہا تھا۔ میں تو بس دیکھ رہی تھی۔

''اچھا... تم اس لڑکی کو لے کر دوسرے رستے سے نکلو... اور ہاں سنو' اسے پہلے بے ہوش کر لو تاکہ بعد میں کوئی مسئلہ نہ ہو پہلے ہی دو قتل کر چکے ہو تم لوگ... کوئی کام تم سے دھیان سے نہیں ہوتا۔'' وہ اطلاع دینے والے پر برستا ہوا باہر نکل گیا۔ میں ایک دفعہ پھر بے ہوش کر دی گئی تھی۔ جب دوبارہ ہوش آیا تو اس ویرانے میں تھی۔ مسلسل دن رات بے ہوش رہنے سے میں ہلنے سے بھی قاصر تھی۔ وہاں ان تینوں آدمیوں نے مجھے کچھ نہیں کہا تھا۔ میں ان سے کوئی سوال پوچھتی بھی تو کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔ میں نے کچھ کھایا پیا بھی نہیں تھا۔ جب موت بالکل

قریب دکھائی دی تو ان کا دیا گیا کھانا حلق سے اتارا۔ مجھے وہاں تیسرا دن تھا۔ جب مسلسل گریہ زاری پر اللہ نے آپ کو میری مدد کے لیے بھیج دیا۔ آپ میرے لیے بالکل انجان اجنبی تھے پھر بھی میں نے آپ پر بھروسا کر لیا۔ مجھے یہی لگا کہ آپ میرے لیے خدا کی طرف سے بھیجے گئے کسی رحمت کے فرشتے سے کم نہیں۔" وہ آنسو بہاتی اب خاموش ہو گئی تھی۔ فوزان خاموشی سے اس کی ساری بات سنتا رہا۔

"وہاں سے نکلنے کے بعد جب دوبارہ ہاسپٹل کے کمرے میں ہوش آیا تو پہلا خیال آپ کی طرف ہی گیا تھا۔ آپ وہاں نہیں تھے' وہاں ڈاکٹر کی ساتھ رضوان صاحب تھے۔ سادہ کپڑوں میں دو اور پولیس والے تھے۔ رضوان صاحب مجھ سے میرے متعلق دریافت کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"آپ کا کیا نام ہے؟" میں نقاہت سے آنکھیں کھولے انہیں دیکھنے لگی۔

"لائبہ افتخار۔" بہت مشکلوں سے میرے لبوں سے یہ جملہ نکلا تھا۔ پھر وہ مجھ سے میرے متعلق تفصیل سے پوچھتے رہے۔ بڑی مشکلوں سے میں انہیں اپنے متعلق سب کچھ بتا پائی تھی۔ میرا بیان ریکارڈ کروانے کے بعد ڈاکٹر نے دوبارہ مجھے ٹرینکولائزر کے حوالے کر دیا تھا۔ میں مسلسل کئی دن تک ہوش اور بے ہوشی کی کیفیت میں رہی تھی۔ اس حادثے نے میرے اعصاب کو بہت بری طرح تباہ کر دیا تھا۔ جب مکمل طور پر ہوش آیا تو اپنے پاس بھیا' بھابی تایا ابو پاپا اور ضوفی کو دیکھ کر میرا ضبط جواب دے گیا۔ مجھے لگا جیسے ابھی امی مجھے چھوڑ کر گئی ہیں پھر میں بہت روئی تھی' اپنے دل کا سارا غبار نکالا تھا۔

میرے پاپا ایک حق پرست انسان تھے۔ انہوں نے ساری زندگی دیانت داری میں گزار دی۔ وہ ملک سے وفاداری اور فرض شناسی کے قائل تھے ان کی اسی فرض شناسی نے ان کی بیٹی کو زمانے بھر کی نظروں میں معتوب ٹھہرا دیا تھا اور ایک غمگسار ہمدرد بیوی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان سے دور کر دیا۔ جب زوہیب شاہ نے میرے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اغواء کے بعد پاپا کو معاملہ کلیئر کرانے کو کہا تو پاپا نے اسے جواب دیا کہ وہ اس وطن اور پیشے کی خاطر اپنی دس بیٹیاں بھی قربان کر سکتے ہیں مگر انہیں یہ گوارا نہیں کہ وہ جس گھر میں رہ رہے ہیں اس کی دیواریں کھوکھلی کر دیں۔ وہ اگر اپنی اولاد کی قربانی دے کر آئندہ کئی نسلوں کے لیے اس گھر کو مضبوط رکھ سکتے ہیں تو انہیں یہ سودا مہنگا نہیں اور پاپا نے وطن کی خاطر معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا۔ زوہیب شاہ کا خیال تھا کہ وہ ڈرا دھمکا کر یا پھر مجھے رسوا کر کے پاپا کو جھکا لے گا مگر اس کی یہ خام خیالی ہی رہی۔ یہاں اللہ کی عنایت سے اپنی عزت بچا آئی بلکہ پاپا کو مزید رسوا ہونے سے بھی بچا لیا۔ میں جتنے دن ہاسپٹل میں رہی' رضوان صاحب اور ان کے ساتھیوں کی تحویل میں رہی۔ انہوں نے بہت تعاون کیا۔ اپنی طرف سے انہوں نے مجھے پریس کی خبر نہ بننے کی پوری کوشش کی تھی۔ دوسری طرف زوہیب شاہ نے اپنے تمام ذرائع استعمال کر کے میرے اور پاپا کے متعلق جھوٹی کہانیاں پریس کو مہیا کیں۔ میری ماما اور ڈرائیور کے قتل کو بھی غلط رنگ دیا گیا۔ میڈیا نے اس کیس کو بہت

www.novelsclubb.com

اچھالا تھا۔میری ذات پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے۔زوہیب شاہ نے پوری کوشش کی کہ پاپا خاموش ہو جائیں مگر وہ خاموش نہ ہوئے۔اس کی تمام حرکتیں بھی پاپا کو فرض شناسی سے نہ ہٹا پائیں۔وہ اس کھیل کا منجھا ہوا کھلاڑی تھا اس کے آگے انسان کی اہمیت کٹھ پتلی سے زیادہ نہیں۔وہ لڑکیوں کو ٹشو پیپرز کی طرح یوز کرتا تھا۔پولیٹیکل فیلڈ کی ایک بھرپور شخصیت' اس نے اپنی حیثیت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے سب حالات کو اپنے حق میں ہموار کر لیا تھا۔پاپا کا انتہائی شان دار کیریئر شک کی لپیٹ میں آگیا اور پھر انہوں نے نہایت دلبرداشت ہوتے خود ہی ریٹائرمنٹ لینے کا فیصلہ کر لیا۔

''اسپتال سے فارغ ہونے کے بعد بھیا' بھابی اور تایا ابو مجھے اور ضوفی کو اسلام آباد لے آئے تھے۔یہاں لوگوں کو میڈیا کے ذریعے میرے اغواء کی خبر ہو گئی تھی۔عجیب و غریب کہانیاں مشہور ہو گئی تھیں۔باہر قدم رکھتی تو لوگ عجیب عجیب نظروں سے دیکھنے لگتے۔ایک طرف لوگوں کا رویہ دوسری طرف ماما کی

موت کا صدمہ اور پاپا کے تنہا رہ جانے کا دکھ۔ ریٹائرمنٹ تک پاپا تنہا ہی لاہور میں رہ رہے تھے۔ میرا دل ہر لمحہ ان کے لیے پریشان رہتا تھا۔ دنیا ہوس پرستوں سے بھری ہوئی ہے' لاہور میں گزارے گئے آخری ایام اس کا سب سے اہم ثبوت تھے۔ زندگی نے اس طرح آزمایا کہ میرا زندگی سے اعتبار اٹھ گیا تھا۔ بھابی بھیا اور تایا ابو نے میرا بھرپور ساتھ دیا۔ میرے اندر امید کی کرن روشن کی' مجھے زندہ رہنے کا سبق پڑھایا تو میں نے ایم اے انگلش کے لیے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ پاپا کی درخواست منظور کر لی گئی تھی۔ وہ بہت کچھ کھو کر دوبارہ اسلام آباد چلے آئے۔ یہاں وہ میرے اور ضوفی کی خاطر دوبارہ جینا چاہتے تھے کہ وہ سب کچھ ہو گیا جس نے ان سے جینے کی خواہش کیا زندگی بھی چھین لی۔" ایک دفعہ پھر پھوٹ پھوٹ کر روتے اس نے سر گھٹنوں میں رکھ لیا۔ وہ کافی دیر تک خود کو سنبھالتی رہی تھی۔ بولنے کا حوصلہ پیدا کرتی رہی۔ جتنی دیر تک وہ خاموش رہی فوزان کے اندر بھی زندگی ڈوبتی ابھرتی رہی۔

www.novelsclubb.com

"لائبہ..." کافی دیر تک بھی اس نے سر نہ اٹھایا تو فوزان نے اسے پکارا۔ اپنی سرخ سوجی آنکھیں اٹھا کر فوزان کو دیکھا۔ پھر سر ہلا دیا۔

"ماما کی وفات' پاپا کی برسوں کی نیک نامی صرف میری وجہ سے سولی پر چڑھ گئی۔ یہ ایسا دکھ تھا مجھے کسی بھی لمحے سکون لینے نہیں دیتا تھا۔ بڑی مشکل سے میں نے حوصلہ کیا تھا۔ دوبارہ جینا چاہا مگر سارے حوصلے جواب دے گئے۔ پھوپو اور رمیز کینیڈا تھے۔ یہاں پاکستان میں جو کچھ ہوا پاپا اور تایا ابو نے قصداً انہیں کچھ بھی بتانے سے گریز کیا۔ وہ میری آئندہ زندگی کے بارے میں سوچ رہے تھے اسی لیے انہوں نے خاموشی کی ردا اوڑھ لی۔ پھر ایک دن پھوپو کا فون آیا تھا جو پاپا نے ہی ریسیو کیا تھا۔ وہ نجانے پاپا کو کیا کچھ کہتی رہیں کہ پاپا کا رنگ متغیر ہوتا گیا پھر ان کے ہاتھ سے فون چھوٹ گیا تھا۔ پھوپو کو نجانے کیسے اس حادثے کی خبر ہو گئی تھی۔ بجائے اس کے کہ وہ ہمیں ماما کی موت کا پرسہ اور حوصلہ دیتیں انہوں نے تو ہمارے رہے سہے حوصلے ہی توڑ دیئے۔ انہوں نے برسوں کی محبت کو لفظوں کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نشتروں سے چھید کر رکھ دیا۔ محبت' مروت' تعلق' رشتہ داری کسی بھی بات کا لحاظ نہ کیا۔ انہیں میری ذات پر شبہ تھا۔ میرے کردار پر شک تھا' پاپا کی نیک نامی اور دیانت داری دھوکا دینے لگی۔ انہوں نے ہر تعلق ختم کر دینے کی نوید سنائی تھی۔ پہلے ہی دکھوں' غموں کے بوجھ تلے دبے پاپا اس نئے دکھ کا اتنا بوجھ سہہ نہیں پائے تھے۔ انہیں فالج کا اٹیک ہو گیا۔ تایا ابو اور بھیا انہیں اسپتال لے گئے۔ میں اور ضوفی مردوں سے بھی بدتر ہو گئیں۔ دن رات پاپا کی زندگی کی دعائیں مانگتی رہتی تھی۔ پاپا آہستہ آہستہ صحت یاب ہونے لگے پھر ایک دن وہ گھر آ گئے ہم بہت خوش تھے۔ مگر ابھی اس خوشی کو دل سے منا بھی نہیں سکے تھے جب پورے ایک ماہ بعد رمیز نے مجھے طلاق بھجوا دی تھی۔ طلاق کے کاغذات میں نے ہی وصول کیے تھے' پاپا لان میں بیٹھے ہوئے تھے میرے ہاتھ سے کاغذ لے کر وہ بھی دیکھنے لگے۔ وہ بے یقینی سے کبھی کاغذوں کو اور کبھی میرے چہرے پر روانی سے بہنے والے آنسوئوں کو دیکھ رہے تھے پھر کاغذ ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئے' وہ جب زمین پر

www.novelsclubb.com

گرے تھے تو دوبارہ نہ اٹھ سکے۔ میں نے ان کے سینے پر سر رکھ کر بہت آوازیں دی تھیں۔ اپنے اور ضوفی کے تنہا رہ جانے کے واسطے بھی دیئے تھے۔ ہم لوگوں کی نظریں، گھٹیا جملے اور فحش باتیں نہیں سہہ پائیں گی، میں پاپا کے کانوں کے قریب ہو کر بتایا مگر انہوں نے میری ایک آواز نہ سنی۔ وہ پتھر ہو گئے تھے۔ ان کی نبض بند ہو گئی تھی۔ زندگی ہم سے ہمیشہ کے لیے روٹھ گئی۔" اس نے صوفے کی پشت گاہ سے سر ٹکا دیا۔ چہرے پر اتنا کرب تھا کہ فوزان صدیقی نے نظریں پھیر لیں۔

"میں لائبہ افتخار جس نے آج تک کوئی مکھی نہیں ماری، پائوں زمین پر رکھتے ہوئے ڈرتی ہوں کہ کوئی چیونٹی خدانخواستہ اگر پائوں کے نیچے آ کر کچلی گئی تو کل قیامت کے روز مجھے جواب دہ ہونا ہو گا۔ زندگی اتنی سیدھی اور صاف گزاری ہے کہ تلخیاں تو تصور میں بھی نہیں تھیں۔ میں بے قصور ہونے کے باوجود قصوروار قرار پا گئی۔ رمیز نے مجھے طلاق دے دی۔ وہ جو کہتا تھا کہ تم مجھے بھول نہ جانا۔ اس نے سب رشتے ناتے توڑ لیے۔ جو سمیں کھاتا تھا کہ میرے تصور سے اس کی دنیا آباد

ہے' وہ میری دنیا اندھیر کر گیا۔ وہ جو کہتا تھا میری تصویر دیکھ دیکھ کر اس کا دل دھڑکتا ہے۔ وہ میری ساری دھڑکنیں مردہ کر گیا۔ وہ کہتا تھا میرا خیال اسے جنت کی طرف دھکیل دیتا ہے وہ مجھے دوزخ میں دھکیل گیا۔ محبت صرف میں نے تنہا نہیں کی تھی وہ میرا ہاتھ تھامے میرے قدم بہ قدم تھا۔ پھر میں نے تنہا سزا کیوں کاٹی؟ وہ کہتا تھا' جس دن وہ مجھے بھول گیا' وہ مر جائے گا' وہ تو زندہ رہا۔ مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مار گیا۔ طلاق نامے کے ساتھ آیا ایک چھوٹا سا خط جس پر چند سطریں تحری تھیں۔ مجھے ابھی بھی نہیں بھولتا۔ اس نے لکھا تھا کہ اسے مجھ پر شک ہے' اپنی نظر میں میں لاکھ بے قصور سہی مگر ان لوگوں کی نیت تو صاف نہ تھی۔ اس کو تو یہ بھی یقین نہیں کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں یا سچ...اور جس مقصد کے لیے وہ لوگ مجھے لے کر گئے تھے...انہوں نے نجانے میرے ساتھ کیا کیا ہو گا۔ اگر اسے مجھ سے رشتہ ختم کرنا تھا تو کچھ بھی کہہ لیتا' بغیر وجہ کے تعلق ختم کر لیتا میں اس کی بے وفائی پر ساری عمر تقدیر کا لکھا سمجھ کر روتی رہتی مگر اتنی گھٹیا زبان استعمال نہ

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرتا' اتنے فحش الزام نہ لگاتا۔ میں نے تو صرف محبت کی تھی پر خلوص وفا اور وہ اس میں ملاوٹ شامل کر گیا' مجھے میری ہی نظروں سے گرا گیا۔" لائبہ کے رونے میں اب شدت آگئی تھی۔

"میری ماں کسی اور نے چھین لی اور باپ میرے طلاق یافتہ ہونے پر اس دنیا سے ہی آنکھیں پھیر گیا۔ مجھے اور ضوفی کو لوگوں کے نشتروں کے حوالے کر کے بے یار و مددگار... رمیز کی بے وفائی کا زخم اتنا گہرا تھا کہ کئی بار جی چاہا میں بھی ماما پاپا کی طرح خاموشی سے چلی جاؤں۔ جس دن پاپا کا جنازہ اٹھایا گیا تھا اسی رات میرا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا۔ پے در پے صدمات نے مجھے اندر سے بالکل کھوکھلا کر دیا تھا اور کچھ زندہ رہنے کو میرا اپنا دل بھی نہیں چاہتا تھا۔ یہ تو بھابی بھیا اور ضوفی تایا ابو کی محبت تھی کہ میں زندگی کی طرف لوٹنے پر مجبور ہو گئی۔ صرف اور صرف ضوفی کی خاطر... جن دنوں پاپا پر فالج کا اٹیک ہوا تھا وہ مجھ سے ضوفی کے متعلق باتیں کرتے رہتے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے بہت سے وعدہ لیے تھے۔ میرے لیے صرف

اور صرف ضوفی کی ذات مقدم ہو گئی جسے ان حادثات نے وقت سے پہلے بہت بڑا کر دیا تھا۔ میری ذہنی حالت سنبھلی تو پھر یونیورسٹی دوبارہ جانے کو دل نہ چاہا۔ وہاں لوگ مجھے جس طرح سے دیکھتے تھے' وہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا تھا میں نے بھیا' بھابی کے کہنے پر صرف اور صرف ضوفی کی خاطر پرائیویٹ انگلش میں پیپرز دے دیئے۔ میں نے بہت محنت کی تھی میری سیکنڈ پوزیشن آئی تھی' بعد میں میں نے سی ایس ایس کا امتحان کلیئر کر لیا اور ٹیچنگ ڈیپارٹمنٹ میں چلی آئی۔ لوگ اب بھی باتیں کرتے ہیں' طلباء مجھے دیکھ کر ایک دوسرے کے کانوں میں چہ مگوئیاں کرتے ہیں مگر میں خود نظر انداز کر دیتی ہوں۔ وقت نے بہت حوصلہ دیا ہے مگر کبھی کبھی دل چاہتا ہے سب کچھ چھوڑ چھاڑ ماما پاپا کے پاس چلی جاؤں مگر ضوفی کا خیال آ جاتا ہے اور پھر ہمت بندھنے لگتی ہے۔" اپنا چہرہ صاف کر کے اس نے فوزان صدیقی کو دیکھا۔ وہ اس سارے عرصے میں بالکل خاموشی سے سن رہا تھا۔ نا اس نے کہیں کوئی سوال اٹھایا تھا اور نا کسی بیان کی تصدیق چاہی تھی ایک دفعہ

www.novelsclubb.com

اسے متوجہ کرنے کو اس کا نام لے کر پکارا تھا۔لائبہ نے یونہی وال کلاک کی طرف دیکھا تو وہ رات کے اڑھائی بجا رہا تھا۔

"میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں فوزان صدیقی صاحب۔میں نے اپنی زندگی کا حرف حرف آپ کے سامنے کھول دیا ہے۔رمیز کی میری زندگی میں کبھی کیا حیثیت تھی میں نے جھوٹ نہیں بولا۔اب وہ کیا ہے آپ نے اندازہ لگا لیا ہو گا۔آپ جیسے اچھے انسان کی محبت کی تو میں قابل ہی نہیں۔میں بہت گنہگار ہوں۔بہت کمتر۔"فوزان صدیقی نے لائبہ افتخار کی رندھی ہوئی آواز سنی تھی پھر خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔وہ صرف سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔امید تھی وہ کچھ ضرور کہے گا شاید ایک دو تسلی کے لفظ ہی یا پھر کوئی انکار۔

www.novelsclubb.com

"میں چلتا ہوں"کافی رات ہو گئی ہے۔"کلائی پر بندھی گھڑی دیکھتے وہ بولا بھی تو کیا...وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔وہ لائونج کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔وہ بھی ایک سانس خارج کرتے اس کے پیچھے چل دی۔چوکیدار

گیٹ پر ہی تھا۔اس نے گیٹ کھول دیا تھا۔وہ لان کی سیڑھیوں پر کھڑی تھی۔ایک منٹ رک کر اس نے لائبہ کو دیکھا پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا لان عبور کر کے گیٹ پار کرتا باہر نکل گیا۔چوکیدار نے گیٹ بند کر دیا تھا۔اب وہ اپنی کوٹھڑی کی طرف جا رہا تھا۔اپنی کپکپاتی ٹانگوں کا بوجھ نہ سہارتے ہوئے وہ وہیں لان کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔گھٹنوں میں منہ چھپا کر نہ جانے کتنے پل خود فراموشی کے گزر گئے۔وہ کیا کرتی'اس نے رمیز کے بعد کبھی کسی پر اعتبار نہیں کیا تھا۔یہ واحد شخص تھا جس پر اس کا اعتبار خود بخود قائم ہوا تھا۔اب یہ بھی اسے جھٹلا دے گا۔اس کی محبت صرف یہاں تک ہی تھی۔وہ دل گرفتگی سے سوچ رہی تھی۔اور شاید اس دفعہ وہ اپنا آپ یوں جھٹلائے جانا سہہ نہیں سکے گی۔نجانے کتنا وقت یونہی گزر گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پری...!اٹھیے'اندر چلیے۔"بڑی دیر بعد ضوفی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے زہریلی سوچوں سے باہر نکالا۔وہ اسی خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔کن انکھیوں سے ضوفی کی جانب دیکھا وہ نظریں جھکائے جانے کن سوچوں

میں گم تھی۔اس کے یوں دیکھنے پر ایک لمحے کو دیکھتی رہی پھر مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"پری! جو ہو گیا ہے اسے بھولنے کی کوشش کریں۔انسان کی زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔یہ دنیا ہے بڑی ظالم' سفاک اور بے رحم' اس کے ہاتھوں میں پتھر ہیں' اب ہمیں خود اپنا آپ بڑے سبھاؤ سے ان پتھروں سے بچانا ہے۔ آپ خود کو کیوں ہلکان کرتی رہتی ہیں؟ میری ماں' بہن' باپ دوست سب کچھ اب آپ ہیں۔میری خاطر ہی تو جی رہی ہیں پھر میرے کہنے پر اپنے آنسو بھی صاف کر لیں۔" وہ بہت محبت سے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ضوفی! یہ سب بہت مشکل ہے۔رمیز نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ ساری دنیا کچھ بھی کہہ لیتی' وہ یوں نہ کرتا' کیسے جیئوں گی؟ کیسے کسی اور پر اعتبار کروں گی۔ میں نے تو صرف اس سے محبت کی تھی۔" وہ آج پہلی دفعہ رمیز کا نام لے کر اس

کے سامنے رو رہی تھی، سوال کر رہی تھی، ضوفی کو ہمیشہ کی طرح اب بھی رمیز سے سخت نفرت محسوس ہوئی۔اس کی ساری رات بے پناہ اذیت میں گزری تھی۔

ماضی بے پناہ خوشگوار لگتا ہے اسی لیے کہ وہ بعض لوگوں کو تلخ حال کے خلاف ایک خوب صورت پناہ مہیا کرتا ہے۔ایسی خوب صورت پناہ جس سے انسان ذہنی آسودگی حاصل کرتا ہے۔ماضی کی وادیوں میں گھومتے گھامتے وہ حال کی تلخیوں کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔دنیا کا سب سے بڑا ادب ماضی اور گزشتہ یادوں و واقعات سے منسلک ہوتا ہے۔"Man of imagination" دوسروں کی نسبت زیادہ بہتر طور پر زندگی کے تلخ صدمات برداشت کر سکتا ہے۔جبکہ لائبہ افتخار کے ساتھ معاملہ بالکل الٹ تھا۔اس کے لیے ماضی ایک ایسے خوفناک ناگ کی مانند تھا جس کا تصور کرتے ہی وہ ہاتھ پاؤں چھوڑنے لگتی تھی، نڈھال ہو جاتی تھی۔وہ جب بھی ماضی میں وقت گزارتی اسے ماں باپ جیسی نعمت سے محروم ہو جانے کا احساس اور شدت سے چٹکیاں کاٹنے لگتا تھا۔آج رات بھی یہی ہوا تھا۔کبھی اچانک

آنکھ لگتی بھی تو ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتی۔امی کی چیخیں اسے ہولائے دیتیں۔پاپا کا چہرہ یاد آآ کے اسے رونے پر مجبور کر دیتا۔وہ زندگی میں کب اس واقعے کے بعد پر سکون ہو کر سو سکی تھی۔کتنی ہی ایسی بے پناہ راتیں تھیں جو بے خوابی میں گزر جاتیں۔وہ اپنی روح پر اذیت کا پہاڑ سہہ سہہ کر چکنا چور ہونے لگتی تھی۔جسم پھنک رہا تھا بستر سے آج اٹھنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ضوفی کو کالج جانا تھا۔اس کا احساس کر کے کمرے سے باہر نکل آئی۔یونیفارم کی بجائے وہ گھر والے کپڑوں میں ہی کچن کے کاموں میں الجھی ہوئی تھی۔چادر کو اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ کر وہ اس کے قریب چلی آئی۔

"ضوفی!کالج نہیں جاؤ گی؟جاؤ تیاری کرو۔میں یہ نمٹالوں گی۔"ہاتھ دھو کر اس کے ہاتھ سے آٹے کا پیڑا تھام لیا۔ضوفی کا ہاتھ جیسے ہی اس کے ہاتھ سے چھوا وہ پریشان ہو گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ضوفی! کالج نہیں جاؤ گی؟ جاؤ تیاری کرو۔ میں یہ نمٹالوں گی۔" ہاتھ دھو کر اس کے ہاتھ سے آٹے کا پیڑا تھام لیا۔ ضوفی کا ہاتھ جیسے ہی اس کے ہاتھ سے چھوا وہ پریشان ہو گئی۔

"پری! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے۔ آپ رہنے دیں۔ میں یہ سب کر لوں گی۔" اس نے دوبارہ اس کے ہاتھ سے پیڑا تھاما۔

"یہ بخار تو زندگی کا حصہ ہے' تم جاؤ شاباش تیار ہو جاؤ۔" اس نے اچھی خاصی بے پروائی کا مظاہرہ کیا مگر ضوفی مان کے ہی نہیں دے رہی تھی۔

"بس یہیں کالج نہیں جا رہی' آپ جا کر آرام کریں۔ میں آپ کے لیے ناشتا تیار کرتی ہوں۔" ضوفی نے اسے زبردستی باہر دھکیلا۔ وہ لائونج میں صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد ضوفی بھی ناشتا لے کر آ گئی۔ ناشتا کر کے' چائے پی کر دوا بھی لی پھر ادھر صوفے پر ہی لیٹ گئی تھی' ضوفی گھر کے کاموں میں مصروف ہو گئی۔ کتنی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دفعہ اٹھنے کے باوجود بھی ضوفی نے اسے کوئی کام نہیں کرنے دیا تھا بلکہ کمبل دے کر صوفے پر زبردستی لیٹنے پر مجبور کر دیا۔ دوپہر کے قریب بھابی بھی ادھر آ گئیں۔

"کتنی بے مروتی کا مظاہرہ کیا ہے تم دونوں نے... تم بخار میں پھنک رہی ہو' اتنا نہیں کیا کہ ہمیں بتا دو۔ کوئی دوا بھی لی ہے یا نہیں..." وہ بہت اپنائیت بھری خفگی سے پوچھ رہی تھیں۔ ان کی بات پر وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔

"صبح ضوفی نے دوا دی ہے۔ کافی افاقہ ہوا ہے۔"

"رہنے دو' یہ دو دو روپے کی گولیوں سے بھی کچھ ہوا ہے؟ میں تمہارے بھائی کو فون کرتی ہوں وہ تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جائیں گے۔" وہ اٹھ کر فون کی طرف بڑھیں تو اس نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"رہنے دیں بھابی! بس تھوڑی دیر بعد ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

"پھر بھی تمہیں ڈاکٹر کو دکھا لینا چاہیے۔ اتنی بے پروائی اچھی نہیں ہوتی۔" انہوں نے فکر مندی سے کہا۔

"دکھالوں گی مگر ابھی بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا۔ بھائی کو پریشان مت کریں شام میں آئیں گے تو ان کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس ہو آئوں گی۔" اس نے کہا تو وہ بیٹھ گئیں۔

"رات فوزان آیا تھا پھر کیا بات ہوئی؟" بھابی نے پوچھا۔

"پہلے یہ بتائیں آپ اور بھیا ساری صورت حال جانتے تھے تو مجھے کیوں اندھیرے میں رکھا؟ میں خوامخواہ اس بے چارے پر برہم ہو گئی۔" اس نے کافی افسردگی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"فوزان نے ہی تاکید کی تھی کہ تمہیں کچھ نہ بتایا جائے۔ خوامخواہ پریشان ہو گی۔" وہ ہلکے سے ہنس دی۔

''لائبہ ! فوزان اچھا لڑکا ہے نا؟''بھابی کا انداز کافی دوستانہ تھا وہ چونک گئی۔

''ہاں...وہ رات مجھ سے کافی دیر تک باتیں کرتا رہا تھا۔''وہ ایک لمحہ کو رکی پھر ضوفی کو دیکھا۔

''وہ اپنے بھائی زبیر صدیقی کے لیے اپنی ضوفی کا کہہ رہا ہے۔''ضوفی ابھی نارمل تھی بھابی ایک لمحے کو چونکیں پھر بے اختیار خوش ہو گئیں۔

''ارے واہ! یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے پھر تم نے کیا جواب دیا۔''

''زبیر اچھا لڑکا ہے' شہود بھائی دونوں بھائیوں کو جانتے ہیں۔ہر لحاظ سے معقول ہے۔انکار کی تو گنجائش ہی نہیں جو بھی فیصلہ ہو گا آپ اور بھیا کو ہی کرنا ہے۔ویسے فوزان صدیقی کہہ رہا تھا کہ چند دنوں میں اس کے گھر والے ہم سے اس سلسلے میں بات کریں گے۔آپ پلیز بھیا سے بات کر لیجیے گا۔''بھابی بے پناہ خوش تھیں' انہوں نے فوراً سر ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے اپنا خیال رکھنے کی تلقین کرتی ہوئی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

چلی گئی تھیں۔ان کے جانے کے بعد وہ گم صم انداز میں آنکھوں پر بازو لیے لیٹی رہی۔کہنے کو تو اس نے بھابی سے کہہ دیا تھا مگر جس انداز میں رات وہ خاموشی سے بغیر کچھ کہے اٹھ کر چلا گیا تھا اس کی یہ خاموشی اسے کافی متوحش کر رہی تھی۔اندر سے وہ پریشان بھی تھی۔کافی دیر تک یونہی سونے کا تاثر دیئے لیٹی رہی۔اچانک ہی اسے یوں محسوس ہوا کہ کوئی ہچکیوں میں رو رہا ہے۔دل عجیب سی کیفیات کی زد میں آگیا۔گھبرا کر آنکھیں کھولیں تو کشن پر ضوفی کو چپ و ساکت بیٹھے دیکھا۔اس کے سامنے کارپٹ پر البم کھلا ہوا تھا' آنکھوں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔ ہچکیوں کو روکنے کی کوشش میں اپنے ہونٹوں کو بری طرح کچلتی ہوئی اپنی اس کوشش میں ناکام ہوئی جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ضوفی! کیا ہوا ہے... کیوں رو رہی ہو؟" وہ تڑپ کر اس کی طرف بڑھی تھی۔ پاگلوں کی طرح جھنجوڑنے لگی۔جب نظریں تصویروں پر اٹکی تو جم کر رہ گئیں۔یہ اس کے نکاح کی تصویریں تھیں۔درمیان میں وہ اور رمیز بیٹھے ہوئے تھے۔دائیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بائیں ماما پاپا تھے۔ سرخ جوڑے میں وہ خود تھی' اور ساتھ میں بلیک تھری پیس سوٹ میں گلے میں پھولوں کا ہار ڈالے وہ مسکرا رہا تھا۔ ماما پاپا دونوں اس تصویر میں بہت خوش دکھائی دے رہے تھے۔ وہ کئی لمحے اس تصویر کو دیکھے گئی۔ آہستہ آہستہ سارے البم کی تصویریں ہی دیکھ ڈالیں لیکن تشنگی تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی' مٹتی ہی نہیں تھی دل کی تختی پر لکھا گیا۔ پہلا نام شاید اتنی آسانی سے مٹ بھی نہیں سکتا تھا اور نام بھی وہ جو دل کی بستی پر قابض ہونے کے پورے اختیار رکھتا تھا۔ کتنا مقدس اور خوب صورت رشتہ تھا دونوں کا... ''رمیز!'' کتنا پرکشش تھا یہ نام مگر اس نام نے اب اس سے اختیارات چھین لیے تھے۔ اب تو اچانک کوئی سوچ ذہن میں سماتی تو وہ خود سے لڑتے لڑتے تھک جاتی تھی۔ دل کی لوح پر لکھا یہ نام شاید کبھی نہیں مٹ سکتا تھا مگر بھلایا تو جا سکتا تھا' وہ ایک عرصے سے بھلانے کی کوشش بھی کر رہی تھی مگر سب لاحاصل تھا۔ اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پری! جب آپ کا رمیز سے نکاح ہوا تھا تو ماما پاپا بہت خوش تھے پھر ہمارے اس ہنسے بستے مسکراتے، کھلکھلاتے آنگن میں ایسی ہوا چلی کہ سب خوشی کے پھول دکھوں کی آندھی اڑا کر لے گئی اور خزاں کا موسم ہمیشہ کے لیے ہمارے آنگن کا نصیب بن گیا۔ آخر یہ ہر بار ہمارے ساتھ ہی کیوں ہوتا ہے؟ کبھی کوئی زوہیب شاہ سانپ بن کر ڈستا ہے تو کبھی کوئی رمیز؟ کالی بھیڑ بن کر ہمارے گھر کے آنگن میں نقب لگا لیتا ہے۔ کتنا پیارا تھا ہمارا یہ گھر... کتنی رونق ہوتی تھی اس گھر میں... ماما پاپا کے مسکراتے روشن چمکتے دمکتے پرسکون چہرے، میں کتنی شرارتی ہوا کرتی تھی۔ ماما، پاپا اور آپ کتنا ڈانٹا کرتی تھیں مجھے میری شرارتوں پر... میں ہر وقت ہر احساس سے عاری ہر سوچ سے آزاد اس گھر میں چہچہاتی پھرتی تھی۔ اور آپ ہر وقت خوش و مگن کتابوں، ماما، پاپا کی ذات اور کچن کے کاموں میں دلچسپی لیے رکھتیں۔ اور اب تو یوں لگتا ہے جیسے ہمارے اس ویران خاموش آنگن میں برسوں سے ہنسی کی ایک چہکار نہیں گونجی، کوئی پھول نہیں مہکا، کوئی ہنستا جھومتا ساون نہیں اترا، بس بجلی

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کڑکتی ہے، مصیبتوں، تکلیفوں اور غموں کے اولے پڑتے ہیں اور سب ختم ہو جاتا ہے۔ جب مطلع صاف ہوتا ہے تو صرف اس چار دیواری کے اندر ہم دونوں کا سسکتا، تڑپتا روتا وجود رہ جاتا ہے اور جنہیں بس بھیا، بھابی و قاص کی محبتیں جینے پر مجبور کیے رکھتی ہیں۔ آخر ہم خوش کیوں نہیں رہ سکتیں، بالکل پر سکون ہو کر، ہر غم سے آزاد، میرا کبھی کبھار اس شدت سے دل چاہتا ہے کہ میں ماما پاپا کو کہیں سے ڈھونڈ لائوں، ان کی انگلی تھام کر پھر سے اپنے گھر کے صحن میں چہل قدمی کروں۔ آپ پہلے ہی کی طرح ہنستی مسکراتی خوش رہا کریں، لیکن یہ سب نہیں ہو سکتا۔ آخر پری! خوشیوں پر ہمارا بھی تو حق ہے، ہمیں بھی خوش ہونا چاہیے۔ ہے نا!" بولتے ہوئے وہ روئے جا رہی تھی۔ لائبہ کچھ بھی نہ بول سکی۔ ساری رات کی گریہ وزاری سے بھی نین خشک نہیں ہوئے تھے، رہی سہی کسر اب پوری ہونے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم کیوں ان تصویروں کو دیکھتی ہو۔ جانتی ہو نا ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے، پھر کیوں دوبارہ وہی اذیت ناک منظر میری آنکھوں میں لے آتی ہو؟ کتنی دفعہ کہا ہے تمہیں کہ ان کو جلا دو، پھاڑ دو یا کہیں رکھ کر بھول جاؤ۔ بس اب یہ اذیت ناک دور ختم ہو جانا چاہیے۔ ضوفی! میں یہ سب سہتے سہتے، جلتے کوئلوں پر چلتے چلتے اب بہت تھک چکی ہوں۔ اب ایک جگہ بیٹھ کر سستانا چاہتی ہوں۔ ہر خوف سے عاری ہو کر آزادی کا سانس لے کر جینا چاہتی ہوں۔" وہ ضوفی کے کندھے سے لگ کر سسکنے لگی۔ اسے تو ویسے بھی رونے کے لیے بہانا چاہیے تھا، آنکھوں میں درد کا ایک گہرا سمندر بہہ رہا تھا جسے وہ ضوفی کے کندھے سے لگ کر بہا دینا چاہتی تھی۔ فوزان صدیقی برسوں سے رستے زخموں کو پھر کرید گیا تھا۔ جس منظر کو بھلانے کی وہ برسوں سے کوشش کر رہی تھی وہ پھر تازہ کر گیا تھا۔ جو اس کی روح کو ہمیشہ چھید چھید دیتا تھا۔ اندر تک زخمی کر دیتا تھا مگر کبھی آنکھوں سے اوجھل ہی نہیں ہو پاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ بھابی کی بات مان لیتیں، شام تک تو کافی دیر ہو جائے گی، ایسا نہ ہو شام کو بخار اور تیز ہو جائے۔" ضوفی آنکھوں کو پونچھتی، تصویریں اکھٹی کرتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس کی طرف سے جواب کا انتظار کیے بغیر اندر کمرے میں چلی گئی۔ جب واپس آئی تو گیٹ پر کال بیل ہو رہی تھی۔ لائبہ برستی آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے ضوفی کو باہر جاتا ہوا دیکھتی رہی۔ جب واپس آئی تو اس کے ہمراہ مسز ریاض اور مسز جبار تھیں۔ دونوں ان کے محلے کی ہی رہنے والی تھیں۔ کسی زمانے میں ماما پاپا کی ان لوگوں سے اچھی خاصی علیک سلیک تھی۔ اب تو ان کو ہر کوئی شک کی نگاہ سے ہی دیکھتا تھا۔

"آپ بیٹھیے!" سلام کے بعد لائبہ نے دونوں کو کہا تو وہ دونوں بیٹھ گئیں۔ ضوفی بھی اس کے پاس آکر دوسری طرف بیٹھ گئی۔

"لائبہ! تم برا مت منانا۔ ہم دونوں تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔" مسز ریاض نے گفتگو کا آغاز کیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جی کہیے آنٹی! ہم نے بھلا پہلے کب کسی کی بات کا برا مانا ہے' جواب مانیں گی۔" وہ تلخی سے ہنستے ہوئے ان کی جانب دیکھنے لگی۔

"دیکھو لائبہ! یہ شریفوں کا محلہ ہے' میری تین بیٹیاں ہیں اور آنسہ بیگم (مسز جبار) کی چار' اس کے علاوہ محلے میں ہر گھر میں دو دو' تین یا چار لڑکیاں تو ضرور ہوں گی..." وہ دونوں رک کر دونوں بہنوں کے الجھے چہروں کی جانب دیکھنے لگیں۔

"جی آنٹی! ہم یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ جس مقصد کے لیے آئی ہیں کھل کر کہیں۔" لائبہ کی بجائے ضوفی نے انہیں کافی تلخی سے کہا تو وہ پھر گویا ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"ہے تو یہ تم لوگوں کا ذاتی معاملہ مگر محلہ دار ہونے کی حیثیت سے پوچھنا ہمارا حق بنتا ہے کہ تم سے پوچھیں کہ تم دونوں بہنوں کا اس انسپکٹر سے کیا تعلق ہے۔ وہ

رات کے دس، گیارہ ڈھائی بجے تک کیا کرتا ہے؟ چوری صرف ایک دفعہ ہوئی تھی وہ معاملہ ختم ہو گیا، پھر ہر دوسرے دن اس کا تمہارے گھر کے چکر لگانا کیا مقصد ہے۔" لائبہ کے تو اوسان خطا ہو گئے۔ وہ صرف چار دفعہ ان کے ہاں آیا تھا۔ صرف رات کو ہی تو لیٹ ہو گیا تھا۔ اسے ساری صورت حال بتاتے ہوئے، دونوں کو وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوا تھا مگر دونوں کو اندازہ نہ تھا کہ لوگ کس کس طرح ان پر نظر رکھتے ہیں۔

"آنٹی آپ غلط سمجھ رہی ہیں، وہ بہت اچھے انسان ہیں۔ شہود بھائی کے دوست ہیں اور صرف چند بار ہی تو آئے ہیں، کبھی ہم سے بھی ملاقات ہو جاتی ہے۔" لائبہ نے بمشکل اپنے حواس بحال کرتے ہوئے وضاحت پیش کی۔

www.novelsclubb.com

"شہود کا دوست ہے تو اس کے گھر جائے، تمہارے ہاں کیا کرتا ہے؟ جب وہ شہود سے ملتا ہے تو اسی تک رہے، یہاں کیوں آتا ہے؟ ہم نے اک عمر گزاری ہے دھوپ میں بال سفید نہیں کیے۔ تمہیں بتا دوں اس معزز معاشرے میں جو لڑکی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک دفعہ معتوب ٹھہرادی جاتی ہے' وہ گنگا بھی نہالے تو کبھی باکردار نہیں ہوتی۔'' باتیں تھیں یا زہر میں بجھے ہوئے نشتر جو اس کی روح کو اندر تک گھائل کرتے جارہے تھے۔ وہ یہ سب باتیں پہلی دفعہ نہیں سن رہی تھی مگر جس شخص کے حوالے سے اسے یہ سب کہا جارہا تھا' اس کی ذات نامعتبر ٹھہرائی جارہی تھی' وہ سب اس کے لیے ناقابل برداشت تھا۔

''آنٹی پلیز! میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں' صرف اس لیے کہ جب میرے والدین زندہ تھے تو ہم لوگوں میں رشتہ داروں سے بھی بڑھ کر خوشگوار تعلقات تھے ورنہ آپ لوگ اور آپ کی باتیں اس قابل تو نہیں کہ آپ کے منہ لگا جائے' ہم آپ لوگوں کے سامنے پلے بڑھے ہیں جوان ہوئے ہیں' اگر آپ نے واقعی دھوپ میں بال سفید نہیں کیے تو ہمیں بھی اچھی طرح جاننا چاہیے کیا سمجھ رکھا ہے آپ نے ہمیں؟ جس طرح جی چاہے ہمیں بے عزت کرکے ذلیل اور رسوا کردیں۔ خدا کے قہر سے ڈریے' آپ کے اپنے گھر میں بھی بیٹیاں ہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

خدانخواستہ کل ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ہم جیسا سلوک ہو جائے تو پھر آپ کیا کریں گی؟ پلیز ڈریے اس وقت سے..."ضوفی' لائبہ کے پیلے زرد چہرے کو دیکھے' بنالحاظ کیے ٹوک بیٹھی۔

"ہم خدا کے قہر سے ہی تو ڈر رہے ہیں جو تم دونوں بہنیں ابھی تک محلے میں موجود ہو۔ ورنہ جس طرح وہ انسپکٹر رات گئے تک تم دونوں کے پاس تھا چاہتے تو رات کو ہی سارے محلے سمیت رنگے ہاتھوں پکڑتے۔"

"تو پھر پکڑا کیوں نہیں...رات کو ہی کیوں نہیں آئے آپ لوگ...؟ آتے دیکھتے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا۔"ضوفی نے اب بھی تڑخ کر بات کاٹ دی تھی۔

www.novelsclubb.com

"صرف اس لیے کہ یہ شریفوں کا محلہ ہے' ایسی بے حیائی برداشت نہیں کر سکتا۔"

"ہونہہ! شریفوں کا محلہ!" ضوفی نے کافی غصے سے دیکھا۔

"میں نے یا آنسہ بیگم نے اسے رات ڈھائی بجے کے قریب تمہارے گھر سے نکلتے نہیں دیکھا تھا اور بھی بہت سے لوگ تھے جنہوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ہم لوگوں کو تمہاری ماں کی نیک نامی' اور باپ کی شرافت روکے رکھتی ہے ورنہ تم دونوں بہت عرصے پہلے یہاں سے اپنی غلاظت سمیٹ کر کہیں اور چلی گئی ہوتیں۔" لائبہ یہ الفاظ سنتے سنتے بے دم سی ہوتی جا رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی تیز دھار آلے سے اس کے بدن کے حصے بڑی بے دردی سے کاٹتا جا رہا ہو۔

"چپ کر جائیں' آنٹی پلیز! چپ کر جائیں۔ اگر آپ عزت والے ہیں تو بے غیرت ہم بھی نہیں۔ یہ شریفوں کا محلہ ہے تو کیا ہم چور اچکے' بدمعاش ہیں؟ اگر آپ کو ہمارے باپ کی شرافت اور ماں کی نیک نامی روکے ہوئے ہے تو ادب و لحاظ ہماری زبان بھی پکڑے ہوئے ہے۔ اگر عزت اور نیک نامی کے چار قاعدے آپ

نے پڑھ رکھے ہیں تو یقیناً دو ہم نے بھی پڑھے ہوئے ہیں۔ اتنا اپنے مقام سے مت گریں کہ کل کو خدا کے سامنے جوابدہ ہوتے ہوئے بھی شرمندگی ہو۔ آپ خود دونوں خواتین ایمان سے بتائیں۔ اس محلے میں ایسی کون سی لڑکی ہے جو نیک نامی عزت شرافت کے تقاضوں پر پورا اترتی ہے؟ یقیناً ماسوائے ہمارے کوئی نہیں ہو گی۔ اگر آپ نے آنکھیں کھلی رکھی ہیں تو بند ہماری بھی نہیں ہیں، بس فرق یہ ہے آپ انسانیت کو بھول رہی ہیں اور ابھی ہمیں انسانیت کا پاس ہے۔ ورنہ دیکھا جائے تو اس محلے میں ایسی کون سی باپردہ ملانی بی بی ہے جس کی کسی لڑکے سے راہ ورسم نہ ہو جس کا گھر سے باہر کالج یونیورسٹی کے نام پر کسی لڑکے سے افیئر نہ چل رہا ہو۔ آپ اپنی آنکھیں پوری طرح کھول کر صرف اپنے گھروں تک محدود رکھیں تو علم ہو گا۔ آپ کی بیٹیاں بھی انہی لڑکیوں میں شامل ہیں۔" وہ ڈرے دبے بغیر کہہ رہی تھی۔ "ہم باعزت ہیں اس کے لیے ہمیں آپ کی طرف سے یا اس نام نہاد معاشرے کی طرف سے کسی بھی قسم کی "نیک نامی" کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت

www.novelsclubb.com

نہیں ہے۔ ہم اپنے اللہ کی نظروں میں معتبر ہیں تو ہمیں بس اسی کی رضا کافی ہے اگر اس محلے سے نکالنے میں اس اللہ کی کوئی مصلحت ہے تو پھر جایئے جو جی میں آتا ہے کر دیکھیے۔ ہم بے غیرت نہیں بلکہ آپ ہیں۔ جو جھوٹی عزت اور شان کا لبادہ اوڑھے جی رہے ہیں۔ آپ جیسے لوگ ہی ہم جیسے لوگوں کو مر جانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ یہ معاشرہ کیا ہے... کیا حدود ہیں اس کی... ذرا اس کے بارے میں سوچیے! آپ جیسے معزز و محترم معاشرے کے عزت دار لوگ ہی بہتان بازی کرنے والوں میں سر فہرست ہوتے ہیں جبکہ غلاظت کے ڈھیر آپ لوگوں کے اپنے گھروں میں ہی وافر مقدار میں موجود ہوتے ہیں..." ضوفی غم و غصے سے بولنا شروع ہوئی تو پھر رکی نہیں تھی۔ بلا لحاظ کے کہے گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ضوفی پلیز چپ کرو..." بیگم ریاض کی باتوں پر بپھر کر بولتی ہوئی ضوفی لائبہ کو ہراساں کرتی جا رہی تھی۔ اس کی جان پر بن آئی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ضوفی کی غصے سے آگ اگلتی زبان کو کسی طرح روک کر چپ کروا دے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کہنے دیں پری مجھے...!" اس نے ایک جھٹکے سے لائبہ کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوایا۔ "آخر کیا انوکھا دیکھ لیا ہے انہوں نے ہم میں یا فوزان صدیقی میں...؟ کچھ بھی تو نہیں ہے ہم میں۔ دراصل یہ لوگ ہمیں ذلت ورسوائی کے تابوتوں میں بند سسک سسک کر مرتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں ہر حال میں مصیبت میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں جبکہ وہ شخص ان کی طرح ذلت وروسوائی کی زبان و نظر استعمال کیے بغیر بڑے خلوص سے انسانیت کا پاس کرتے ہماری مصیبت دور کرنا چاہتا ہے تو اب یہ ان نام نہاد معزز شریف معاشرے کے معتبر لوگوں کو برداشت نہیں ہوا۔ خدا کا خوف تو بالکل ہی ختم ہو گیا ہے ان کے دلوں سے... یہ لوگ کسی پر بہتان تراشی کرتے ہوئے اپنے گھروں میں کیوں نہیں دیکھتے ہر کوئی صرف ہمیں نشانہ بنانے چلا آتا ہے۔ صرف اس لیے کہ ہم پر صرف ایک دفعہ دھبا لگا تھا ہماری نیک نامی صرف ایک دفعہ شک کی لپیٹ میں آئی تھی مگر یہ ہمارا باطن کیوں نہیں دیکھتے؟" وہ

www.novelsclubb.com

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔دونوں خواتین کا مقصد شاید پورا ہو چکا تھا۔لائبہ کا جی بھر آیا۔

"زیادہ زبان چلاتی ہو تم... مسز جمیلہ صحیح کہتی ہیں کوئی لحاظ نہیں ہے تمہیں۔ہماری بیٹیوں پر الزام لگاتی ہو' بے حیا کہیں کی...! ہم تو صرف شہود کی وجہ سے خاموش تھے جو تم تک آئے لیکن لگتا ہے اب کوئی نہ کوئی بندوبست محلے والوں کو کرنا ہی پڑے گا۔"اس دفعہ آنسہ بیگم اپنی زبان کے جوہر دکھا رہی تھیں۔آنکھوں کو صاف کر کے ضوفی نے تاسف بھری نظروں سے دیکھا۔

"کہہ تو دیا ہے میں نے آپ کو' جو جی میں آئے آپ لوگ کریں' جس مسز جمیلہ کا آپ ذکر کر رہی ہیں انہیں بھی میں اچھی طرح جانتی ہوں اور آپ کو بھی... لیکن خدا کا ہی خوف کر لیں اور اس وقت ہمارے گھر سے نکل جائیں۔ایسا نہ ہو کہ میں مزید بدتمیزی کر جائوں کیونکہ آپ جیسی خواتین عزت کروانے کے قابل ہیں بھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں۔" وہ بھی غصے و حقارت بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔لائبہ تو بت بنی صرف دونوں طرف سے زبان اور آنکھوں سے اگلتی آگ کو دیکھ رہی تھی۔

"ہمیں یوں بے عزت کر کے گھر سے نکال کر بہت برا کر رہی ہو۔سوچا تھا' زبان سے سمجھائیں گے تو اثر ہو جائے گا۔بات مردوں تک نہ جائے' مگر تم لوگ تو کچھ اور ہی چاہتی ہو' بھلا بے غیرتوں پر بھی کچھ اثر ہوتا ہے۔" بیگم ریاض آگ بگولا انداز میں ضوفی کو دیکھ رہی تھیں۔تاک کر آخر میں وار کیا تھا۔ضوفی بلبلا اٹھی۔ اس کی زخمی انا ایک دم مجروح ہوئی تھی۔

"خاموش رہیں اور دفع ہو جائیں آپ دونوں یہاں سے اور جو جی چاہے خوشی سے کریں لیکن اس سے پہلے اپنی بیٹیوں کا انجام بھی یاد رکھیے گا۔بقول آپ کے' ہم بے غیرت ہیں نا تو دھیان رکھیے گا کہیں واقعی میں ہم بے غیرت پن کا مظاہرہ نہ کر بیٹھیں۔اور یہ بھی یاد رکھیے گا' اللہ بڑا انصاف کرنے والا ہے۔ہم نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔اس دنیا میں نہیں تو اس دنیا میں وہ انصاف ضرور کرے گا۔وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سب دیکھ اور سن رہا ہے۔" وہ دوٹوک اور غضب ناک لہجے میں سب کہتی گئی پھر چند قدم آگے بڑھ کر لال بھبوکا چہرہ لیے انہیں باہر کا رستہ دکھا رہی تھی۔ دونوں دھمکیاں دیتی، تن فن کرتی باہر کی جانب لپکی تھیں۔ ضوفی گیٹ بند کر کے آئی تو اسے اسی طرح بت بنے دیکھ کر فوراً اس کے پاس آ بیٹھی۔

"پری! کیا ہوا ہے آپ کو؟ ٹھیک تو ہیں نا آپ...!" اس نے لائبہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"پری!" وہ اس کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر زور زور سے روتی چیخنے لگی تھی۔

"پری ہوش کریں... دیکھیں کچھ نہیں ہو گا۔ کچھ نہیں کریں گے یہ لوگ... آپ پلیز خود کو سنبھالیں۔" وہ لائبہ کی ہتھیلیاں رگڑتے اسے بار بار پکار رہی تھی، رخسار تھپتھپا رہی تھی۔ لائبہ کی اس بے سدھ، بت بنی حالت میں کوئی فرق نہ پڑا تو وہ بھائی کے پورشن کی جانب سرپٹ بھاگی تھی۔ جب وہ بھابی سمیت واپس لوٹی تو لائبہ مکمل طور پر بے ہوش ہو چکی تھی۔

زرد موسم کے دکھ

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 7

ضوفی نے شہود بھائی اور بھابی کو سب بتا دیا تھا اور اس نئی افتاد پر دونوں بہت پریشان ہوئے۔ بیگم ریاض اور بیگم جبار کی دی گئی دھمکیاں شام گئے تک درست ثابت ہو چکی تھیں۔ جب اسے ہوش آیا تو اس وقت شہود بھائی اور بھابی اپنے گھر میں اکھٹے محلے کے لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش میں تھے۔ ضوفی کی بھی ان لوگوں کے سامنے پیشی ہوئی تھی اور لائبہ' وہ اس نئی صورت حال سے یکسر بے خبر تھی۔ وہ ہوش میں آنے کے بعد کتنی دیر تک کسی کی آمد کی منتظر رہی جب کافی دیر تک ضوفی بھیا' بھابی وغیرہ میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ لوٹا تو وہ خود ہی بے جان

ہوتی ٹانگوں کو گھسیٹتی باہر آگئی۔ سارا گھر خالی تھا۔ وہ صوفی کی تلاش میں بھیا کے پورشن میں آگئی لیکن وہاں لوگوں کا ایک جمگھٹا دیکھ کر اور بھانت بھانت کی آوازیں سن کر پھر چکرانے لگی۔

"شہود علوی! ہم تمہاری عزت کرتے ہیں مگر اس شخص کی یوں لڑکیوں کے گھر میں آمد کا آخر کیا مقصد تھا؟" وہاں موجود لوگوں میں سے ایک بہت تیکھے انداز میں بولا تھا۔ منٹوں میں گزشتہ گزری اذیت لائبہ کو یاد آنے لگی۔

"جی انکل جی! ہیں آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں میری اس شخص سے کافی گہری دوستی ہے۔ بھائیوں جیسے تعلقات ہیں آپس میں... جب ہمارے گھر میں چوری ہوئی تھی تو اس نے ہی یہ کیس سنبھالا تھا۔ ایک دو دفعہ اس کی بچیوں سے رسماً ملاقات ہوئی تھی جبکہ دو دفعہ وہ صرف کیس کے سلسلے میں یہاں آیا تھا۔ وہ جب بھی یہاں آیا ہے مجھے اطلاع دے کر اور میری موجودگی میں آیا ہے۔ مجھے اس پر بھی اعتماد ہے اور اپنی بچیوں پر بھی۔ کل رات بھی جب وہ آیا تھا تو اس وقت لائبہ بہن کی طبیعت کافی

خراب تھی' میں اور ماہ جبیں ادھر ہی تھے۔ وہ ہمارے پاس ہی ادھر آ گیا۔ کافی دیر میں اس سے باتیں کرتا رہا تھا جبکہ بچیاں اندر ہی تھیں۔ وہ بہت شریف النفس اور نیک انسان ہے۔'' بھیا نے دوٹوک انداز میں کہا۔

''میرا خیال ہے اب آپ کو میری بات سے مطمئن ہو جانا چاہیے' اگر آپ ثبوت مانگتے ہیں تو معاف کیجیے گا' آپ کو چاہیے تھا کہ آپ رات کو ہی ادھر کا رخ کرتے اور سب دیکھ لیتے۔ اسی وقت سب معاملہ صاف ہو جاتا۔ نہ میں اب اس وقت یہ لمبی چوڑی تاویلیں اور وضاحتیں پیش کر رہا ہوتا اور نہ آپ معزز و شریف حضرات میرے اس غریب خانے پر جمع ہونے کی زحمت فرماتے۔ جہاں تک بچیوں کی کفالت کا تعلق ہے تو وہ میری ذمہ داری ہیں اور میں اپنی ذمہ داری سے بہ احسن واقف ہوں' آپ لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں بھی کوئی گیا گزرا عام انسان نہیں ہوں اگر آپ کوئی انوکھا نرالا قدم اٹھائیں گے تو میں بھی مجبور ہو جاؤں گا۔ اگر ہماری بچیوں کا بال بھی بیکا ہوا تو نتیجہ آپ کو بھی بھگتنا پڑے گا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں یہ صرف کہہ ہی نہیں رہا' اگر آپ نے میری بات اور معذرت قبول نہیں کی تو میں یہ عملا بھی کر دکھائوں گا۔ جس شخص کے حوالے سے آپ سب یہ کہہ رہے ہیں اس کا بھی اس معاشرے میں ایک خاص مقام ہے۔اس ایریے کا پورا کنٹرول ہے اس کے پاس...میں اگر اسے ایک اشارہ کروں تو یقینا آپ کو غیر مناسب نہیں لگے گا ورنہ میں صرف اپنی بچیوں کی وجہ سے خاموش ہوں۔" شہود بھائی بہت نپے تلے دبنگ لہجے میں کہہ رہے تھے۔ان کے دھمکی آمیز انداز پر موجود لوگوں پر بالکل خاموشی طاری ہو چکی تھی۔اس سے زیادہ سننے کی اب لائبہ کے اندر ہمت بھی نہیں تھی۔بہت ہی تکلیف سے وہ جیسے پر خار راستوں پر چلتے واپس اپنے کمرے میں لوٹی تھی۔جس شخص کے حوالے سے ان کے ساتھ یہ سب کہا جا رہا تھا وہ شخص نجانے کیا سوچے بیٹھا تھا۔مگر افسوس یہ ظالم دنیا...!

www.novelsclubb.com

وہ یوں بستر پر گری جیسے برسوں کی بیمار' ضعیف اور لاغر ہو۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جب کافی وقت بیتنے کے بعد ضوفشاں واپس لوٹی تو اس کا رویا رویا چہرہ اور متورم آنکھیں اس نے بند پلکوں کی ہلکی سی جھری سے دیکھیں۔ ضوفی کے چہرے پر اطمینان تھا اور آنکھیں کھولے بغیر بھی وہ اچھی طرح اندازہ کر چکی تھی کہ ان دونوں بہنوں کو شہود بھائی کی بدولت ایک دفعہ پھر بری کیا جا چکا تھا۔ ان کو محلے میں رہنے کی اجازت مل چکی تھی۔ شہود بھائی نے کس کس طرح ان کا دفاع کیا تھا' اگرچہ نیک نامی کا کوئی سرٹیفیکیٹ حاصل نہ ہوا تھا پھر بھی یہ اجازت بہت تھی۔ اس نے خاموشی سے آنکھیں موندے رکھیں۔ بہت ہی کرب میں گویا کانٹوں پر لوٹتے ہوئے رات گزری تھی۔

صبح جب وہ اٹھی تو وہی معمول کا کام تھا۔ ضوفی خاموشی سے بغیر اس کے ساتھ آنکھیں چار کیے تیار ہو کر خود ہی ناشتا تیار کر کے کالج کے لیے روانہ ہوئی۔ جانے سے قبل وہ اسے آرام کرنے اور یونیورسٹی نہ جانے کی سختی سے تلقین کر کے گئی تھی۔ اس کے آدھ گھنٹہ بعد بھابی بھی اس کے پاس آ گئیں۔ سارا دن انہوں نے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے ساتھ ہی گزارا تھا۔وہ خود تو سارا وقت خاموش ہی رہی' بھابی خود ہی کوئی نہ کوئی بات چھیڑ کر اس کی دلجوئی کرنے میں مصروف تھیں۔ان دونوں کی موجودگی اسے کتنی غنیمت محسوس ہوتی تھی' ایک ڈھارس سی بندھنے لگتی تھی۔وہ ہر لمحہ' ہر آن ان دونوں کی طرف رخ کیے ہوئے رکھتے تھے۔سب ساتھ چھوڑ گئے صرف یہ دونوں ہی تو ساتھ تھے۔پاپا کو ریٹائرمنٹ سے ملنے والی رقم شہود بھائی نے اپنے کاروبار میں انویسٹ کر لی تھی۔اس کے علاوہ بھی شہود کے کاروبار میں ان کے والد کے کچھ ذاتی شیئرز بھی تھے۔ان کے بعد اب یہ دونوں بہنوں کے تھے۔ہر ماہ شہود بھائی اسے اچھی خاصی رقم دیتے رہتے تھے۔وہ خود بھی کماتی تھی' جو بھی بچتا اسے بینک میں جمع کروا دیتی۔بینک میں دونوں کے اکاؤنٹس تھے۔اس کے باوجود دونوں روحانی طور پر بھی دونوں کا سایہ بنے ہوئے تھے' ضوفی کالج سے لوٹی تو بھابی اپنے پورشن میں واپس چلی گئیں۔

www.novelsclubb.com

"کیسی طبیعت ہے اب آپ کی...دوالی' کچھ کھایا پیا یا ابھی تک ویسے ہی لیٹی ہوئی ہیں؟" کھانے پینے سے فراغت کے بعد وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

"ہاں' دوالی تھی' کھانا بھی کھایا تھا۔ سارا دن بھابی ادھر ہی رہی تھیں۔ ان کے ساتھ باتیں کرتے کرتے طبیعت کی خرابی کا احساس ہی نہیں ہوا۔ تم خود ہاتھ لگا کر دیکھ لو' بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔" ضوفی کا ہاتھ پکڑ کر اس نے اپنی پیشانی پر رکھ دیا۔

"کل رات کافی دیر تک میں بھیا بھابی کے پاس ہی تھی' جب لوٹی تو آپ سو چکی تھیں۔ کوئی بات ہی نہ ہو سکی۔ رات کو محلے والے بھیا کے پاس آئے تھے' انہوں نے اچھی خاصی کیچڑ اچھالی تھی جواباً بھیا نے بھی کافی کچھ سنا دیا تھا۔ آپ کو بتائوں ہم معتبر تو نہیں ہوئے مگر اتنا ضرور ہو گیا ہے کہ اب ہم مزید اس محلے پر بوجھ رہیں گی۔" وہ بظاہر بہت ہلکے پھلکے انداز میں اسے بتا رہی تھی۔ اندر سے اس کی بلبلاتی انا

اور خودداری چیخ چیخ کر احتجاج کر رہی تھی۔سب جاننے کے باوجود لاعلمی کا اظہار کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔لائبہ نے آنکھیں بند کر لیں۔

"ہوں بھابی بھی بتا رہی تھیں۔"اس نے اس کا بھرم رکھتے ہوئے بظاہر سادہ سے انداز میں بتا دیا۔بعض اوقات کسی بہت اپنے کا بھرم رکھنا بھی کتنا مشکل ہوتا ہے۔ رات کو وہ دونوں کھانا کھا کر فارغ ہی ہوئی تھیں جب بھابی ان کے پاس آ گئیں۔ان کے ساتھ شہود بھائی بھی تھے۔

"پری! ہم تم سے کچھ کہیں تو ہمارا مان تو نہیں توڑو گی؟"انہوں نے بغیر تمہید باندھے سیدھی بات کرنا چاہی۔

"کیسی باتیں کرتے ہیں آپ! بھلا پہلے کبھی ہم نے آپ کا مان توڑا ہے؟ جو بھی کہیں گے سر آنکھوں پر..."اس نے آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ تھام لیا۔انہوں نے مسکراتے بہت ہی پر شفقت انداز میں اس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

''میری بہن تم لوگوں نے بہت عرصہ اس گھر میں رہ لیا' اب یہ ضد چھوڑ دو' ہمارے حصے میں آجائو' میں بڑا بھائی ہوں تم دونوں کا' تم پر میرا بھی حق ہے' کچھ میرا بھی فرض بنتا ہے' مجھے اپنی ذمہ داری نباہنے دو۔ اتنا بڑا گھر آخر کس لیے ہے جب اپنوں کے کام نہیں آتا۔ کل کس کس انداز میں لوگوں نے تم دونوں کے تنہا رہنے پر اعتراضات کرتے ہوئے کیچڑ اچھالا ہے۔ اگرچہ میں ساتھ ہوں' ہر وقت ہمارا دھیان ادھر رہتا ہے مگر لوگوں نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بہتری اسی میں ہے کہ تم دونوں ادھر آجائو۔ اس طرح ہمارے گھر کی بھی رونق دوبالا ہو جائے گی' وقاص کو بھی کمپنی دینے والا کوئی ہو گا اور لوگوں کی بھی زبانیں بند ہو جائیں گی۔'' وہ بہت دھیمے انداز میں اس کو سمجھا رہے تھے۔ اپنے حق میں دلائل دے رہے تھے۔ تلخ حقائق سے پردہ اٹھا رہے تھے۔

پاپا کے بعد انہوں نے اور تایا ابو نے کتنی بار چاہا کہ وہ اپنے گھر کو کرائے پر دے کر ان کی طرف آجائیں مگر وہ دونوں ان پر بوجھ نہیں بننا چاہتی تھیں۔ ان کے انکار پر

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تایا ابو ان کے ساتھ رہنے لگے تھے۔ ابھی گزشتہ سال ہی تو ان کی وفات ہو گئی تھی اور پھر شہود بھائی نے وہی کچھ کہا تھا۔ وہ دونوں رضامند نہیں ہوئی تھیں' ادھر ماہ جبین بھابی تھیں بظاہر بہت اچھی اور بردبار طبیعت کی مالک تھیں مگر وہ ایک عورت بھی تھیں کسی دوسری لڑکیوں کا وجود شاید اپنے گھر میں مستقل برداشت نہ کر سکیں' چاہے وہ شوہر کی چچازاد ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی سوچ کر وہ انہیں ہر بار ٹال جاتی تھیں پھر انہیں اپنا یہ گھر بہت عزیز تھا۔ یہاں انہوں نے ماما پاپا کے ساتھ بہت خوش گوار وقت گزارا تھا۔ اس گھر کی ایک ایک اینٹ اور مٹی کے ذرے ذرے میں انہیں ماما پاپا کی خوشبو محسوس ہوتی تھی۔ ہر گوشے میں ان کی یادیں بسی ہوئی تھیں۔ وہ جیتے جی اپنے گھر کو بے آباد نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ ان کے مسلسل اصرار کے باوجود اپنا گھر آباد کیے ہوئے تھیں۔ اب اسے واقعی کچھ سوچنا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے بھائی! ہم ادھر صبح سے ہی شفٹ ہو جائیں گے مگر میری ایک شرط بھی ہے میں اس گھر کو ویران نہیں کرنا چاہتی۔ آپ کسی جاننے والی اچھی سی فیملی سے

بات کر لیں اور کرائے پر دے دیں۔ کیوں ضوفی! تمہاری کیا رائے ہے؟" اپنا فیصلہ سنا کر وہ چپ بیٹھی ضوفی سے پوچھنے لگی۔ اس نے بھی ہاں میں سر ہلا دیا۔ یوں بھی اتنی ذلت کے بعد ضوفی کیا' ہر لڑکی کا یہی فیصلہ ہونا تھا۔

"ایک اور بات... میرے پاس آج دفتر میں فوزان صدیقی کا فون آیا تھا۔ وہ کل اپنی بہن اور بہنوئی کے ہمراہ ہمارے گھر آنا چاہ رہا ہے۔ اپنے بھائی کا ضوفی کے لیے رشتہ لے کر... میں نے آنے کی دعوت دے دی ہے مگر فی الحال رضامندی نہیں دی تم دونوں سے پوچھے بغیر میں یہ سب نہیں کرنا چاہتا۔ کل لوگوں کی باتیں سن کر اب نجانے کیوں مجھے ان کا یہاں آنا فی الحال غیر مناسب لگ رہا ہے۔ آخری فیصلہ تم دونوں کو ہی کرنا ہے۔ بات کرنے' مل لینے اور سن لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ہو گا وہی جو تم دونوں چاہو گی۔" ان کی بات پر بھی اس کا دل خوش نہیں ہو پایا تھا۔

"کاش کل کا دن ہماری زندگی میں نہ آیا ہوتا یا پھر لوگوں نے اس تعلق کو غلط نظروں سے نہ دیکھا ہوتا۔ یوں بہتان بازی نہ کی ہوتی تو یہ سب کتنا اچھا لگتا؟" وہ

خود سے مخاطب تھی۔ضوفی چائے بنا کر لائی تھی' دونوں چائے پی کر اپنے پورشن کی طرف چلے گئے تھے۔وہ دونوں بھی عشاء کی نماز ادا کر کے سونے کی تیاری کرنے لگیں۔

"ضوفی! زبیر صدیقی والے پروپوزل پر تمہاری کیا رائے ہے؟" بستر پر لیٹتے ہی اس نے ضوفی کو مخاطب کیا' وہ کئی ثانیے چپ رہی جب بولی تو آواز نیند سے بوجھل تھی۔

"کل آئیں گے تو دیکھا جائے گا...ابھی تو نیند آ رہی ہے۔" اس نے لحاف سر تک تان لیا تھا۔وہ بعد میں کتنی دیر تک آنکھیں بند کیے اندھیرے میں سوچتی رہی۔ کبھی آنکھیں کھلیں بھی تو کوئی سرا سجھائی نہ دیا تھا۔بہت سے تفکرات میں گھرے ہوئے نجانے کب نیند مہربان ہو گئی تھی۔

.../...

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھیا کے پورشن میں شفٹ ہوتے ہوئے آنکھیں بھر آئی تھیں۔ جس گھر میں اب تک زندگی گزاری تھی اسے یوں یکدم چھوڑنا بہت ہی اذیت ناک تھا۔ خاموشی سے ضروری ساز و سامان ادھر منتقل کر دیا گیا تھا۔ غیر ضروری اور روزمرہ کی بہت سی اشیاء ایک کمرے میں رکھ کر تالا لگاتے ہوئے اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔ اس نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کبھی زندگی ایسا ہولناک مذاق بھی کرے گی کہ اپنا خوب صورت گھر ہوتے ہوئے بھی اوروں کے در پر زندگی گزارنا پڑے گی۔

بھیا اور بھابی نے نچلی منزل پر ہی دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ کمرے سیٹ کروا دیئے تھے اس کے باوجود دونوں نے ایک ہی کمرے میں رہنا پسند کیا تھا۔ شام ہونے تک وہ دونوں اپنی اس عجیب و غریب سی ہجرت پر ششدر و اشک بار تھیں۔

www.novelsclubb.com

"تم دونوں تیار ہو جائو۔ فوزان صدیقی کے گھر والے آتے ہی ہوں گے' ڈنر پر مدعو ہیں اور پلیز ضوفی! تم میرے ساتھ کچن میں ہاتھ بٹاؤ' ابھی مجھے کچن میں تھوڑا

بہت کام کرنا ہے۔" وہ دونوں جیسے ہی بستر پر لیٹیں' بھابی چلی آئیں۔ ضوفی کا تو تھکن کے مارے برا حال تھا' وہ آج مروت و محبت میں ماری گئی تھی۔ لائبہ کی خراب طبیعت کا سوچ کر اس نے اسے کچھ بھی کرنے نہیں دیا تھا۔ خود ہی چوکیدار اور ملازمہ کے ساتھ مل کر چیزوں کو ادھر ادھر کرتی رہی تھی۔ اب بھابی کی بات پر برے برے منہ بنانے لگی۔

"تم رہنے دو۔ تیار ہو جاؤ میں بھابی کا ہاتھ بٹاتی ہوں۔" لائبہ فوراً احساس ہونے پر بھابی کے ساتھ باہر آ گئی۔

"بھابی! یہ فوزان صدیقی کی فیملی پر لوگ اعتراض تو کریں گے نا! ذرا سی بات پر لوگوں نے طوفان اکھٹا کر لیا تھا۔ اگر اب لوگوں کے علم میں یہ آئے کہ ہم ضوفی کا رشتہ اسی شخص کے بھائی سے طے کر رہے ہیں تو وہ کیا کہیں گے؟" وہ کل سے اسی بات پر الجھ رہی تھی۔ کباب تلتے ہوئے بھی وہ برابر یہی سوچ رہی تھی۔ جب برداشت حد سے سوا ہو گئی تو بھابی سے پوچھنے لگی۔

"ہوتا ہے تو ہوا کرے۔ارے خدا کا خوف نہیں ہے ان لوگوں کو...سب کے گھروں میں اپنی تین تین چار چار بیٹیاں ہیں اور چلے ہیں اوروں کے عیب تلاش کرنے بہتان بازی کرنے۔انسانیت ہی مر گئی ہے اندر سے۔اب کیا تم لوگوں کی خوشنودی کے لیے ساری عمر بیٹھی رہو گی۔کیا ضوفی کی شادی نہیں کرو گی؟میری رائے چاہتی ہو تو سن لو' یہ رشتہ ہر لحاظ سے مناسب ہے۔تمہارے ساتھ جو ہوا اس کے باوجود اللہ نے اتنا اچھا بر بھیج دیا۔جہاں لوگ ایک دفعہ آکر دوبارہ کبھی قدم نہیں رکھتے وہاں یہ شخص کئی بار آچکا ہے۔اب اگر تم نے یہ رشتہ ٹھکرا دیا تو برسوں بعد بھی کوئی نہیں آئے گا۔اس قدر محبت اور خلوص سے کوئی رشتہ نہیں مانگے گا۔ برا مت منانا میرا مقصد تمہاری دل آزاری نہیں مگر حقیقت حقیقت ہوتی ہے۔

www.novelsclubb.com

حقیقت پسندی کو مد نظر رکھتے ہوئے بہتر فیصلہ کرو۔یہ لوگ جواب کچھ نہیں تو باتیں بنا رہے ہیں جب کچھ ہو گا تب بھی بنائیں گے۔ہم ان کی زبانیں نہیں پکڑ سکتے مگر اپنے کان تو بند کر سکتے ہیں۔آگے تمہاری مرضی۔ہم دونوں ہر فیصلے میں

تم دونوں کے ساتھ ہیں مگر خیال رکھنا تم دونوں اگر کنوئیں میں چھلانگ لگانے کا سوچ رہی ہو تو ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ بہر حال ہم تم دونوں سے بہت محبت کرتے ہیں اور تمہارا بہتر سوچتے ہیں۔" بھابی کی سب باتیں سچی تھیں۔ حقیقت پسندی کا تجزیہ کرواتی ہوئی' اس کے باوجود اس کے اندر مچلتے ابھرتے سوال مدھم نہیں پڑے تھے۔ مزید سر اٹھا رہے تھے۔ وہ بغیر کوئی اور سوال جواب کیے چپ کی مہر لبوں پر لگائے کام کرتی رہی تھی۔ وقاص نے مہمانوں کی آمد کی اطلاع دی تو بھابی فوراً باہر بھاگیں وہ اندر ہی اندر ڈرتے کیتلی میں چائے کے لیے پانی ڈال کر چولہے پر چڑھانے لگی۔ ابھی چائے دم پر ہی تھی جب بھابی دوبارہ لوٹ آئیں۔

"ارے تم ابھی تک یہاں ہو؟ جائو جا کر چینج کرو۔ دو تین دنوں کے بخار نے کس قدر زردی چہرے پر مل دی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ہفتوں کی بیماری سے اٹھی ہو۔ اس حالت میں مہمانوں کے سامنے مت آنا' پہلے اپنا حلیہ سنوار لو اور ہاں' دیکھو ضوفی بھی تیار ہوئی ہے کہ ابھی وہ بھی ویسی ہی ہے۔" وہ تیزی سے ہدایات دیتی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوئی ٹرالی میں چائے کے برتن اور دیگر لوازمات سجانے لگیں۔ان کی بات پر وہ سر ہلاتی کمرے میں لوٹی تو ضوفی کپڑے بدلے ہاتھ میں ڈائجسٹ لیے صوفے پر نیم دراز تھی۔

''مہمان آگئے ہیں۔''اس کی توجہ حاصل کرنے کو اس نے اسے اطلاع دی۔

''اچھا...!''ویسے ہی پر سکون انداز میں ڈائجسٹ کی اوٹ سے جواب موصول ہوا تھا وہ کوئی خاص اندازہ نہ کر پائی ضوفی کی طرف سے ناامید ہو کر وہ وارڈروب کی طرف لپکی۔

''ضوفی! کون سے کپڑے پہنوں؟''ضوفی کو دوبارہ متوجہ کرنے کو اس نے ایک دو سوٹ نکال کر اس کے سامنے پھیلائے۔اس نے ڈائجسٹ ہٹا کر پہلے لائبہ پر پھر کپڑوں پر ایک ناقدانہ سی نگاہ ڈالی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کوئی سا بھی پہن لیں' آپ پر تو سب رنگ ہی سوٹ کرتے ہیں۔ ہماری طرح تھوڑی جو کپڑوں کے انتخاب میں ہی ہلکان ہو جائیں۔"

"مذاق چھوڑو' میں سنجیدہ ہوں۔" اس کی غیر سنجیدگی پر اس نے آنکھیں دکھائیں۔

"میں بھی سنجیدہ ہوں پری! واقعی آپ ہر رنگ میں جچتی ہیں۔ آپ تو اس بخار والے حلیے میں بھی غضب ڈھا رہی ہیں جب ان ہی کپڑوں میں سے کوئی ایک زیب تن کریں گی تو پھر ہم تو گئے کام سے۔" وہ بہت سنجیدہ انداز میں بھی غیر سنجیدہ تھی۔ اس کی اس بات پر اس کے لبوں پر مسکراہٹ چھا گئی تھی۔ آپ یہ سیاہ رنگ پہن لیں۔ ڈنر کی مناسبت سے بہت جچے گا آپ پر۔" اس نے سوٹ نکال کر لائبہ کو پکڑایا وہ بلا چوں وچرا کیے سوٹ پکڑ کر باتھ روم میں گھس گئی۔ چینج کر کے حلیہ سنوار کر اس نے لبوں پر ہلکی سی لپ اسٹک بھی لگالی تھی۔ تیار ہو کر دونوں بلاوے کا انتظار کرنے لگیں۔ بظاہر دونوں پر سکون تھیں مگر دونوں کے اندر ہی

ایک جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے بھی دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرا رہی تھیں۔چہرے پر مسکراہٹ سجا لینے کے باوجود دونوں چہروں سے جھلکتی اپنی دلی کیفیت نہیں چھپا پا رہی تھیں۔دونوں ہی اصل موضوع سے بچنے کے لیے ادھر ادھر کی ہانک رہی تھیں۔جب بھابی ناراض موڈ لیے چلی آئیں۔

''اب تم دونوں کو خود آ کر بلاوا دینا پڑے گا کہ آیئے جناب کھانے کا وقت ہے اور کچھ ٹھونس لیجیے؟''انہوں نے آتے ہی دونوں کے بظاہر مسکراتے چہروں کو گھورا تو دونوں ہی بے اختیار قہقہہ لگا اٹھی تھیں۔

''دیکھیے نا بھابی! آج ہمارا آپ کے گھر میں پہلا دن ہے۔ہم یونہی بغیر بلائے' منہ اٹھائے ڈائننگ ٹیبل پر چل دیتیں تو کتنا برا لگتا۔آخر کو تہذیب بھی کسی چڑیا طوطے کا نام ہے۔''ضوفی کی رگ شرارت پھڑکی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ انہیں خلوص و مروت کے اوپر لیکچر دینے کا طویل سلسلہ شروع کرتیں وہ دونوں باہر کی جانب

لپکیں۔ڈائننگ ٹیبل پر فوزان صدیقی کے ساتھ ایک سوبر سی خاتون تھیں اور ساتھ ہی عورت کی ہی طرح کا باوقار سا مرد تھا۔سلام دعا کے بعد دونوں نے بھی نشستیں سنبھالیں۔فوزان صدیقی نے بغور دونوں کے بظاہر مسکراتے سپاٹ چہروں کا جائزہ لیا خاتون کی بھی نظریں مسلسل دونوں کے چہروں کا طواف کر رہی تھیں۔

"انیقہ بہن! یہ لائبہ ہے اور ساتھ میں یہ ضوفشاں ہے۔"شہود بھائی نے دونوں کا تعارف کروایا تو خاتون نے خود ہی باری باری دونوں سے ہاتھ ملایا۔

"میں فوزان اور زبیر کی بڑی بہن ہوں اور یہ میرے شوہر حامد علی ہیں۔"انہوں نے دوسری جانب فوزان کے ساتھ بیٹھے شخص کا تعارف کروایا تو دونوں نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"انیقہ! آپ کچھ لیجیے ناں... پلیز چکن جائو من ٹرائی کیجیے۔ آپ کو یقینا پسند آئے گی۔ ضوفی یہ ڈش بہت اچھی بناتی ہے۔" بھابی نے بطور خاص کہہ کر ضوفی سے یہ ڈش بنوائی تھی۔ بھابی کی پکار پر مسلسل دونوں کا جائزہ لیتی انیقہ ایک دم مسکرا کر شکریہ کہتی کھانے کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ ہلکی پھلکی گفتگو کرتے بہت ہی پر تکلف ماحول میں کھانا کھایا گیا تھا۔ صرف انیقہ کے پکارنے پر دونوں بہنیں چند ایک بار بولی تھیں ورنہ تو یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ واقعی میز پر صرف کھانا کھانے کے لیے ہی بلوائی گئی ہیں۔ لائبہ تو اپنی زیادہ تر توجہ وقاص کی طرف مبذول رکھے ہوئے تھی جو اس کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی وہ سب لوگ لائونج میں چلے گئے تھے۔ ضوفی' بھابی کے کہنے پر پشاوری قہوہ تیار کرنے لگی تو وہ برتن سمیٹنے لگی۔ بھابی لائونج میں مصروف تھیں۔ قہوہ تیار کر کے ضوفی لائونج میں چلی گئی تو وہ برتن سنک میں رکھ کر میز صاف کرنے لگی۔ اگلا ارادہ اس کا برتن دھونے کا تھا جب بھابی آ گئیں۔ پیچھے خالی ٹرے لیے ضوفی بھی تھی۔

"لائبہ! تم میرے ساتھ لائونج میں چلو' اور ضوفی تم یہ سب رہنے دو' میں خود نمٹالوں گی۔ بس ذرا وقاص کو ہوم ورک کروادو۔ ورنہ وہ یونہی سو گیا تو صبح اسکول جاتے ہوئے تنگ کرے گا۔" بھابی ضوفی کو حکم دے کر لائبہ کا ہاتھ تھام کر لائونج میں آ گئیں۔ دونوں مردوں نے خیر مقدمی کے طور پر اٹھ کر ویلکم کہا جبکہ انیقہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس بٹھالیا۔

"ماشاءاللہ! آپ دونوں بہنیں بہت پیاری ہیں' میری توقع سے بھی بڑھ کر۔ فوزان اور زبیر سے اس قدر ذکر سن رکھا ہے کہ میں ملے بغیر ہی متاثر ہو چکی تھی۔ اب تو ہمارا آنا صرف رسمی سا ہے۔" انیقہ خاصی بے تکلفی سے کہہ رہی تھیں۔ جبکہ وہ اس تعریفی انداز پر اندر ہی اندر جز بز ہوتی انیقہ کی بات پر سٹپٹا سی گئی۔

"شکریہ!" وہ اور کہتی بھی کیا۔ وہ اندر سے خاصی ڈری ہوئی تھی اوپر سے سب کی نظریں اپنے اوپر جمی محسوس کر کے وہ اور گھبرا گئی۔ ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے قصداً مسکرائی تھی۔

"شہود صاحب! فوزان نے آپ سے بات تو کی تھی کہ ہم کس سلسلے میں یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ میں دوبارہ بیان کر دیتا ہوں' ہم فوزان کے چھوٹے بھائی زبیر صدیقی کے لیے آپ کی بہن ضوفشاں کا رشتہ چاہتے ہیں فوزان کے بابا جان تو اس سلسلے میں حاضر نہیں ہو سکتے' آپ تو جانتے ہیں وہ وہیل چیئر پر ہوتے ہیں۔ اسی لیے میں اور انیقہ حاضر ہوئے ہیں۔ اگر آپ لوگ یہ رشتہ قبول کرتے ہیں تو ہم باقاعدہ منگنی کے خواست گار ہیں۔" بہت زیادہ سلجھے ہوئے انداز میں حامد علی صاحب نے شہود بھائی کے سامنے اپنا مدعا بیان کیا تھا۔ وہ اور بھابی لائبہ کو دیکھ کر نظریں چرا گئے۔

"جی حامد علی صاحب! میں فوزان کو کافی عرصے سے جانتا ہوں۔ زبیر سے بھی بہت دفعہ مل چکا ہوں۔ ماشاءاللہ بہت اچھا لڑکا ہے' آپ سے رشتہ جوڑنا ہمارے لیے بھی خوش بختی کی علامت ہے۔ ہماری طرف سے تو بظاہر کوئی انکار نہیں لیکن..." شہود بھائی رک گئے ہاتھ مسلتی لائبہ پر ایک نگاہ کی پھر گویا ہوئے۔ "ساری

بات بچیوں کی ہے۔ ہمیں کچھ وقت سوچنے کے لیے دیں اگر لائبہ اور ضوفی راضی ہوئیں تو آپ کو ہاں میں جواب دیں گے۔" انہوں نے بڑے انداز سے بات کرتے ساری بات دونوں پر ڈال دی تھی۔

"ہاں تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ لائبہ یہیں موجود ہیں۔ فوراً پوچھ لیتے ہیں۔ اب تو آنا جانا رہے گا ان شاءاللہ! صرف اب نہیں، ہم دوبارہ بھی آئیں گے۔ لائبہ کے لیے بھی..." انیقہ نے اچانک محبت بھری نظروں سے لائبہ کو تکتے کہہ دیا تھا۔ اس نے فوراً انیقہ کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالا۔ کن انکھیوں سے بھیا بھابی کو دیکھا۔ انہیں بھی اس بات سے حیرت ہوئی تھی البتہ فوزان اور حامد علی مطمئن انداز میں مسکرا رہے تھے۔ "جہاں تک ضوفی کی بات ہے۔ آپ اس کو بھی ابھی بلا لیں، ہم اس سے بھی بات کر لیتے ہیں مگر "ناں" نہیں سنیں گے۔ کیوں لائبہ! آپ کو کوئی اعتراض ہے میرے بھائیوں پر..." اتنے مان بھرے لہجے میں وہ مخاطب تھیں کہ وہ فوراً نظریں جھکا گئی۔ فوزان صدیقی کی طرف تو دیکھنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ یہ

کیسا انوکھا مان تھا جو اس کا اپنا ہی سونپا ہوا تھا۔اس کے اس مان پر ہی تو وہ اور اس کی بہن ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔انیقہ براہ راست لائبہ سے مخاطب تھی وہ سر تا پا پسینے میں نہا گئی۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں...ضوفی سے پوچھ لیں' اگر وہ رضامند ہے تو..." انجانے خیال میں گھرتے وہ بات کرنا ہی بھول گئی۔زیادہ دن بھی نہیں گزرے تھے ابھی پرسوں ہی کی تو بات تھی' اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا تھا۔ان سب لوگوں کی غلیظ باتیں اور غلط سوچیں بھی...وہ اندر ہی اندر خوف سے ہلنے لگی۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ہر کوئی دوسرے کے رضامند ہونے کی فکر میں ہے۔ ضوفشاں کو علم تو ہو گا کہ ہم کس مقصد کے لیے آئے ہیں اسی لیے ایک دن پہلے فون کیا تھا۔آپ کی دعوت پر ہی ہم آئے' بس شہود بھائی آپ ہمیں "ہاں"

کہیں۔"انیقہ بہت ہی خلوص سے مان بھری ضد پر اتر آئی تھیں۔وہ اندر ہی اندر چٹخنے لگی۔وہ انہیں کیسے سمجھاتی؟

"شہود بھائی اور پری آپ کو کبھی "ہاں" نہیں کہیں گے جب تک میری طرف سے رضامندی نہ مل جائے۔"وہ پتا نہیں کب سے دروازے کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی' اچانک اندر آ کر کہنے لگی۔سب نے چونک کر اسے دیکھا۔لائبہ کو اس کی آنکھوں کے جمود سے وحشت سی ہونے لگی۔اتنی دیر سے وہ اسی بات سے ڈر رہی تھی' پہلے ہی اسے ضوفی کی خاموشی غیر معمولی لگی تھی۔

"ہاں تو تم بھی اپنی مرضی بتا دو۔"انیقہ نے مسکرا کر اسے کہا۔لائبہ نے ہونٹ کاٹے جبکہ بھابی اور بھیا بالکل خاموش تھے۔ضوفی کے تیور انہیں بھی سہمائے دے رہے تھے۔

"جہاں تک میری رضامندی کی بات ہے تو آئی ایم سوری میں انکار کرتی ہوں۔ آپ لوگ آئے بہت بہت شکریہ! آپ لوگوں نے ہم بہنوں کے بارے میں اچھا سوچا تو اس کا بھی شکریہ! فوزان صاحب جانتے ہیں مگر شاید آپ نہیں جانتے کہ ہم ..." اس کی آمد تو آمد اب اس کے اس نامناسب انکار پر بھی سب ہکا بکا تھے۔ بھیا اور بھابی نے سر جھکا لیا تھا۔ وہ پتا نہیں آگے کیا کہنا چاہتی تھی کہ لائبہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ضوفی! خاموش ہو جاؤ تم اور جاؤ یہاں سے۔"

"لیکن پری...!" اس نے کچھ کہنا چاہا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر ٹوک دیا۔

"میں نے تم سے پہلے پوچھا تھا، تمہاری رضامندی چاہی تھی تب کیوں انکار نہیں کیا؟" وہ کھڑی خشمگیں نظروں سے اسے گھورتے باز پرس کر رہی تھی۔

"لائبہ! یہ سب کیا ہے..." یہ سوال فوزان صدیقی کی طرف سے ہوا تھا۔ وہ نظریں چرا گئی۔ پھر ضوفی کو دیکھا۔

"تم نے سنا نہیں ضوفی! میں نے کیا کہا ہے؟ تم جاؤ یہاں سے... میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔" فوزان کی نظروں اور مہمانوں کی حیرت پر شرمندہ ہوتی ضوفی کو نہایت ناراضگی سے کہا۔

"نہیں پری! میں نہیں جاؤں گی۔ میں جو کہنا چاہتی ہوں مجھے یہیں سب کے سامنے کہنے دیں۔" ضوفی کے ضدی اٹل انداز پر اس نے تیزی سے ہاتھ گرا لیے تھے۔ اسے ڈر تھا وہ یہ کھیل ہار جائے گی مگر پھر بھی دل میں جیتنے کی اک شدید خواہش تھی۔ ضوفی کو پر سکون، خوشیوں بھری زندگی دینے کا اس نے پاپا سے وعدہ کیا تھا۔ اپنی ذات پر اتنا کچھ سہہ کر بھی وہ یہ وعدہ نبا ہنا چاہتی تھی مگر کھیل شروع ہونے سے پہلے ہی اسے بری طرح شکست ہو گئی تھی۔ اس خواہش کے ہاتھوں اس نے بری طرح زک بھی اٹھا لیا تھا۔ وہ جانتی تھی ضوفی کیا کیا کہے گی۔ اگر یہ رشتہ

لوٹ گیا تو ان کے گھر کی دہلیز پر اب کوئی قدم نہیں رکھے گا۔ وہ شکست خوردہ انداز میں کھڑی تھی۔ باقی سب یوں بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہیں واقعی سانپ سونگھ گیا ہو۔

"فوزان صاحب نے ہمارے بارے میں سوچا' میں انتہائی مشکور ہوں۔ میں آپ کو دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتی۔ لوگوں کی ہم دونوں بہنوں کے متعلق اچھی رائے نہیں ہے۔ بہت سی کہانیاں ہمارے متعلق مشہور ہیں۔ پھر یہ جو کھڑی ہیں..." اس نے لائبہ کی طرف اشارہ کیا۔ ایک لحظہ کو سب نے کھڑی لائبہ کی طرف دیکھا ماسوائے فوزان کے۔ "ان کے متعلق بھی لوگ اچھی رائے نہیں رکھتے اور آپ کے بھائی نے بھی یقیناً آپ سے چھپایا ہوگا اگر انہوں نے لوگوں کی نظروں میں موجود ہماری حیثیت آپ لوگوں کو بتائی ہوتی تو آپ اس وقت یہاں اتنی محبت سے بیٹھ کر رشتہ نہ مانگ رہے ہوتے۔ یہاں اس گھر میں جو بھی ایک دفعہ آتا ہے وہ دوبارہ قدم نہیں رکھتا۔ کیوں؟ آپ کو سوچنا چاہیے تھا مگر آپ سوچتے کیسے...؟

آپ کو ہمارے بارے میں کچھ علم ہی نہیں ہو گا۔پری کا اغواء ہو چکا ہے پھر انہیں طلاق ہو گئی' ہمارے ماما پاپا وفات پا چکے ہیں۔پری چار دن تک غیر مردوں کی تحویل میں رہی تھیں اور جب لوٹیں تو آپ کی دنیا والوں نے انہیں اس دنیا کے لیے نا قابل قبول قرار دے دیا اور میری سزا یہ ہے کہ میں ان کی بہن ہوں...آج سے صرف دو دن پہلے ہی آپ کے انہی بھائی صاحب کی وجہ سے ہمیں بری طرح ذلت سہنی پڑی ہے۔پری تو سب سہہ کر خاموش ہیں اس لیے کہ وہ میرے مستقبل کے لیے فکر مند ہیں مگر میں جانتی ہوں ہمارا دامن لوگوں کی غلیظ نظروں اور باتوں سے تار تار ہو چکا ہے ان کی وجہ سے ہم گھر سے بے گھر..."

"ضوفی چلو میرے ساتھ۔"سب بالکل خاموش تھے۔وہ پتا نہیں مزید کیا کہنا چاہ رہی تھی' جب وہ تیر کی طرح اس کی طرف لپکی تھی' اس کا بازو کھینچ کر باہر لے گئی۔اپنے کمرے میں لا کر اسے بستر پر دھکا دے دیا تھا۔آج سے پہلے تو اس کے اندر ایسی ہلچل نہیں مچی تھی۔آج سے پہلے تو اس نے ضوفی کو اونچی آواز سے بھی نہیں

پکارا تھا مگر آج اس نے جو غیر مناسب' غیر اخلاقی حرکت کی تھی اس نے اسے جھنجوڑ ڈالا تھا۔ اس وقت اسے پتا نہیں کیا ہوا تھا' بستر پر گری ضوفی کے وجود کو سیدھا کر کے اس نے کس کس کر دو تین تھپڑ اس کے منہ پر دے مارے تھے۔ ضوفی تو ہکا بکا دیکھتی رہ گئی۔

"کیا بول رہی تھیں تم... کیوں کیا تم نے ایسا...؟ شرم نہیں آئی تمہیں... جو تم بھی اوروں کی طرح غلط سوچ دوسروں پر تھوپنے لگی ہو۔ شرم کرو ضوفی! شرم کرو۔ اس وقت مجھے تم اس قدر بری لگ رہی ہو کہ حد نہیں۔ کاش تم میری بہن نہ ہوتیں' کاش تم نے یہ سب نہ کیا ہوتا اور میں نے نہ سنا ہوتا۔ میں مر کیوں نہ گئی تمہارے منہ سے یہ سب سننے سے پہلے...؟" وہ اب اپنے منہ پر تھپڑ مارنے لگی تھی۔ حیران و ششدر ضوفی نے اسے دیکھا۔ وہ اسے مار کر خود بری طرح رو بھی رہی تھی اور اپنے چہرے کو پیٹ بھی رہی تھی۔ اس وقت وہ بالکل دیوانی لگ رہی

تھی۔ہوش وحواس سے بیگانہ۔اس نے فوراًاس کے دونوں متحرک ہاتھ تھام لیے۔لائبہ نے ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھ چھڑا لیے۔

"وہ کیا سوچتا ہو گا؟ضوفی! وہ ہمارا محسن ہے'کیا تمہیں نہیں پتا اس نے مجھے بے غیرتی کی حرام موت سے بچایا تھا؟ وہ ہمارے خاندان کی عزت کو سہارا دینے والا ہے اور تم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھے اس کی نظروں سے گرا دیا ہے۔"روتے ہوئے اس نے اسے دیکھا پھر اس کا کندھا جھنجوڑ ڈالا۔"بتائو ضوفی! تم میں اور ان لوگوں میں کیا فرق رہ گیا ہے؟ وہ بغیر دیکھے اور ثبوت کے تمہاری بہن پر بہتان بازی کر گئے تھے اور تم نے بھی بلا سوچے سمجھے کسی بے قصور مخلص انسان کو کٹہرے میں لا کھڑا کیا... یہ بھلا کہاں کا اصول ہے کسی اور کا غصہ کسی اور پر نکال دو' یہ کہاں جائز ہے؟ تمہارے اندر اتنا ہی طیش بھرا ہوا تھا تو تم پہلے میرا گلا گھونٹتیں اور پھر اپنا۔اگر تمہاری نفرت اور غصہ اس طرح کم نہیں ہوتا تو تم ایک پسٹل لیتیں اور محلے والوں کو شوٹ کر دیتیں مگر تم پھر بھی برائی کا خاتمہ نہیں کر سکتی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

چاہے تم زوہیب شاہ کی موت بھی یقینی بنا دیتیں پھر بھی نہیں کیونکہ تم خود بھی گنہگار ہو۔ تم نے قتل سے بھی بڑا گناہ کیا ہے۔ تم نے کسی اچھے پر خلوص انسان کا دل دکھایا ہے۔ کاش تم کچھ بولنے اور کہنے سے پہلے سوچ لیتیں۔ اگر مجھے پتا ہوتا تمہاری خاموشی کے پیچھے یہ طوفان چھپا ہوا ہے تو میں اسے یہاں آنے سے ہی روک دیتی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی ضوفی! تم میری بہن ہو کر اس انتہا کو بھی پہنچ سکتی ہو؟" وہ اسے بری طرح جھنجوڑ کر تکیے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ "میں نے تو تمہیں یہ سب نہیں سکھایا۔ اس طرح کب میرا ضبط جھلکتا دیکھا ہے تم نے؟ ہمیشہ تمہیں یہی سکھایا کہ کوئی تھپڑ بھی مارے تو دوسرا گال پیش کر دو صبر و شکر بھی تو کیا جا سکتا تھا۔ تم وہاں نہیں راضی تھیں تو آرام سے انکار کر دیتیں' یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے تو اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔ تکیے پر سر رکھے وہ کتنی شدت سے روتی رہی۔

www.novelsclubb.com

"پری...!"اس نے جیسے ہی اس کا کندھا چھوا'اس نے ایک دم اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔ پھر ضوفی کے اندر اسے پکارنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔گالوں پر ہاتھ رکھے اسے بری طرح ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرتے دیکھتی رہی۔کئی لمحے یونہی سرک گئے۔لائبہ تکیے پر سر رکھے اوندھے منہ ہی روتے روتے خاموش ہو گئی تھی۔لائبہ کے کافی دیر بعد نارمل ہو جانے پر اس نے ڈرتے ڈرتے دوبارہ اس کا کندھا چھوا تھا۔"پری" اس نے بہت ڈرتے محبت سے اس کا کندھا تھام کر اس کا رخ سیدھا کیا تو اپنا ہاتھ ہی ڈھلک گیا۔لائبہ ہوش میں نہیں تھی۔وہ ایک دم چیخ اٹھی۔

"پری...پری...!کیا ہو گیا ہے آپ کو...اٹھیں نا"وہ بری طرح اسے جھنجوڑنے لگی۔جب مطلق اثر نہ ہوا تو دیوانہ وار لائونج کی طرف بھاگی۔جہاں بھیا بھابی تھے۔

"بھیا!بھابی...وہ...وہ پری..."بغیر دوپٹے کے وہ اتنی ڈری ہوئی حواس باختہ تھی کہ باہر سے ہی آوازیں دیتی اندر داخل ہوئی۔اس کے چہرے پر ایسی وحشت اور

بوکھلاہٹ طاری تھی کہ بھیا بھابی کے ساتھ وہاں موجود تینوں افراد کھڑے ہو گئے۔

"کیا ہوا ہے لائبہ کو؟" مہ جبین بھابی نے فوراً آگے بڑھ کر اس کا کندھا ہلایا۔

"پتا نہیں پری کو کیا ہو گیا ہے بھابی! وہ بے ہوش ہو گئی ہیں۔" روتے ہوئے بمشکل وہ بتا پائی تھی اس کے بتانے پر بھیا بھابی فوراً کمرے میں آئے تھے۔ دونوں نے لائبہ کے بے سدھ وجود کو سیدھا کیا انیقہ اور فوزان بھی اندر داخل ہو گئے جبکہ وہ زار و قطار روتی دروازے کی چوکھٹ پر ہی کھڑی رہی۔ اس میں تو اتنی ہمت ہی نہ تھی آگے بڑھ کر لائبہ کو دیکھتی' پھر وہ باہر نکل کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔ بھیا نے فون کر کے ڈاکٹر کو جلد آنے کا کہا تھا۔ وہ دونوں مل کر پانی کے چھینٹے مار کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ فوزان چند قدم آگے بڑھ آیا۔ ابھی کچھ دیر پہلے یہ بلیک سوٹ میں چمکتی دمکتی لڑکی ان سب کے پاس بیٹھی ہوش و حواس میں تھی اور اب... اس نے اس کا بازو اٹھا کر نبض چیک کی'! وہ نارمل تھی

اس نے سکون کا سانس لیا۔ وہ صرف بے ہوش ہوئی تھی۔ کیوں ہوئی تھی؟ وہ نہیں جانتا تھا۔ وہ الجھتا ہوا باہر نکل آیا۔ کمرے کے باہر دیوار کے ساتھ لگی ضوفی کو دیکھا تو رک گیا۔

"ضوفشاں! یہ سب کیا ہے' کیوں کیا تم نے ایسا...؟ ایسی کیا خاص بات ہوئی تھی کہ تم دونوں یہ سب کر رہی ہو۔ کیا میری طرف سے کوئی غلطی ہو گئی ہے؟" وہ یہی سمجھ رہا تھا۔ اس کی آواز پر اس نے اپنے ہاتھ ہٹا کر اس لمبے چوڑے وجود کو دیکھا۔ کیا کچھ نہیں تھا اس بھرپور پرکشش مرد میں۔ جس دن وہ پہلی دفعہ کیس کی پڑتال کرنے لائبہ کے ساتھ ان کے گھر آیا تو دونوں کو ایک ساتھ کھڑے دیکھ کر اس نے اسی دن اللہ تعالیٰ سے دعا کی بہن کا مقدر بن جائے۔ کتنے بچ رہے تھے دونوں ایک ساتھ کھڑے... اسے وہ منظر اب بھی نہیں بھولتا۔ آج سے صرف دو دن پہلے اس کے لبوں سے لائبہ کے لیے اظہار پسندیدگی سن کر اس کا دل باغ باغ ہو گیا تھا اور جب منزل بالکل قریب تھی تو سب کچھ بدل گیا۔ لائبہ نے اسے صرف اس بات پر

مارا تھا کہ اس نے اس اچھے شخص کو بے عزت کیا تھا۔اس کا دل دکھایا تھا لیکن غلط ہو گیا تھا بہت کچھ...سب الٹ پلٹ ہو گیا تھا۔اور وہ لائبہ...!اچانک لائبہ کا خیال آیا تو پھر رونے لگی۔

"فوزان بھائی!پری مجھ سے ناراض ہو گئی ہیں۔وہ بہت سخت خفا ہو گئی ہیں۔وہ مجھ سے اب کبھی بھی نہیں بولیں گی۔"وہ متواتر روئے جا رہی تھی جبکہ فوزان خود کو خاصا بے بس محسوس کر رہا تھا انیقہ نے آگے بڑھ کر ضوفی کو ساتھ لگا لیا۔

"کچھ نہیں ہوا اسے۔وہ بالکل ٹھیک ہے۔بس بے ہوش ہو گئی ہے۔ابھی ڈاکٹر آتا ہے تو ٹھیک ہو جائے گی۔"وہ اسے ساتھ لگا کر دوبارہ کمرے میں لے آئیں۔کرسی پر بٹھا کر اس کا چہرہ صاف کر کے پانی پلایا۔اسے کچھ تسلی ہوئی تو فوزان اور انیقہ کے ساتھ حامد علی صاحب کو دیکھ کر پیشانی عرق ندامت سے تر ہو گئی۔وہ سر جھکائے بیٹھی رہی تھی۔ڈاکٹر آیا تو وہ نیم بے ہوش لائبہ کو دیکھنے لگا۔انجکشن لگا کر وہ اسے مکمل آرام کا بتا کر چلا گیا تھا۔بھیا دہری شرمندگی محسوس کر رہے تھے۔کچھ دیر بعد

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ لائبہ کی طرف سے مطمئن ہو کر ان تینوں کے ساتھ باہر آ گئے۔ بھابی لائبہ کے سرہانے ہی بیٹھی رہیں تو وہ بھی ان سب کے پیچھے باہر نکل آئی۔

"آئی ایم سوری! یقیناً آج جو کچھ بھی ہوا' یہ سب نہیں ہونا چاہیے تھا۔ میں اس بات پر شرمندہ ہوں۔" بھیا حامد علی صاحب کے ہاتھ تھامے کہہ رہے تھے۔

"شرمندگی کی کیا بات ہے۔ اپنا گھر ہے' پھر آئیں گے اور یقیناً اگلی دفعہ "نہ" نہیں سنیں گے۔" بھیا کے ہاتھ کو دباتے وہ دھیمے سے مسکرائے۔

"نہیں' آپ لوگ دوبارہ بھی کبھی مت آیئے گا۔ اس سلسلے میں یا کسی اور سلسلے میں... کبھی بھی نہیں... یہاں جو بھی ہوا میں اس کے لیے شرمندہ ہوں اور معافی بھی مانگتی ہوں۔" اپنی بات کہہ کر وہ چلی بھی گئی تھی بھیا پھر ایک دفعہ نظریں چرانے پر مجبور ہو گئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اب یہاں رکنے کی مزید کوئی گنجائش نہیں... میرا خیال ہے فوزان اب ہمیں چلنا چاہیے۔" انیقہ نے ناراض نظروں سے بھائی کو دیکھا۔ وہ جو پہلے پریشان تھا' مزید پریشان ہو گیا۔ آتے وقت مہمانوں میں جس قدر جوش و خروش تھا' جاتے وقت دونوں طرف اسی قدر مایوسی' ناامیدی اور ذہنوں میں شکوک و شبہات پروان چڑھ چکے تھے۔ اس نے بھی خاموشی سے بہن اور بہنوئی کے ہمراہ قدم ملا لیے تھے۔

.../...

گاڑی ڈرائیو کرتے فوزان صدیقی نے کن انکھیوں سے بہن کے ناراض' خفا سے چہرے کو دیکھا۔ شہود کے گھر سے نکلنے کے بعد سے وہ بالکل خاموش تھیں اور کس قدر خفا تھیں ان کے چہرے سے اندازہ لگا سکتا تھا۔ اس نے حامد علی صاحب کو بھی دیکھا وہ بھی بالکل خاموش کچھ سوچتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

"تم شہود کی فیملی کو کب سے جانتے ہو؟" طویل پراسرار خاموشی کے بعد اس کے کانوں میں حامد علی صاحب کی آواز ابھری۔ اس نے شکر کا کلمہ پڑھا ورنہ اسے ڈر تھا کہ کہیں بہن کی طرح بہنوئی بھی ناراض نہ ہوں۔

"بہت پرانا ساتھ نہیں، یہی کوئی پانچ چھ سال ہو گئے ہیں۔"

"اچھا...! تم نے اس کی بہن کو کب دیکھا تھا؟" اگلا سوال بھی کچھ سوچتے ہوئے ادا ہوا تھا۔

"آپ گھر چلیں، وہاں چل کر ساری بات بتا دوں گا۔" بہن کے نام پر انیقہ کے چہرے کے تاثرات بدلے تو اس نے جلدی سے کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے ہمیں کچھ بتانے کی... نجانے کیا کرتے پھرتے ہو تم! تم نے شادی کا کہا تو میں خوش ہو گئی یہ سمجھ کر کہ میرے بھائی کو برسوں میں سہی شادی کی بھی یاد آ ہی گئی ہے، بلا سوچے سمجھے فوراً ہامی بھر لی۔ تم نے کہا تم پہلے زبیر

کی شادی کروائو گے پھر اپنے بارے میں سوچو گے' میں نے اور بابا نے یہ بھی مان لیا' تم نے جو لڑکی اپنے لیے پسند کی تھی اسی کی بہن کا کہا' ہم نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ پتا نہیں تم ہمیں کن لوگوں میں بے عزتی کروانے کے لیے لے آئے تھے۔ چلو لائبہ تو پھر بھی نظر کو بھا گئی' چھوٹی بہن کی زبان دیکھی تھی کیسی چل رہی تھی۔؟'' انیقہ آپی ایک دم خاموشی بھول کر کہنے لگیں۔ اس نے حامد علی صاحب کو دیکھا۔

'' صحیح کہہ رہی ہیں تمہاری بہن۔ ہمیں تم پر بھروسا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم ہمیں اس طرح بغیر کچھ بتائے' بنا صورت حال واضح کیے لے جاتے۔''

''آپ گھر تو چلیں میں سب بتا دوں گا۔ ناراض تو مت ہوں۔'' اس نے دونوں کو دیکھا۔ انیقہ سر جھٹک کر باہر دیکھنے لگیں۔ حامد صاحب بھی خاموش ہو گئے۔

"ہمیں پہلے ہمارے گھر چھوڑ دو۔ بعد میں تم جہاں مرضی جائو۔" انیقہ نے نروٹھے پن سے کہا تو اس نے بے چارگی سے حامد علی صاحب کو دیکھا۔

"باباجان' زبیر اور زیبا گھر پر انتظار کر رہے ہوں گے۔ بعد میں چھوڑ دوں گا۔"

اسے رہ رہ کر باباجان کا خیال آ رہا تھا وہ اس کی رضامندی کا سن کر کتنے خوش ہوئے تھے۔ بیٹے کی شادی کا ارمان اتنا تھا کہ ساری رات سوئے بھی نہیں تھے۔ صبح صبح انیقہ زیبا اور ٹینا تینوں کو فون کر کے فوزان کی شادی کے لیے رضامندی کے بارے میں بتایا تھا۔ تینوں اتنے عرصے بعد ایک دم اس کے مان جانے پر بے انتہا خوش تھیں۔ جب علم ہوا کہ وہ لڑکی پسند کر چکا ہے تو اور بھی زیادہ پرجوش ہو گئیں۔ شہنان تو لاہور میں تھی' وہ تو نہ آئی اگلے دن ہی زیبا جو یہاں راولپنڈی میں آباد تھی اپنے میاں کے ساتھ آ گئی۔ انیقہ تو پہلے ہی ان کے نزدیک ہی رہتی تھی۔ سوائے زبیر کے اس نے آج تک لائبہ کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ ایک رضوان جانتا تھا۔ جب لائبہ کا کیس چلا تھا۔ اب تو وہ اس کا نام بھی بھول گیا ہو گا یہی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سوچ کر اس نے اس کے ذہن میں لڑکی واضح نہیں کی تھی۔بس سب خوش تھے کہ برسوں بعد ہی سہی وہ شادی کے لیے کسی طور آمادہ تو ہوا۔وہ لائبہ کو مکمل طور پر عزت سے بیاہ کر لانا چاہتا تھا۔اس سے پہلے اسی ضوفی کا بوجھ لائبہ کے کندھوں سے اتارنا تھا۔زبیر کو ساری صورت حال بتا کر اس نے پہلی ملاقات میں ہی سمجھا دیا تھا جبکہ اور سب کو بتانے سے اس نے گریز ہی کیا۔خوامخواہ سب لائبہ اور ضوفی کے متعلق متجسس ہو جائیں گے۔صورت حال کا یہ رخ تو اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ پہلے ضوفی کا ردعمل' لائبہ کی بے ہوشی اور اب انیقہ کی ناراضگی سب مل کر اسے بہت ڈسٹرب کر رہی تھیں۔انیقہ کے بار بار کہنے پر بھی وہ پہلے اپنے گھر آیا تھا۔ گاڑی گھر کے پورچ میں رکی تو زیبا طلال سمیت زبیر اور بچوں کی پوری پنڈال باہر ہی انتظار کرتی مل گئی۔

www.novelsclubb.com

"ماما آ گئے' ماما آ گئے۔"ان کو گاڑی سے اترتے دیکھ کر بچے شور کرنے لگے تھے۔

''اتنی دیر لگادی آپ نے... کیا بنا... کیسی ہے میری بھابی...؟''زیبا اپنے سوئے ہوئے بیٹے کو ایک بازو سے دوسرے پر منتقل کرتے پوچھنے لگی۔وہ اتنی خوش ہو رہی تھی کہ فوزان نے بے اختیار نظریں چرائیں۔

''بھئی یہیں کھڑا رکھنے کا ارادہ ہے کیا! پہلے ہمیں اندر تو جانے دیں۔''حامد علی صاحب نے دہائی دی تو سب بچے پیچھے ہٹ گئے۔بابا جان آج اپنے کمرے کی بجائے لائونج میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ان سب کو آتے دیکھ کر انہوں نے مسکراتے ہوئے اپنی وہیل چیئر درست کی۔

''آپ لوگ اتنے خاموش کیوں ہیں' کیا ہوا کیا لڑکی پسند نہیں آئی؟''زیبا نے دوبارہ پوچھا تو بابا جان بھی چونک گئے۔فوزان نے حامد علی صاحب کی طرف دیکھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"فوزان! حامد بیٹے کیا ہوا ہے؟ تم لوگ تو رشتے کی بات کرنے گئے تھے؟" ان کی مسلسل چپ سے خائف ہوتے بابا جان نے بھی پوچھا۔ انیقہ نے ایک گہری سانس لی۔

"جہاں ہم گئے تھے وہاں سے صاف انکار ہو گیا ہے۔" انیقہ نے ہی بتایا۔

"کیوں؟" بہت سوں کا سوال زبیر کی زبان سے ادا ہوا تھا۔ "وہ تو بہت اچھے لوگ ہیں۔ پھر انہوں نے انکار کیوں کیا؟"

"اس کیوں کا سوال بہتر ہے آپ اپنے بھائی سے کریں۔" انیقہ نے اب بھی جلے کٹے انداز میں کہا۔ دراصل انہیں اپنی وہاں ہونے والی بے عزتی نہیں بھول رہی تھی۔ سب کی نظریں ایک دم فوزان صدیقی پر اٹھ گئیں۔ زیبا طلال اور بچوں سمیت زبیر کا سارا اشتیاق صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔ وہاں اب "کیوں" کا ایک بڑا سوالیہ نشان تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

زرد موسم کے دکھ

بائے سمیرا اشریف طور

پارٹ 8

"اس کیوں کا سوال بہتر ہے آپ اپنے بھائی سے کریں۔" انیقہ نے اب بھی جلے کٹے انداز میں کہا۔ دراصل انہیں اپنی وہاں ہونے والی بے عزتی نہیں بھول رہی تھی۔ سب کی نظریں ایک دم فوزان صدیقی پر اٹھ گئیں۔ زیبا طلال اور بچوں سمیت زبیر کا سارا اشتیاق صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔ وہاں اب "کیوں" کا ایک بڑا سوالیہ نشان تھا۔

www.novelsclubb.com

"جب ہم گئے تو تب لڑکی کی بھابی اور چچازاد بھائی ہی نے ہمیں ریسیو کیا تھا۔ دونوں بہت سلجھے ہوئے تھے' انہوں نے بہت آئو بھگت کی' بہت خلوص سے ملے۔

لڑکیاں دونوں ہی بے حد خوب صورت ہیں مگر جب رشتہ دیا گیا تو وہ لوگ عجیب سی کیفیت سے دوچار ہو گئے۔ جیسے انہیں یہ رشتہ قبول بھی ہے اور نہیں بھی...وجہ تو بعد میں کھلی جب ضوفشاں نے خود انکار کیا۔ جس لڑکی کو فوزان نے اپنے لیے پسند کیا ہے وہ لڑکی پہلے سے شادی شدہ ہے طلاق ہو گئی ہے اس کو...اور کیوں ہوئی ہے اور ہمیں انکار کیوں ہوا ہے یہ ہمیں بھی فوزان ہی بتائے گا۔ کیونکہ ہمیں بھی ابھی تک تشویش لگی ہوئی ہے۔" انیقہ نے باپ کی سوالیہ نظروں کا جواب بہت تفصیلی دیا تھا سب کے افسردہ چہرے اس نئے انکشافات پر مرجھا سے گئے۔

"مجھے نہیں علم ضوفشاں نے انکار کیوں کیا ہے۔اس سلسلے میں میں خود بھی الجھا ہوا ہوں۔ کیونکہ لائبہ نے خود بتایا تھا کہ وہ آج کل ضوفشاں کے رشتے کی تلاش میں ہے۔ میں نے اگر آپ لوگوں سے کچھ چھپایا تھا تو مصلحتاً چھپایا تھا' میرا مقصد کسی کو دھوکا دینا نہیں تھا۔ لائبہ اور ضوفشاں حقیقت میں بھی بہت اچھی لڑکیاں ہیں۔ زبیر مل چکا ہے اس سے اور جو کچھ میں نے آپ سے چھپایا ہے وہ سب جانتا ہے میں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنے کمرے میں جارہاہوں' زبیر آپ کو سب بتادے گا مگر لائبہ یا ضوفی دونوں بہنوں کی ذات پر سوال اٹھانے یا نفرت کرنے سے پہلے آپ سب نیناں کو مت بھولیے گا۔" سوفے سے اٹھتے ہوئے اس نے بہت ہی ٹھہرے لہجے میں سب کہہ دیا پھر اپنے کمرے میں جانے کے لیے آگے بڑھا تو سب کی نظریں خود پر محسوس کیں۔

"فوزان..." اس سے پہلے کہ وہ لائونج کے دروازے سے باہر نکلتا باباجان نے آواز دی۔ وہ فوراً پلٹا تھا۔

"جی باباجان!"

"یہ 'نیناں' کا نام تم نے کیوں اٹھایا ہے۔" بہت کرب سے انہوں نے پوچھا تھا۔

"کیونکہ نیناں میری بہن تھی' اس سے ہم سب کو محبت تھی' لائبہ میری کچھ بھی نہیں اس کے باوجود میں نے برسوں محبت کے ساتھ ساتھ اس کی عزت بھی کی ہے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور ان دونوں کا قاتل ایک ہی شخص ہے زوہیب شاہ! ستم یہ ہے کہ نیناں مر گئی اور اس دنیا سے چلی گئی جبکہ لائبہ زندہ ہے مگر مردوں سے بدتر ہے۔ میں تو بس اتنا چاہتا ہوں کہ اسے زندگی دے دوں۔ وہ خوشیاں جو اس سے روٹھ گئی ہیں' اسے سونپ دوں۔ آپ نے ہمیشہ انسانیت کی بات کی ہے بابا جان! اور میں انسانیت کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں۔ حامد بھائی اور انیقہ آپی نے اس معاملے میں اپنی بے عزتی محسوس کی ہے تو ساری صورت حال سن لینے کے بعد وہ اگر کہیں تو میں ان سے معافی مانگ لوں گا' مگر صرف اتنی التجا ہے کچھ غلط سوچنے سے پہلے لائبہ اور نیناں کو ایک ہی میزان سے تولیے گا کیونکہ وہ دونوں ایک جیسی ہی تھیں۔" بہت سنجیدگی سے کہتا ہوا وہ اپنے کمرے میں آگیا تھا۔ اندر بہت گھٹن ہو رہی تھی۔ تلخی اتنی تھی کہ ہر چیز گم ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ اتنی سردی میں اس وقت شاور لینا مناسب نہیں تھا۔ مگر وہ پھر بھی کپڑے لے کر باتھ روم میں گھس گیا۔ گرم پانی سے شاور لے کر باہر آیا تو کمرے میں خنکی بڑھ گئی تھی۔ اسلام آباد جیسے شہر میں سردی بہت

www.novelsclubb.com

پڑتی ہے وہ ہیٹر آن کر کے بستر پر لیٹ گیا۔کچھ خیال آتے ہی اس نے اپنے کوٹ کی جیب سے اپنا پرسنل سیل نکالا ذہن ابھی بہت الجھا ہوا تھا۔وہ نمبر زپش کرنے لگا۔ کتنی بیلوں کے بعد ریسیور اٹھایا گیا تھا۔

"ہیلو..."

"کون ہے؟"پوچھا گیا تھا وہ فوراً آواز پہچان گیا۔

"شہود میں فوزان ہوں۔لائبہ کیسی ہے اب؟"اس نے جلدی سے پوچھا۔تو دوسری طرف ایک گہرا سانس لیا گیا تھا۔

"وہ تو بہتر ہے۔"شہود نے جواب دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں پوچھ سکتا ہوں یہ ساری صورت حال کیوں پیش آئی جبکہ میں بغیر بتائے آپ کے ہاں نہیں آیا تھا لائبہ سے بھی میری اس سلسلے میں بات ہوئی تھی'اس سے بات کرنے کے بعد ہی میں نے اپنے گھر والوں کو کچھ بتایا تھا پھر اچانک یہ تبدیلی...؟"

"یار فوزان! میں خود بہت پریشان ہوں۔ میں خود چاہتا ہوں میرے کندھوں سے یہ ذمہ داریاں اتر جائیں مگر کیا کروں' ہر دفعہ کوئی نہ کوئی مسئلہ ہو جاتا ہے۔ میں تو خوش تھا تمہاری بھابی بھی راضی تھیں۔ لائبہ کو بھی اعتراض نہیں تھا۔ یہ اچانک ضوفی..."

"نہیں شہود یہ اچانک تو نہیں ہوا۔ کوئی بات ہوئی ضرور ہے۔ دیکھو اگر میری وجہ سے کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے تو میں صفائی پیش کرنے کو تیار ہوں مگر یوں اس طرح رشتے کے لیے انکار مت کریں۔"

"فوزان! میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں اسی لیے تو میں نے تمہیں لائبہ اور ضوفی کے متعلق سب بتا دیا تھا تاکہ کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ بس یوں سمجھ لو ضوفی راضی نہیں اور تم جانتے ہو اس کی مرضی کے بغیر میں کچھ نہیں کروں گا۔"

"کیا ضوفشاں کسی اور میں انٹرسٹڈ ہے۔" کچھ جھجکتے ہوئے اس نے آخر کار پوچھ ہی لیا۔

"نہیں' ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو تم لوگوں کو میں یہاں آنے سے پہلے ہی منع کر دیتا۔" شہود نے پرزور تردید کی تھی۔ اس کے دل پر موجود بوجھ اتر کر دماغ پر آ گیا۔

"شہود! دو دن پہلے کیا ہوا تھا جس کا ضوفی ذکر کر رہی تھی؟ میری وجہ سی ایسی کیا بات ہو گئی ہے کہ وہ اس بری طرح انکار کر گئی؟ اسی طرح کے رد عمل کا اظہار وہ شخص کرتا ہے جسے بہت سخت چوٹ لگی ہو اور وہ چوٹ اس کے لیے سہنا مشکل ہو جائے اور جس کی وجہ سے لگے وہ اسے ہی تختۂ مشق بنا لیتا ہے۔ اب ایسی کیا نئی بات ہوئی ہے۔" وہ ابھی بھی بہت خلوص سے پوچھ رہا تھا دوسری طرف خاموشی تھی۔

"کوئی بات نہیں ہوئی۔بس ضوفی لائبہ کے لیے بہت حساس ہے' تم کو بتایا ہے نا دونوں نے بہت کچھ سہا ہے۔اب اس موڑ پر کچھ تلخ ہو گئی ہیں۔"

"میں اسی کا تو ازالہ کرنا چاہتا ہوں' میں لائبہ کو تحفظ دینا چاہتا ہوں۔لائبہ ضوفشاں سے بہت محبت کرتی ہے اس کو ہمیشہ کے لیے لائبہ کے قریب رکھنے کے لیے ہی تو میں نے یہ قدم اٹھایا ہے مگر لگتا ہے آپ کو مجھ پر بھروسا نہیں۔اب نئی جو بھی بات ہوئی ہے اس کا پتا تو میں کروا ہی لوں گا بہتر ہے آپ لوگ خود مجھے میری غلطی بتا دیں۔"اس نے مزید پانچ منٹ شہود سے بات کی تھی۔وہ کسی بھی طرح اسے کچھ بتانے پر آمادہ نہیں ہوا تھا۔ضوفی کے اس رویے' لائبہ کی افسردہ آنکھوں اور بے ہوشی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے' وہ خود سے ہی الجھتا رہا' سوچتا رہا' مگر کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔

یہ رات اس کے لیے بہت اذیت ناک تھی۔

"پری! پلیز یوں نہ کریں۔آپ کی یہ بے اعتنائی مجھے مار دے گی۔" چار دن ہو گئے تھے لائبہ اس سے رخ موڑے ہوئے تھی۔وہ اس سے کوئی بات نہیں کر رہی تھی۔وہ کتنی دفعہ کوشش کر چکی تھی۔وہ جب بھی اسے بلاتی وہ اٹھ کر چلی جاتی یا پھر خاموش رہتی۔اور اب بھی جب وہ اس سے یہ کہہ رہی تھی تو وہ اٹھ کر باہر جانے لگی۔ضوفی فوراً اس کا ہاتھ تھام کر سسک اٹھی۔یہ شاید زندگی میں یوں پہلا موقع تھا کہ وہ اس بری طرح ضوفی سے کسی بات پر ناراض ہوئی تھی۔ضوفی کو یوں روتے دیکھ کر اس کا دل پسیجا۔لائبہ بہت چاہنے کے باوجود اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں نکال پائی تھی۔"پری! کچھ بھی کہہ لیں' برا بھلا کہیں' مجھے مار لیں لیکن خدا کے لیے یوں رخ نہ موڑیں' میرا آپ کے سوا اور کون ہے' اگر آپ نے بھی یوں کیا تو میں مر جائوں گی۔" وہ لائبہ کے ہاتھ پر سر رکھے رو رہی تھی۔لائبہ کا دل پھٹنے لگا۔آنکھیں آنسوئوں سے بھر آئیں۔"میں کیا کرتی؟ کسی کو نہیں پتا میں کتنی دکھی

ہوئی تھی۔ان محلے داروں نے جو ہمارے ساتھ کیا' وہ کم نہیں تھا۔آپ تو آنسو بہاتی رہیں غم بھی منالیا مگر میں کیا کرتی؟ میں نہیں رہ سکتی تھی۔اگر میری آنکھ سے آنسو بہتے تو آپ کو تکلیف ہوتی اور میرے آنسو اندر ہی اندر گرتے رہے ہیں۔ میری غلطی یہ تھی کہ میں نے فوزان صدیقی کو برا بھلا کہا تھا مگر میں نے انہیں تو کچھ نہیں کہا تھا پھر یہ حقیقت چھپ تو نہیں سکتی تھی۔ہم جیسی لڑکیوں کی شادیاں نہیں ہوتیں۔انہیں کوئی بیاہنے نہیں آتا تو پھر یہ فوزان صدیقی کیوں آگئے تھے؟''

''لیکن ضوفی انکار سلیقے سے بھی کیا جا سکتا تھا اور تم نے گھر آئے مہمانوں کی بے عزتی کی تھی۔'' وہ ان چار دنوں میں پہلی دفعہ بولی تھی۔برستی آنکھوں سے ضوفی کو دیکھا۔''میں تم سے ناراض نہیں ہوں' میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتی۔ دکھ تو اس بات کا ہے کہ اس بھری دنیا میں بھیا بھابی کے بعد یہ واحد شخص تھا جو ہماری عزت کرتا تھا۔جس نے ہماری کردار کشی نہیں کی تھی اور اب اسی کی وجہ سے ہم سب کچھ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔'' اس نے روتے ہوئے اسے ساتھ

لگالیا۔ ''ضوفی! میرا کیا ہے' زندگی گزر رہی ہے' آگے بھی گزر ہی جائے گی مگر تم کیوں میری وجہ سے بغیر کسی جرم کے پس رہی ہو؟ یہ واحد امید تھی' اب یہ بھی ختم ہو گئی ہے۔ تمہاری شادی ہو جاتی تو میرے بھی دکھتے دل کو شاید قرار آجاتا۔'' وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ضوفی فوراً بول اٹھی۔

''نہیں پری! یہ لوگ یہ محلہ کیا ہمیں جینے دیتا؟ کبھی بھی نہیں... تو پھر ہم انہیں 'ہاں' کہتے؟ فوزان صدیقی کے نام کی وجہ سے آج ہمیں اپنا گھر چھوڑنا پڑا ہے۔ جب لوگوں کے علم میں آتا کہ اسی فوزان صدیقی کے بھائی سے میری شادی ہو رہی ہے تو کیا یہ لوگ ہمیں جینے دیتے' کبھی بھی نہیں۔ بلکہ ہمارے اوپر لگائے گئے ان کے ہر الزام کی تصدیق ہو جاتی۔ لاہور سے یہاں تک آپ کے متعلق کتنی جھوٹی کہانیاں مشہور ہیں تو یہاں سے فوزان کے گھر تک ہمارے کردار کے متعلق کہی گئی لوگوں کی باتیں بھلا نہیں پہنچ سکتی تھیں؟ ایسی باتیں تو جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی ہیں۔ اور پری! اب مجھ میں ہمت نہیں' میں بہت تھک گئی ہوں' میں یہ مزید ذلت

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں سہہ سکتی۔اب اور کسی الزام کو سہنا نہیں چاہتی۔میں یہ الزام در الزام ذلت در ذلت کا تکلیف دہ سلسلہ ختم کرنا چاہتی ہوں۔ہم دنوں یونہی جی لیں گی۔ایک دوسرے کے سہارے ایک دوسرے کے دم سے... ہمیں کسی اور کا سہارا نہیں چاہیے۔میں شادی نہیں کروں گی اور وعدہ کریں دونوں کے درمیان دوبارہ اس موضوع پر کبھی بات نہیں ہو گی۔"

ضوفی کی باتیں اس نے پہلے بھی سوچی تھیں۔اب بھی سوچ رہی تھی۔انکار سے دکھ ہو رہا تھا۔اگر ہاں کہتی تو تب بھی تکلیف سہنا پڑتی تھی۔دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ کر روتی رہی تھیں۔وہ آہستگی سے ضوفی کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی رہی۔

www.novelsclubb.com

"کاش پاپا اگر آج آپ زندہ ہوتے تو دیکھتے آپ کی بیٹیاں آج کس قدر ٹوٹ پھوٹ کر بکھر چکی ہیں۔زمانے کے سرد و گرم نے ہمارے خال و خد کو کس طرح دھندلا دیا ہے۔ہماری پہچان کس قدر مسخ ہو چکی ہے۔ہم زندہ ہوتے ہوئے بھی

مردوں سے بدتر ہیں۔ پاپا پلیز کہیں سے آجائیں۔ ہمیں آپ کے شفیق مضبوط سہارے کی ضرورت ہے۔اس قدر تو میں تب بھی نہیں بکھری تھی جب اغواء کا کلنک ماتھے پر سجا کر آئی تھی۔اب تو چند قدم بھی چلنے کی سکت نہیں رہی مجھ میں۔ پلیز پاپا واپس آجائیں۔" وہ روتے ہوئے پاپا کے تصور سے باتیں کر رہی تھی۔

بھیا اور بھابی ضوفی سے سخت ناراض تھے۔لائبہ کی طرف سے مطمئن ہو کر اس نے انہیں منایا۔ہر طرح کی سخت سست سن کر بھی خاموش رہی بالآخر لائبہ کی سفارش پر وہ مانے تھے۔ادھر سے مطمئن ہوئی تو فوزان صدیقی کی مسلسل آنے والی فون کالز نے دونوں کو پریشان کر دیا تھا۔دونوں تصور کیے ہوئے تھیں کہ اب انکار ہو گیا ہے فوزان صدیقی والا معاملہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے لیکن اس کی ان کالز نے یہ خوش فہمی ختم کر دی تھی۔

"فوزان آج میرے پاس آفس آیا تھا۔" ڈائننگ ٹیبل پر سب کھانے میں مصروف تھے۔جب اچانک شہود بھائی نے ذکر چھیڑا۔بھابی کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی

متوجہ ہو گئیں۔ ”وہ انکار کی اصل وجہ جاننا چاہتا ہے۔اس رات بھی جاتے ہی اس نے فون کیا تھا۔وہ کہہ رہا تھا کہ اس کی بہن اور بہنوئی دوبارہ آنا چاہتے ہیں اور وہ بتا رہا تھا کہ لائبہ خود بھی یہی چاہتی تھی کہ صوفی کی شادی ہو جائے پھر ایسی کیا بات ہو گئی ہے جو مجھے بار بار ناامید کیا جا رہا ہے؟“

”تو پھر آپ نے کیا کہا؟“ وہ بھی سن کر پوچھنے لگی۔

”تم دونوں خود سوچو‘ بھلا اصل بات اسے بتانے کے قابل تھی۔کس قدر دکھی ہوتا اگر اسے اصل حقیقت کا علم ہو جاتا۔بس...میں نے کہہ دیا ہے تم دونوں آپس میں متفق نہ تھیں اور صوفی نے خود انکار کر دیا۔اب یہ سلسلہ یہیں ختم کر دو۔“

”اور اس نے آپ کی بات مان لی؟“ دل میں کلبلانے والا سوال نوک زبان پر فوراً آ گیا۔

"نہیں... مگر میرے جواب کے بعد وہ مزید کوئی بات کہے اور سوال اٹھائے چلا گیا تھا۔" شہود بھائی بتا کر ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ وہ سوچوں میں غلطاں ہو گئی۔

وہ دونوں اپنے پورشن کو خالی نہیں رکھنا چاہتی تھیں۔ شہود بھائی ان دنوں کرائے دار کا بندوبست کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ سردی میں اضافہ ہو گیا تھا' بھابی اور ضوفی دونوں گرم کپڑوں کی خریداری کے لیے بازار کا ایک چکر لگانے کا سوچ رہی تھیں۔ چھٹی والے دن وہ دونوں بازار چلی گئیں تو وہ اپنے پورشن میں آ گئی۔ چند دن صفائی نہ کرنے کی وجہ سے سارا گھر گرد سے اٹا پڑا تھا۔ وہ پائنچے اڑس کر' پائپ اور جھاڑو لے کر دھونا شروع ہوئی تو چھت سے لے کر فرش تک ہر چیز کو اچھی طرح چمکا کر ہی دم لیا۔ کھڑکیوں' دروازوں' دیواروں کی جھاڑ پونچھ کے بعد لان کی باری آئی تھی۔ دو دن پہلے بڑی تیز ہوا چلی تھی' جس کی وجہ سے کئی پودے ٹوٹ گئے تھے' چند کی حالت تو اور بھی ناگفتہ بہ تھی اور پورا لان مرجھائے پتوں سے بھرا پڑا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا۔اس نے پہلے پانی چھڑک کر لان میں جھاڑو لگائی سب پتوں کو ڈسٹ بن میں ڈال کر اس نے اضافی گھاس کاٹی' کیاریوں میں سے اضافی پتے اور ٹہنیاں نکالنے لگی۔گملے پانی سے دھو کر صاف کر کے ایک طرف پکی روش پر قطار میں لگا کر سارا لان ایک دفعہ پھر صاف کر کے وہ خود قینچی لے کر خراب پتوں کی کٹنگ کرنے میں مصروف ہو گئی۔وہ اس قدر انہماک اور دھیان سے پودوں کی کٹنگ میں مگن تھی کہ اچانک ذرا دھیان بٹ گیا۔ذرا سی بے احتیاطی سے کئی پتے کٹ گئے تھے۔اسے افسوس نے آگھیرا۔

"پری پھوپو! یہ انکل آپ سے ملنے آئے ہیں۔" وہ قینچی ہاتھ میں تھامے کٹے پتوں کو تاسف سے دیکھ رہی تھی جب وقاص کی آواز پر اچانک پلٹ کر دیکھا تو اپنی جگہ جم سی گئی۔

"فوزان صدیقی...! آپ...؟"

"ہاں میں..." وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کے مقابل آ کھڑا ہوا پھر رخ موڑ کر وقاص سے مخاطب ہوا۔ وقاص بیٹا آپ جائو' میں آپ کی پھوپو سے بات کر لوں پھر آتا ہوں۔" وقاص فوزان کی بات پر سر ہلاتا چلا گیا۔ وہ چپ و ساکت جھکی نظریں کیے لائبہ کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔

"آپ کیوں آ گئے ہیں یہاں...؟ آپ پلیز یہاں سے چلے جائیں۔" فوزان کے بیٹھنے پر وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔ ڈرتی نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"ہر گز نہیں لائبہ! میں یہ جانے بغیر تو نہیں جائوں گا کہ آپ نے انکار کیوں کیا ہے؟" اس کے بہت ناراض سے لب و لہجے اور انداز پر وہ التجائیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ ساتھ ساتھ اپنی دیوار سے منسلک آنسہ بیگم کی دیوار کی طرف نگاہ بھی کی۔ اسے تو صرف ایک ہی خوف تھا کوئی دیکھ نہ لے اور اس وقت تو بھیا' بھابی' ضوفی کوئی بھی گھر پر نہیں تھا۔ کہیں دونوں کی موجودگی کو غلط رنگ نہ پہنا دیں۔

"پلیز فوزان! آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں۔ آپ جائیں یہاں سے، پلیز خدا کے لیے اس وقت چلے جائیں۔" وہ روہانسی ہونے لگی۔ وہ جانچتی پرکھتی نظروں سے لائبہ کو دیکھتا یونہی بیٹھا ہوا تھا۔ لائبہ کی شکل رو دینے والی ہو گئی تھی۔ آنسو بس چھلک آنے کو بے تاب تھے۔ وہ ایک لمحہ کو اس کی طرف الجھتی نظروں سے دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر جیسے ہی اس کے قریب ہوا وہ سرعت سے پیچھے ہٹی تھی۔

"پلیز اے ایس پی صاحب! میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی، آپ چلے جائیں۔ میری عزت کی خاطر، اس وقت آپ... آپ جائیں۔ میں آپ کی منت کرتی ہوں، ہاتھ جوڑتی ہوں، پلیز یہاں سے چلے جائیں۔" وہ باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ آنسو متواتر چہرے کو بھگو رہے تھے۔ فوزان صدیقی کو اور زیادہ غصہ آنے لگا۔

"نہیں ہرگز... نہیں... کیا سمجھ رکھا ہے آپ نے مجھے؟ میں اتنے خلوص سے بار بار آ رہا ہوں اور آپ بار بار مجھے دھتکار رہی ہیں۔ کیا یہی اہمیت ہے آپ کی نظروں میں میری... جب چاہے بے عزت کر کے گھر سے نکال دیں اور جب چاہیں...؟"

بے بس نظروں سے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے روتی لائبہ کو دیکھا تو رک گیا۔ ”کیوں کر رہی ہیں میرے ساتھ ایسا...؟ آپ نہیں سمجھ سکتیں مجھے کس قدر تکلیف پہنچ رہی ہے۔“ انتہائی تکلیف سے کہتے اس کے قریب ہو کر جیسے ہی فوزان نے اس کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے وہ یوں بدک کر پیچھے ہٹی جیسے کرنٹ لگ گیا ہو۔

”فوزان پلیز...!“ وہ اور شدت سے رونے لگی۔ ”میری عزت کرتے ہیں تو پھر میری خاطر یہاں سے جائیں۔“ وہ بات کہہ کر رخ بھی موڑ گئی۔

اس کے رخ موڑ لینے پر فوزان بمشکل خود پر ضبط کر پایا تھا۔ پھر تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے پورشن سے شہود والے پورشن تک اور پھر گیٹ سے باہر بغیر پلٹ کر دیکھے نکلتا چلا گیا تھا۔ لائبہ نے روتے ہوئے رخ موڑا تو وہ جا چکا تھا۔ وہ بھر بھری ریت کی مانند وہیں زمین پر ڈھے گئی۔ آنسوئوں کی روانی میں اضافہ ہوا تو پھر خود پر بھی اختیار اٹھ گیا۔ اور پھر جو وہ رونا شروع ہوئی تو بھابی اور ضوفی کے آنے تک روتی ہی رہی۔

.../...

کالج ٹائم ختم ہوا تو وہ کتنی دیر تک کاریڈور میں ہی سیڑھیوں پر بیٹھی رہی۔ ہنستی مسکراتی لڑکیوں کو گیٹ سے باہر نکلتے دیکھتی رہی۔ آہستہ آہستہ سارا کالج خالی ہو چکا تھا۔ وہ خالی خالی نظروں سے گیٹ کو دیکھتی رہی۔ جہاں سے اب آخری لڑکی بھی نکل کر جا چکی تھی۔ جوں جوں وقت آگے بڑھ رہا تھا اس کا دل بھی بند ہوتا جا رہا تھا۔ ہاتھ خود بخود کتاب کے اندر رکھے کاغذ کے چھوٹے سے ٹکڑے سے الجھ گئے۔ دو دن سے وہ چھوٹے سے ٹکڑے کو بارہا پڑھ چکی تھی۔ جس میں کچھ بھی نہیں لکھا تھا۔ سوائے چند الفاظ کے۔

"ضوفشاں پلیز میری بات سن لیں۔"

چند الفاظ پہ مشتمل یہ چھوٹا سا جملہ اس پر دو دن سے کس قدر گراں گزر رہا تھا' وہ صرف خود ہی جانتی تھی۔ اس ٹکڑے کے بارے میں اس نے ابھی تک لائبہ سے

بھی تذکرہ نہیں کیا تھا' خود ہی الجھتی رہی' کافی سوچ بچار کے بعد بھی اسے کوئی حل نہیں سوجھ رہا تھا۔

''کالج بند ہو گیا ہے۔''

پیون نے آکر اسے خیالوں کی دنیا سے باہر لا پٹخا۔ وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تو وہ پھر بولا۔ ''کیا بات ہے آپ کو گھر نہیں جانا؟''

''نہیں' میں جانے لگی تھی۔ بس یہ کتابیں سمیٹ رہی تھی۔'' پیون کی مشکوک نظروں سے گھبرا کر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ جلدی سے بیگ اور کتابیں اٹھا کر پیون کے آگے آگے چلنے لگی۔ پہلے گیٹ پر رک کر محتاط نظروں سے ادھر ادھر جھانکا۔ اسے اپنی گاڑی سمیت وہاں اپنی مخصوص جگہ پر نہ پا کر اس نے قدم بھی باہر نکال لیے۔ وین تو گزر چکی تھی وہ کالج کی چار دیواری عبور کر کے کافی دور تک پیدل چلتی رہی تھی پھر روڈ کے ایک طرف ہو کر ادھر سے گزرنے والی دوسری وین کا انتظار

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرنے لگی۔وہ کتنے دنوں سے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا' روز ملنے کی ضد کرتا' اور کتنی دفعہ وہ اسے بے عزت کر چکی تھی۔دوسری طرف انتہائی بے عزتی کے باوجود وہی مرغے کی ایک ٹانگ والی بات تھی۔اسے اب افسوس ہونے لگا۔اس طرح کے شریف انسان بھی اس طرح کی چیپ اور تکلیف دہ حرکتیں اگر کرنے لگیں تو پھر آوارہ' بدمعاش لوگوں سے کسی اچھائی کی توقع ہی عبث ہے۔روز روز اسے دیکھ کر اس نے یہی طریقہ اپنایا تھا کہ آج ذرا تاخیر سے جائے گی سو اب وین کا انتظار کرنا پڑ رہا تھا۔

"السلام علیکم!" وہ اپنی سوچوں میں اس قدر مگن تھی سلام کی آواز پر ایک دم اچھلی تھی۔اپنی بالکل سیدھی جانب دیکھ کر ایک لمحہ کو خائف ہوئی تھی۔دوسرے ہی لمحے سارا ڈر غصے میں بدل گیا تھا۔چہرہ ایک دم لال بھبھوکا ہو گیا تھا۔

"آپ!" غصے کی حدت سے تمتماتا چہرہ' وہ بمشکل بول پائی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آئیں، میں آپ کو گھر ڈراپ کر دوں۔ وین نہیں آئے گی۔ آپ کے آنے سے چند منٹ پہلے وہ گزر چکی ہے۔" وہ مسکراتی نگاہوں سے ضوفشاں کے سرخ چہرے کو دیکھنے لگا۔ اس کی بات نے اس کے غصے کو اور ہوا دی تھی۔ وہ بمشکل خود پر ضبط کر رہی تھی ورنہ زبان فوراً اسے کھری کھری سنانے کو بے تاب تھی۔ نجانے کیوں مروت و لحاظ زبان کو لگام دیئے ہوئے تھے۔

"دیکھیں...!" وہ انگلی اٹھاتی اس کی طرف پلٹی تھی۔

"زبیر صدیقی، آپ مجھے میرے نام سے پکار سکتی ہیں۔" اس نے اس کے غصے کی پروا کیے بغیر دیدہ دلیری دکھائی۔ وہ تاسف سے سر ہلانے لگی۔

"پتا نہیں... آپ کون سی زبان سمجھتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"محبت و خلوص کی لیکن اس کے علاوہ میں غصے کی زبان بھی بخوبی سمجھ لیتا ہوں بشرطیکہ سامنے آپ ہوں۔" وہ اور دلاویزی سے مسکرایا۔ وہ رخ بدل کر کچھ بھی کہنے سننے کا ارادہ ملتوی کر کے دوسری طرف آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھنے لگی۔

"پلیز ضوفشاں میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔ آپ پلیز صرف ایک دفعہ میری بات سن لیں۔ اگر آپ پہلی دفعہ سن لیتیں تو میں اتنے دنوں تک خوار ہوتا اور نہ آپ یوں اذیت سہتیں۔" وہ سنجیدگی سے گویا تھا۔ وہ دھیان دیئے بغیر آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھے گئی۔ "آئیں نا یوں سڑک پر کھڑے بات کرنا اچھا نہیں لگتا۔ دیکھیں آتے جاتے لوگ مشکوک نظروں سے ہم دونوں کو دیکھ رہے ہیں۔" اس کی بات پر اس نے بھی اچٹتی نگاہ کی تو اس کی بات درست لگی، مگر بات پھر وہی تھی۔ وہ اس کے ساتھ نہیں جا سکتی تھی۔

"دیکھیں ضوفشاں! میں بہت ہی شریف قسم کا بندہ ہوں۔آپ پہلے بھی اندازہ کر چکی ہیں۔اس دفعہ بھی آزمائش شرط ہے۔" وہ وہی ازلی بے پرواانداز میں کہہ رہا تھا۔وہ اسے گھورنے لگی جب بولی تو آواز بہت طنزیہ تھی۔

"دیکھیں ضوفشاں! میں بہت ہی شریف قسم کا بندہ ہوں۔آپ پہلے بھی اندازہ کر چکی ہیں۔اس دفعہ بھی آزمائش شرط ہے۔" وہ وہی ازلی بے پرواانداز میں کہہ رہا تھا۔وہ اسے گھورنے لگی جب بولی تو آواز بہت طنزیہ تھی۔

"جبھی اتنے دنوں سے کسی شریف زادی کا راستہ روک رہے ہیں؟" اس کے طنز پر وہ مسکرانے لگا۔اس کی مسکراہٹ پر ضوفشاں کا دل اندر ہی اندر جلنے کڑھنے لگا۔ دل چاہا اس خوب صورت مسکراہٹ سمیت اس کا خوبرو چہرہ بھی نوچ ڈالے۔"دیکھیں مسٹر زبیر صدیقی! آپ میں شرافت سرے سے موجود ہی نہیں...اگر ہوتی تو میری نظروں میں موجود اپنے لیے تحقیر اول روز ہی پڑھ لیتے۔

غیرت مند ہوتے تو کبھی میرا راستہ روکنے کی بجائے اپنے گھر میں موجود اپنی بہنوں کا بھی خیال کرتے۔" وہ چبا چبا کر کہہ رہی تھی۔

"خاموش ہو جائو ضوفی!" اس کی اس بات پر اس نے غصے سے اسے دیکھا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر قریب ہی کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ... چھوڑیں میرا ہاتھ..." وہ چیخی تھی بہت زور سے... زبیر پر کچھ اثر نہ ہوا دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اگلی سیٹ پر اسے بٹھایا پھر خود بھی آ کر بیٹھ گیا۔

"آئی ایم سوری! آپ اگر میری بات مان لیتیں تو میں یہ سب نہ کرتا۔" گاڑی تھوڑا سا آگے بڑھی تو وہ بولا تھا۔ وہ اب بھی خونخوار نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔ "آپ نے میرے پروپوزل پر انکار کیوں کیا تھا؟" وہ بہت سنجیدگی سے سامنے نظریں جمائے بڑی مہارت سے گاڑی چلا رہا تھا۔

"یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے' میں ہر ایرے غیرے کو نہیں بتا سکتی۔" ضوفشاں نے ابھی بھی اسے کڑی نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"جانتا ہوں ضوفشاں! یہ آپ کا ذاتی مسئلہ ہے مگر یہ بھی ذہن نشین رکھیں ہم بھی اب اس مسئلے میں شامل ہو چکے ہیں۔" وہ دھیان دیئے بغیر باہر دیکھنے لگی تھی۔ جبکہ کان اب اس کی طرف مکمل طور پر متوجہ تھے۔ "پہلے دن ہماری ہونے والی ملاقات بہت حادثاتی تھی۔ تب آپ کی ذات کے بارے میں سوچنے کا موقع ہی نہ ملا کیونکہ میری نظروں میں اس وقت صرف اور صرف آپ کی پری ہی تھیں۔ دوسری ملاقات کا موقع ہی نہ ملا اسی لیے پہلی ملاقات کا تھوڑا بہت اثر برقرار تھا اوپر سے فوزان بھائی سے آپ دونوں بہنوں کی تعریفیں سن سن کر میرا دماغ خراب ہونے لگا تھا اور جب انہوں نے مجھ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو پتا ہے ضوفشاں مجھے کیا محسوس ہوا تھا؟" وہ اس کی طرف دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔ ایک نظر ضوفی نے بھی ڈالی۔ اس کی نظر میں کچھ ایسا تھا کہ اس نے فوراً نظریں بدلیں۔

"فوزان بھائی کی خواہش مجھے اپنی خواہش لگی۔ میں بہت خوش ہوا۔ سوچا یہ خوشی آپ سے بھی شیئر کروں تو بھائی نے روک دیا۔ ایک تو آپ کی پسند ناپسند کا خیال تھا تو دوسری طرف ان کا خیال تھا کہ یہ مسئلہ پروپوزل سے بھی بخوبی حل ہو سکتا ہے۔ ہمیشہ کی طرح میں نے ان کی بات مان لی تھی لیکن آپ نے انکار کر کے سب درہم برہم کر دیا ہے۔" وہ شکایتی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ ایک لحظہ کو دیکھ پائی پھر باہر دیکھنے لگی۔ "مجھے آپ سے کوئی خاص قسم کا افلاطونی عشق ہوا ہے اور نہ محبت وحبت کا کوئی چکر ہے میں اس طرح کا بندہ نہیں ہوں' بلکہ میرے دل میں آپ دونوں بہنوں کے لیے ایک خاص قسم کی انسیت پیدا ہو گئی ہے۔ پری آپی سے تو اس لیے کہ وہ فوزان بھائی کی پسند ہیں' مجھے پتا ہے میں بھائی کے ایک ایک پل سے واقف ہوں جو انہوں نے ایک نظر دیکھنے کے بعد ان کی یاد میں گزارا ہے' بغیر کسی انتظار اور طلب کے صرف اپنے دل کی خواہش پر۔ اب کہیں جا کر امید بندھی بھی ہے تو آپ نے انکار کر کے سب تتر بتر کر دیا ہے۔ جہاں تک آپ سے انسیت کا

www.novelsclubb.com

سوال ہے تو وہ اس لیے ہے کہ آپ پری آپی کی بہن ہیں اور فوزان بھائی کی میرے لیے کی گئی منتخب لڑکی۔ میرے دل میں آپ کے لیے بہت ہی خاص قسم کا مقام ہے' ایک اعلیٰ درجے کی عزت و احترام' اگر آپ لوگ بار بار رابطہ کرنے اور فون کرنے پر بھائی کو انکار کی اصل وجہ بتا دیتے تو میں بخدا یہاں آپ کو کبھی بھی تکلیف نہ دیتا۔" وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہو گیا تھا۔ وہ چپکے سے بھیگی آنکھوں کو صاف کرنے لگی جو نجانے کب بھر گئی تھیں۔

"فوزان صاحب نے آپ کو سب بتا دیا ہو گا ہمارے بارے میں پھر بھی...؟" وہ پوچھے بغیر نہ رہی۔

"پھر بھی کیونکہ جو کچھ آپ لوگوں نے سہا ہے' وہ کسی کے بھی ساتھ ہو سکتا تھا۔ پوری پری فیملی یہ حقیقت جانتی ہے کسی کو بھی یہ بات قابل اعتراض نہیں لگی۔ یہ حقیقت جان کر تو میری فیملی پہلے سے زیادہ شوق کے ساتھ رشتہ جوڑنے پر بضد ہے۔" وہ ہونٹ کاٹتی رہی۔

"میں آپ کے خلوص کی قدر کرتی ہوں' زبیر صدیقی صاحب! ہم لوگ آپ کے قابل نہیں ہیں۔ وہ لڑکیاں جو زمانے کی نظروں سے گزر گئی ہوں' وہ بھلا کب معتبر ہوتی ہیں؟ ہماری اصل آزمائش تو لائبہ آپی کے اغواء کے بعد شروع ہوئی تھی۔ ہم جیسی لڑکیاں ہر روز تنکوں کی طرح بکھرتی ہیں اور ہوا کے تند و تیز ریلے ان تنکوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑائے لیے پھرتے ہیں۔ لوگوں کے بے رحم پائوں تلے وہ تنکے روز روندے جاتے ہیں۔ ہم بھی ایسی ہیں۔ بہت کوشش کرتے ہیں کہ زمانے کی نظروں میں قابل عزت ٹھہرا دی جائیں مگر لوگ ہماری جانب خامیاں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ ان کی نظریں ایکس رے مشین بنی ہوئی ہیں جو ہمارے اور ہمارے گھر کی چار دیواری پر فٹ ہیں۔ اب یہ جو میں آپ کے ہمراہ اس گاڑی میں بیٹھی ہوئی ہوں تو اس پر بھی ایک افسانہ بن سکتا ہے۔ ہم جیسی لڑکیوں کو جینے کا کوئی حق نہیں پھر آپ خود فیصلہ کریں جنہیں سارا زمانہ غلط کردار کی لڑکیاں گردان چکا ہے وہ بھلا آپ جیسے لوگوں کے قابل ہیں؟ آپ کیا' وہ کسی

www.novelsclubb.com

بھی شخص کے قابل نہیں ہوتیں' اور پلیز آپ یہاں گاڑی روک دیں۔'' بات کرتے کرتے اچانک باہر نگاہ کی تو گاڑی ان کے گھر کی سڑک کے قریب تھی۔ زبیر نے گاڑی روکی تو وہ اپنی کتابیں سمیٹنے لگی۔

''آپ کی ان باتوں کا ہم پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ کسی کے کردار کی پاکیزگی جاننے کے لیے ایک نظر ہی کافی ہوتی ہے اور مجھے فخر ہے کہ اس ایک نظر نے مجھ سمیت میری پوری فیملی کو آپ کے کردار کی پاکیزگی بتادی ہے۔ اب چاہے معاشرہ کچھ بھی کہے' ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔'' وہ اسے بغور دیکھتے رک گیا۔ ''اب بتائیں' میں بھیا اور آپا کو دوبارہ بھیجوں تو انکار تو نہیں کریں گی۔'' اس کی منتظر نظروں میں اس نے جھانکا پھر باہر نکل آئی۔

www.novelsclubb.com

''آپ کو میرا تب بھی وہی جواب ملے گا۔ آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا مگر مجھے پڑتا ہے آئندہ میرے راستے میں بھی آنے کی ضرورت نہیں۔ میرے فیصلے بدلا نہیں کرتے۔ میرا خیال ہے آپ ہمیں بے سکون کرنے دوبارہ نہیں آئیں گے۔'' وہ

اسے آرام سے کہہ کر اپنے گھر والی سڑک پر ہو لی۔ چلتے ہوئے اس کے قدموں میں ایک واضح لڑکھڑاہٹ تھی، جس کو اگر اس نے خود محسوس کیا تو گاڑی میں بیٹھے اس کے ہر اٹھتے قدم پر نظر جمائے زبیر نے بھی محسوس کیا تھا۔

وہ بہت ڈوب کر پڑھا رہی تھی جب پیون نے کسی کی آمد کی اطلاع دی تھی۔ اس کے پوچھنے پر جو نام اس نے بتایا تھا یہ سن کر وہ سوچ میں پڑ گئی۔ وہ اسے انتظار کا کہہ کر دوبارہ کلاس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ لیکن پہلے کی طرح بہت ڈوب کر نہ پڑھا سکی تھی۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد جب لیکچر ختم ہوا تو تمام اسٹوڈنٹس ایک ایک کر کے کلاس چھوڑ چکے تھے۔ وہ تنہا ہی اپنی سوچوں میں غلطاں خود سے الجھتی رہی۔

"کیا کروں...! کیا اسے اصل حقیقت بتا دوں؟"

"ہاں مجھے اسے اصل وجہ بتا دینی چاہیے۔ وہ ایک اچھا ہمدرد انسان ہے، ساری حقیقت جان کر یقیناً ہمارے راستے سے ہٹ جائے گا۔ بار بار یوں تنگ نہیں کرے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

گا۔"ایک فیصلے پر پہنچ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔جب کامن روم میں داخل ہوئی تو وہ اخبار سامنے پھیلائے سوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔

"السّلام علیکم۔"

"وعلیکم السّلام۔کیسی ہیں آپ!"اخبار چھوڑ کر وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔اس کا وجیہہ سراپا پولیس وردی میں اور بھی نمایاں ہو رہا تھا۔

"فائن...آپ بیٹھیں...سوری آپ کو انتظار کرنا پڑا۔"اسے بیٹھنے کا کہہ کر وہ خود بھی بیٹھ گئی۔

"کوئی بات نہیں۔میں تو برسوں سے آپ کے لیے مجسم انتظار بنا ہوا ہوں۔"اس کے معنی خیز لہجے پر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔"فون پر آپ ملتی نہیں ہیں'گھر پر ملنے پر بھی گریزاں ہیں سو میں یہاں چلا آیا۔"وہ اپنے آنے کا سبب بتا رہا تھا۔خاموشی

سے دیکھنے لگی۔ ضوفی نے اسے زبیر کے متعلق بتادیا تھا۔ لگتا تھا جیسے وہ بھی کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہے۔

"میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" لائبہ کے چہرے سے نظریں ہٹا کر وہ سامنے دیوار کو دیکھنے لگا۔

"کیا...؟"

"آپ جانتی ہیں میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔" لائبہ کے انجان بننے پر وہ خفگی سے گویا ہوا تو وہ ایک گہری سانس لے کر چپ ہو گئی۔

"آپ میرے ساتھ کہیں باہر چلیں' یہاں بات کرنا غیر مناسب ہے۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن میں..." فوزان کے کھڑے ہونے پر وہ سوچ میں پڑ گئی۔ کہہ تو وہ ٹھیک ہی رہا تھا مگر اب کہیں باہر جانا بھی مناسب نہ تھا۔

"یقین کریں میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ صرف تھوڑی دیر کے لیے۔"

اس کی پیش کش پر وہ شش و پنج میں پڑ گئی پھر سر ہلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں ایک ساتھ پارکنگ ایریا میں پہنچے تھے۔ فوزان نے اپنے ڈرائیور کو گاڑی کا دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا تو اس نے درمیان میں ٹوک دیا۔

"اس کے بعد مجھے شاپنگ کے لیے بھی جانا ہے اگر آپ برا نہ مانیں تو میری گاڑی میں آجائیں۔"

"اوکے، چلیں۔" اسے کہہ کر وہ اپنے ڈرائیور کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ ڈرائیور گاڑی لے کر چلا گیا۔ وہ اس کے ساتھ اس کی گاڑی کی طرف بڑھ آیا تھا۔ اس کی موجودگی میں گاڑی ڈرائیو کرنا اسے اچھا نہ لگا تو اسے پیش کش کی جسے فوزان نے خوش دلی سے قبول کر لیا تھا۔ سارا راستہ دونوں ہی مہر بہ لب رہے تھے۔ فوزان نے گاڑی کسی ریسٹورنٹ کے سامنے روکی تھی۔ وہ اس کے ہمراہ کونے کی ٹیبل پر آکر بیٹھ گئی۔ شیشے کی چار دیواری سے ادھر ایک طرف بلند و بالا پہاڑ تھے تو دوسری

جانب سرسبز و شاداب درخت' بہت دلفریب دعوت نظارہ دے رہے تھے۔ایسی روح پرور مناظر میں تو لائبہ کی جان تھی۔اسے اپنا یہ شہر اسلام آباد بہت پسند تھا۔ ہمیشہ کی طرح وہ اب بھی ارد گرد سے بے خبر شیشے کے اس پار باہر کے دلکش نظارے کو دیکھنے میں محو تھی۔فوزان نے بغور اس خود سے بھی بے پروا بظاہر بہت قریب مگر دسترس سے بہت دور اس اپنی اپنی سی لڑکی کا جائزہ لیا۔پرپل ویلوٹ کے سوٹ میں وہ ہمیشہ کی طرح بہت پروقار اور سوبر لگ رہی تھی۔سوٹ کے اوپر جرسی پہنی ہوئی تھی اور پرپل کلر کی ہی گرم شال اپنے ارد گرد لپیٹ رکھی تھی۔ چہرے پر وقار کے ساتھ ساتھ بلا کی معصومیت طاری تھی۔کنٹیکٹ گلاسز کے اندر چھپی ہوئی گرے گرین آنکھیں کاجل کی لکیر سے سجی ہوئی تھیں اور میک اپ کے نام پر صرف ہونٹوں پر سوٹ کے ہم رنگ لپ اسٹک تھی۔کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا تھا پھر بھی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ بہت ہی خاص اہتمام سے تیار ہوئی ہو۔اس کے اندر مقابل کو چاروں شانے چت کر دینے کی پوری صلاحیت موجود تھی۔اور

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بے خبر اتنی تھی کہ فوزان کی گہری جائزہ لیتی ہوئی آنکھوں کی پروا کیے بغیر باہر کے نظاروں سے شاد ہو رہی تھی۔

"لائبہ! کیا لیں گی آپ!" فوزان کی آواز پر اسے احساس ہوا کوئی اور بھی اس کے ساتھ موجود ہے۔ فوراً اندر کے ماحول کی طرف لوٹ آئی تو دیکھا فوزان مینو کارڈ ہاتھ میں پکڑے متوجہ تھا۔

"کچھ بھی نہیں... آپ کو کیا بات کرنی تھی؟"

"بات بھی ہو جائے گی، پہلے آپ بتائیں کیا لیں گی۔" وہ منتظر تھا۔

"چائے۔"

www.novelsclubb.com

"اس کے علاوہ...؟" وہ اب بھی سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔ اس کے نفی میں سر ہلانے پر فوزان ویٹر کو چائے کا آرڈر دے کر مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں انکار کی اصل وجہ جاننا چاہتا ہوں اور یہ بھی کہ اس رات میرے واپس چلے جانے کے بعد ایسی کیا بات ہو گئی تھی کہ آپ دونوں بہنیں مجھ سے کنی کترانے لگی ہیں۔"

"زبیر نے بھی آپ کو کچھ نہیں بتایا' جبکہ وہ ضوفی سے مل چکا ہے۔" ٹیبل پر انگلیاں چلاتی وہ براہ راست فوزان صدیقی کی کالی سیاہ آنکھوں میں اپنی جھیل سی گرے گرین آنکھیں گاڑ کر کہہ رہی تھی۔ فوزا ننے ہونٹ بھینچ لیے۔

"زبیر نے مجھے جو بھی بتایا اس سے مجھے اصل وجہ کا ابھی تک انداہ نہیں ہو سکا۔ اس دن انکار کرتے وقت ضوفشاں نے میری ذات کا حوالہ دیتے ہوئے کچھ کہا تھا اور مزید کچھ کہنا چاہا تھا وہی کلیو یہیں حل کرنا چاہتا ہوں اور بس..." وہ فوراً رک گیا۔ ویٹر چائے سرو کرنے لگا تھا۔ ساتھ میں اسنیکس تھے۔ لائبہ بھی خاموشی سے دیکھتی رہی۔ ویٹر چلا گیا تو فوزان صدیقی نے دوبارہ سلسلہ کلام جوڑا۔ "میں نے اندازہ لگایا ہے جو بھی بات ہے وہ ہم ہی سے متعلق ہے' خاص طور پر مجھ سے... وہ کیا بات

ہے' یہ آپ مجھے آج بتائیں گی۔" وہ دوٹوک انداز میں بظاہر خلوص واپنائیت سے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔لائبہ بے دلی سے مسکرادی۔

"اس دنیااوراس معاشرے نے ہمیں ذلت' رسوائی' خوداذتی اور خودترسی کے سوا کچھ نہیں دیا۔میری بڑی خواہش تھی کہ جس اذیت سے میں گزررہی ہوں ضوفی اس سے محفوظ رہے کم از کم اس کی شادی ہو جائے گی تو حالات سنور جائیں گے۔ اس رات جب آپ کو میں اپنے متعلق سب بتارہی تھی تو اندازہ نہیں تھا ہماری بدقسمتی بھی وہ سب کچھ سن رہی ہے۔ہمارے گھر کی چاردیواری کے ارد گرد ذلت ورسوائی کان لگائے بیٹھی ہے۔آپ تو چلے گئے مگر میری قسمت نے مجھے یہ باور کروادیا کہ میں قابل نفرت ہستی ہوں۔خود سے بھی اپنی بہن کی خوشیاں چھن جانے پر نظر ملانے کی ہمت نہیں رکھتی۔میں خود کو لاکھ بے گناہ پاک صاف گردانوں مگر یہ دنیاوالے مجھے نہیں بخشیں گے۔ایک آگ اور آزمائش کا دریا تھا جو میں عبور کر آئی تھی' باحفاظت وعزت کے ساتھ' میرے سامنے ایک اور آگ کا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جلتا سمندر ہے۔مجھے لگتا ہے میرے کانچ کے پر ہیں' میں روز اس سمندر کے اوپر سے گزرتی ہوں۔روز پگھلتی ہوں۔میری زندگی مجھے روز جوڑتی ہے مگر میری آزمائش ختم نہیں ہوتی...ایک اغواء شدہ لڑکی کی زندگی اصل میں یہیں سے شروع ہوتی ہے۔مشکل کے بعد مشکل' ذلت کے بعد ذلت... مگر یہ سلسلہ کہیں بھی جا کر رکتا نہیں' اور میں اس رات آپ کو اپنی زندگی کا ورق در ورق دکھانے کے بعد یہ سوچ رہی تھی کہ شاید زندگی اب سہل ہو جائے لیکن زندگی تو پہلے سے زیادہ تلخ ہو گئی ہے۔''اضطراری انداز میں ٹیبل کی چکنی سطح کو ناخنوں سے کھرچتے ہوئے اس کے ہاتھ ساکن ہو گئے۔فوزان نے پوری شدت سے اس کے لہجے میں چھپے دکھ کو محسوس کیا تھا۔ایک نظر فوزان نے بھاپ اڑاتے گرم کپ پر ڈالی اور دوسری نظر لائبہ کے دھواں دھواں ہوتے چہرے پر۔وہ خود کو رونے اور ضبط چھلکنے سے باز رکھ رہی تھی۔آنکھوں کی گرے گرین سطح پر آنسوئوں کے قطرے موتی آبدار کی طرح چمک رہے تھے۔ضبط کی کوشش اس قدر شدید تھی کہ اس کا چہرہ سرخ

www.novelsclubb.com

ہو چکا تھا۔ ناک کی چوٹی انار کے دانے کی طرح دہک رہی تھی۔ اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھتے جیسے وہ بہت مشکل میں تھی۔ فوزان کو اس کا دکھ بہت بڑا اور اپنا اپنا لگا۔ کتنی دیر تک وہ بالکل خاموش رہی پھر آہستہ آہستہ سب بتا دیا۔ فوزان جانتا تھا کہ اس سارے قصے میں اس کی ذات ضرور کہیں نہ کہیں شامل ہو گی۔ اس حد تک بھی اس کی ذات ان دونوں بہنوں کے لیے دکھ کا باعث بنے گی، وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ بے یقین، حیران و ششدر نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"فوزان صدیقی صاحب، مجھے شرمندگی ہے کہ ہم آپ کے لیے کس قدر دکھ کا باعث بنے ہوں گے۔ ضوفی کا ردعمل بہت شدید تھا۔ آپ نے بے عزت محسوس کی مگر وہ یہ سب نہ کرتی تو اپنی ذات کو نقصان پہنچا بیٹھتی۔ وہ پاگل سمجھتی ہے کہ اس کا وجود میرے لیے فکرمندی و پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ وہ انکار کر کے مجھے اس فکر اور اذیت سے بچا لے گی اور سب تو نہیں، اس کا ضمیر مطمئن

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہو جائے گا مگر وہ یہ نہیں سوچتی کہ میری ذات سے اسے جو اذیت پہنچ رہی ہے' وہ کس کھاتے میں جائے گی۔ وہ بظاہر بہت نڈر بے باک اور پر اعتماد سی نظر آنے والی لڑکی اندر سے بہت ڈری' سہمی سی اور حساس لڑکی ہے۔ وہ اس ایک واقعے کے بعد بہت دکھی ہوئی ہے۔ حالات نے اسے مزید ہراساں کر دیا ہے۔ میرا کچھ بھی سمجھانا بجھانا اس کے کسی بھی کام نہیں آیا۔ میں نے اسے بہت سمجھایا ہے۔ زبیر صدیقی کے لیے راضی کرنے کی کوشش کی ہے مگر وہ نہیں مانتی۔ وہ جو فیصلہ کر چکی' وہ نہیں بدلے گی اس کی شادی ہو جانے کے خواب دیکھنے اور اس سے بے پناہ محبت کرنے کے باوجود میں اس پر زبردستی نہیں کر سکتی۔ اگر دیکھا جائے تو اس کا موقف بھی صحیح ہے اس نے ذلت کے بعد حاصل شدہ خوشیوں کی بجائے عزت کو ترجیح دی ہے۔ آپ دونوں بھائیوں میں کوئی کمی نہیں۔ اچھی سے اچھی لڑکیاں آپ کو مل سکتی ہیں جبکہ ہم..." وہ رک گئی تھی۔ اس سارے عرصے میں پہلی دفعہ اس کا ضبط اسے جواب دے گیا تھا۔ ایک ایک کر کے آنسو رخساروں پر بہنے لگے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آئی ایم سوری! فوزان صدیقی میں نہیں چاہتی کہ ہم دونوں پر زندگی مزید تنگ ہو جائے' ہمیں آپ کے خلوص پر شک نہیں مگر ہم آپ جیسے اچھے انسان کے نام کی ذلت نہیں سہہ سکتے۔ یہ وقتی دکھ ہے کل ختم ہو جائے گا مگر اس ایک فیصلے کے بعد جو دکھ ملے گا وہ شاید کبھی ختم نہ ہو۔ ہم زندگی کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر نہیں چل سکتے۔" بہت آہستگی سے لائبہ نے اپنے رخساروں پر بہنے والے آنسوئوں کو صاف کیا۔ "آپ میری ایک بات مانیں گے؟" وہ پوچھ رہی تھی فوزان سوالیہ نظروں سے اسے دیکھے گیا۔ "جہاں اتنے احسان کیے ہیں وہاں یہ آخری احسان سمجھ لیں۔ ہم جس دیس کے باسی ہیں' وہاں زندگی بہت تلخ خوشیوں سے ناآشنا اور غموں سے بھری پڑی ہے۔ ہماری زندگی بہت مشکل ہے۔ ہمارے ساتھ کسی بھی قسم کے سفر پر آمادہ مت ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ ہمیں ہماری راہوں میں آکر زندگی کے امتحان سے ہار جانے پر مجبور کر دیں۔ آپ خاص و عام سے تعلق رکھنے والے معزز معاشرے کے عزت دار لوگ ہیں۔ آپ کا بہت مقام ہے اس

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دنیا میں جبکہ ہم تو صرف مسلسل امتحان لیتی زندگی کے ایک کونے کھدرے میں چھپ کر زندگی سے اپنی باقی شدہ سانسیں وصول کر رہی ہیں۔ ہم آپ کی طرح عزت دار نہیں مگر پھر بھی خواہش ہے کہ جب تک اس زندگی کی ڈور چل رہی ہے عزت کے ساتھ جی لیں۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ سے ملنے' بات کرنے یا رابطہ رکھنے کی وجہ سے ہمیں اپنے گھر کے ساتھ ساتھ یہ شہر بھی چھوڑنا پڑے اور بھیا بھابی کے سوا ہمارا اس بھری دنیا میں کوئی نہیں۔'' آنکھوں کو جھکائے' بغیر فوزان کی طرف دیکھے لائبہ نے سب کہہ دیا تھا۔ نہ تو اس کی آواز لڑکھڑائی تھی' اور نہ حوصلہ پست ہوا تھا۔ اس کے ایک ایک لفظ کو تولتے اپنے اندر اتارتے فوزان صدیقی کو اپنا دل گہری پاتال میں اترتا محسوس ہوا تھا۔ وہ اب چپ تھی اس نے گہری سانس لی۔ چائے کا بھاپ اڑاتا کپ اس قدر خنک ماحول میں سرد پڑ چکا تھا۔ اس نے بغیر کچھ کہے سرد کپ لبوں سے لگا لیا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ڈاکٹر کبھی اپنے مریض کو اس کی زندگی کی بقا کے لیے ایک عضو خاص کو کاٹ دینے کی نوید سنائے تو اس مریض کو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ سرد چائے حلق میں اتارتے لائبہ افتخار کے چہرے کو تکتے وہ اس وقت اسی تکلیف سے گزر رہا تھا۔ فوزان نے اس سے صرف محبت کی تھی مگر اس سے پہلے اس نے اس سے انسانیت کا تعلق مضبوط کیا تھا۔ وہ اس سے برسوں سے محبت کر رہا تھا۔ بغیر کسی خاص طلب اور چاہ کے۔ یہ تو اب خواہش جاگی تھی اسے کوئی دکھ نہیں تھا مگر یہ ضرور تھا کہ اس کی محبت اس کے لیے آزمائش بنی ہوئی تھی۔ سامنے بیٹھی لڑکی ایک دفعہ پھر اسے اپنی زندگی اور عزت کا کہہ کر اس کا تعاون مانگ رہی تھی۔ محبت کا لفظ درمیان میں لائے بغیر وہ عزت و انسانیت کی بات کر رہی تھی۔ مگر وہ اتنا بھی نہ کہہ سکا کہ اس نے تو اس کی مدد تب بھی کی تھی جب وہ اسے سرے سے جانتا ہی نہیں تھا' ایک نظر ڈالنے کے بعد نظریں جھکالی تھیں۔ اسے عزت و آبرو کے ساتھ حفاظت سے ہاسپٹل پہنچانے کے بعد برسوں اس کی یاد میں بے قرار و بے چین رہا تھا۔ خوف

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اس ،حزن و ملال سے سجی یہ گرے گرین آنکھیں اسے کبھی بھی نہیں بھولی تھیں۔آنسوئوں میں دھلا تر چہرہ ،سوجی آنکھیں ،قمیص کے ہاف بازوئوں سے جھانکتے اس کے صحت مند سفید بازو ،بائیں بازو کی زخمی کہنی ،دوپٹے کے بغیر چاند سا خوب صورت دل گداز رعنائیوں شادابیوں سے سجا سا حر وجود ،ایک رات بھی ،ایک لمحہ بھی ،اس کی آنکھوں کے سامنے سے کچھ بھی تو محو نہیں ہوا تھا۔اور وہ اب بھی اپنی تمام تر پاکیزگی و خوبصورتیوں سمیت اس کے حواسوں پر چھائی اس کے صبر وضبط ،حوصلے و عزم ،یقین و ہمت کے لیے آزمائش بنی ،چائے کے گھونٹ حلق میں اتارتی ،اسے سخت تکلیف میں مبتلا کیے ہوئے تھی۔سرد چائے کا کپ خالی کر کے لائبہ نے ایک گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

"چلیں ،کافی دیر ہو گئی ہے۔" وہ بس اسی انتظار میں تھا جیسے ہی لائبہ نے چائے ختم کی اس نے ویٹر کو بلا کر رقم نکال کر اسے دی اور اٹھ کھڑا ہوا۔وہ لائبہ کی طرف پلٹ کر دیکھے بغیر چل دیا تھا۔لائبہ بہت حیرانی سے اس حرکت پر اس ! کی چوڑی

پشت کو گھورنے لگی۔اس رات بھی تمام کچھ سننے کے بعد وہ بغیر کچھ کہے چل دیا تھا اور پھر دو دن بعد ہی آپی اور بہنوئی کے ساتھ ان کے گھر پر تھا۔اب بھی اس کا یوں چپ چاپ بغیر کچھ کہے چل دینے پر وہ کچھ اخذ نہ کر پائی تھی۔اس کے ساتھ آتے ہوئے وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اس کی بات پر وہ اعتراض ضرور اٹھائے گا۔اس کو قائل کرنے کی کوشش بھی کرے گا۔اپنے جذبات کے ساتھ ساتھ اپنے خلوص کا یقین دلانے کو کچھ الفاظ بھی کہے گا۔جس طرح وہ پچھلے کئی ہفتوں سے اسے مسلسل رنگ کر رہا تھا۔ملنے کی کوششیں کر چکا تھا اس سے وہ یہی اندازہ لگا پائی تھی کہ کم از کم وہ اس سے اس بات پر ناراض ضرور ہو گا' مگر اب یوں ایک دم بغیر کچھ کہے چلے جانا سخت حیران کر گیا تھا۔ہوٹل کے بیرونی دروازے کے قریب پہنچ کر رکتے ہوئے اس نے لائبہ کو دیکھا' وہ ابھی تک اسی جگہ پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی' وہ وہیں رک کر اس کا انتظار کرنے لگا۔وہ اپنا بیگ اٹھا کر اس کے پیچھے چل دی۔پارکنگ میں گاڑی کے قریب رک کر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ میرے گھر کا ایڈریس ہے' اگر کبھی دوبارہ زندگی میں آپ مجھے زحمت دیں گی تو مجھے خوشی ہو گی۔" اپنے والٹ سے ایک چھوٹی سی نوٹ بک پر جلدی سے پنسل سے چند الفاظ گھسیٹ کر کاغذ پھاڑ کر اس نے لائبہ کی طرف بڑھایا۔ اس نے خاموشی سے تھام لیا۔

"انسانیت کی بنیاد پر قائم ہونے والا تعلق اتنا چھوٹا اور کچا نہیں۔ محبت اور طلب کا جذبہ تو بہت بعد میں آتا ہے۔ یہ تعلق ایک ایسا تعلق ہے جو نہ ملنے سے کبھی ٹوٹے گا اور نہ ہی ختم ہو گا۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ میں آئندہ آپ کی راہ میں کبھی نہ آئوں۔" لائبہ کے صبیح و پر نور چہرے پر اپنی نظریں جمائے اس نے مزید کہا۔ وہ پھر بھی خاموش رہی۔ "آئیں میں آپ کو آپ کی منزل تک چھوڑ دوں۔" بہت سنجیدگی سے ایک دفعہ پھر کہا گیا۔

زرد موسم کے دکھ

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 9

"نہیں شکریہ... میں چلی جائوں گی۔آپ کو بتایا تھا ناں ابھی مجھے مارکیٹ بھی جانا ہے شاپنگ کے لیے۔" اسے منع کرتے وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔اگنیشن میں چابی گھماتے ہوئے اس نے ایک دفعہ پھر فوزان صدیقی کو دیکھا۔وہ یونہی بہت رغبت سے پوری طرح اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔لائبہ کو نجانے کیوں ایک ملال نے آگھیرا۔وہ نہ تو اس شخص کی طرح محبت میں مبتلا ہوئی تھی اور نہ کوئی نفرت کا جذبہ تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان دونوں کے درمیان سب سے پہلے تعلق انسانیت کا تھا۔ وہ اس کا محسن تھا ایک ہمدرد انسان وہ اس کی احسان مند تھی اور یہ تعلق نفرت و محبت اور طلب کے جذبوں سے بڑھ کر تھا۔ وہ انسانیت کی لاج رکھتے برے وقتوں میں ہمیشہ اس کے کام آیا تھا۔ جب اسے اپنی موت یقینی لگی تھی تو وہ اپنی جان پر کھیل کر اس کی عزت و آبرو اور جان بچا گیا تھا۔ جب اسے کسی کی مدد تعاون اور خلوص کی امید نہیں تھی، وہ اچانک رحمت کا فرشتہ بن کر اس کے سامنے آیا تھا۔ جب واحد سہارا دعائیں، آنسو اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات تھا تو وہ اللہ کی طرف سے اندھیروں میں ایک جگنو بن کر سارے راستے روشن کر گیا تھا۔ وہ انسان شرف انسانیت کی معراج کو چھوتا اس کے لیے بہت مقدم تھا۔ اسی لیے اب اس سے ہمیشہ کے لیے بچھڑتے ہوئے ایک ملال ضرور تھا ایک ہلکا سا دکھ گھیرے ہوئے تھا مگر کہیں ٹوٹا نہیں تھا بہت خاموشی سے اس نے گاڑی آگے بڑھا لی۔

.../...

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دن اپنی رفتار سے گزرنے لگے تھے۔زندگی اگر بہت مشکل نہیں تھی تو بہت سہل بھی نہیں تھی۔وہ ایک فیصلہ کر لینے کے بعد بہت آسودہ نہیں تھی تو بہت بے چین بھی نہیں تھی۔زندگی بس گزر رہی تھی۔وہ دونوں زندگی پر شکر و صبر کیے اسے بہت ہی حوصلے و عزم سے نبھا رہی تھیں۔ان لوگوں سے قطع تعلق کرنے کے بعد ضوفی کی کیا حالت تھی،آیا وہ بھی ان لوگوں کے متعلق سوچتی ہے یا نہیں وہ یکسر بے خبر تھی،مگر وہ اس سارے عرصے میں یہ بات شدت سے محسوس کرنے لگی تھی کہ ضوفی اب پہلے سے زیادہ خاموش اور حساس ہو گئی تھی۔اس نے اسے کئی دفعہ کریدنے کی کوشش بھی کی تھی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔اس نے ایک دفعہ کہا تھا کہ آئندہ ان دونوں میں اس موضوع پر کبھی بھی بات نہیں ہو گی اور وہ ابھی تک اپنی بات پر قائم تھی۔وہ اپنی پڑھائی میں زیادہ تر مگن و مست رہتی تھی۔بھیا بھابی اور وقاص اکثر اس کی اس قدر مصروفیت پر اس سے الجھ جاتے تھے اور وہ ہمیشہ ہنس کر ٹال جاتی تھی۔بھیا نے ان کا گھر کرائے پر دے دیا تھا۔مسٹر فاروق،بھیا کے

جاننے والوں میں سے تھے۔ان کی بیگم اور تین بیٹیاں،سب ہی بہت اچھی تھیں۔ تینوں بیٹیاں ابھی اسکول میں تھیں۔کافی ہنس مکھ اور خوش حال فیملی تھی،اکثر وہ مل بیٹھتے تو وقت بہت اچھا گزرتا تھا۔

وہ یونیورسٹی سے واپس لوٹی تو چوکیدار نے اسے ایک لفافہ تھمایا۔اوپر ضوفشاں کا نام لکھا ہوا تھا۔خط کھولتے کھولتے اس کے ہاتھ رک گئے۔لفافے پر امریکا کی مہر لگی ہوئی تھی۔وہ ضوفشاں کی سب دوستوں سے اچھی طرح باخبر تھی پھر یہ خط کس نے بھیجا ہے۔وہ اچھا خاصا الجھ گئی تھی۔

آج کل ضوفشاں کچھ پریکٹیکل کی وجہ سے لیٹ آرہی تھی۔وہ خط دراز میں رکھ کر نماز پڑھنے لگی۔پھر سوئی تو عصر کے وقت ہی اٹھی تھی،ضوفی گھر آچکی تھی۔وہ سوئی ہوئی تھی۔وہ عصر کی نماز ادا کر کے کھانے کا مینو دیکھنے لگی۔گھر کے کاموں میں مصروف ہو کر وہ خط کے بارے میں یکسر بھول چکی تھی۔اسی کیفیت میں اوپر تلے کئی دن گزر گئے۔ایک دن یونہی چھٹی والے روز کام کرتے ہوئے اس کا

دھیان لفافے کی طرف چلا گیا۔ وہ سب کام چھور چھاڑ کر دارز دیکھنے لگی۔ وہاں لفافہ اب نہیں تھا۔ اسے کچھ حیرت ہوئی ساری دراز چھان ماری۔

"کیا ڈھونڈ رہی ہیں پری! ضوفشاں چھٹی کی وجہ سے لیٹ اٹھی تھی نہا کر واش روم سے نکلی تو اسے دراز سے الجھتے دیکھ کر سرسری پوچھ بیٹھی۔ لائبہ نے فوراً اسے دیکھا۔

"ضوفی! یہاں میں نے ایک خط رکھا تھا امریکا سے آیا تھا تمہارے نام... وہ کہاں ہے؟"

"اوہ... وہ... وہ تو میں نے اٹھا لیا تھا۔ میرے نام تھا یہاں آپ کی دراز میں پڑا دیکھا تو اٹھا لیا۔" ضوفی ایک دم چونک کر پھر بے پروا بن گئی تھی۔ لائبہ کو اس کے چونکنے پر غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔ گہری نظروں سے اسے سر سے پائوں تک جانچا۔

"کس کا خط تھا...؟" انداز بظاہر سرسری تھا مگر آنکھیں کریدنے والی تھیں۔ وہ یونہی بے پروا بنی رہی۔

"ایک دوست کا تھا' کالج میں ایف ایس سی ہم نے اکھٹے ہی کیا تھا۔ پھر اس کی فیملی امریکا چلی گئی۔ اکثر وہ ای میل بھیجتی رہتی تھی مگر اس نے پہلی دفعہ کوئی خط لکھا ہے۔" جواب خاصا تفصیلی تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود اس سے دوست کا نام اور دیگر تفصیلات دریافت نہ کر سکی۔ نجانے کیوں ضوفی نے خود کو اس حد تک محتاط اور خاموش کر لیا تھا کہ دونوں بہنوں میں وہ پہلے والی بے تکلفی نہیں رہی تھی۔ ایک اجنبیت خود بخود درمیان میں در آئی تھی۔ اسے اب حقیقی طور پر اس انکشاف پر دکھ ہوا تھا مگر وہ ضوفی سے کچھ بھی نہ کہہ سکی۔

www.novelsclubb.com

ضوفشاں کے امتحانات شروع ہو گئے تھے۔ وہ دن رات ایک کیے ہوئے تھی۔ لائبہ تو اس کی آواز تک سننے کو ترس گئی تھی۔ اب موسم بدلنے لگا تھا تو موڈ بھی خوشگوار رہنے لگا۔ لائبہ کا وقت یونیورسٹی اور گھر کے کاموں کے بعد اب مسز

WWW.NOVELSCLUBB.COM

فاروقی کی فیملی کے ساتھ زیادہ گزرنے لگا تھا۔ان کے پاس بیٹھتے ہوئے اسے تکلیف دہ باتیں تنگ نہیں کرتی تھیں پھر جیسے ہی ضوفی کے بی ایس سی کے امتحانات ختم ہوئے لائبہ نے شکر ادا کیا۔پریکٹیکلز کے بعد ضوفشاں بالکل فارغ تھی۔اس نے کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ میں کمپیوٹر پروگرامنگ میں ڈپلومہ کے لیے ایڈمیشن لے لیا۔لائبہ کو پتا چلا تو بے پناہ غصہ آیا۔دکھ بھی ہوا۔اب ضوفی اس سے پہلے کی طرح ہر کام میں رائے نہیں لیتی تھی بلکہ اب تو کام کر کے بتا دیتی تھی۔وہ پیٹھ پیچھے کڑھتی رہتی تھی۔اب بھی یوں ہوا تھا۔ضوفشاں نے ایڈمیشن فارم بھر کے جمع کرا کر داخلہ کے بعد لائبہ کو بتایا تو وہ اسے کئی ثانیے دیکھتی رہی۔

"ضوفی! مجھے لگتا ہے اب ہم دونوں بہنوں میں ایک دیوار آن کھڑی ہوئی ہے۔"

"اوہو پری! آپ ایسا کیوں سوچ رہی ہیں؟ایڈمیشن کی وجہ سے ناراض ہیں' آئی ایم رئیلی سوری! آئندہ جو بھی کام کیا کروں گی پہلے آپ کو بتائوں گی۔"لائبہ کی آنکھوں میں ایسا کچھ ضرور تھا کہ وہ اس کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ سہلانے لگی۔

"ضوفی! بھیا بھابی اور وقاص کا کوئی نعم البدل نہیں مگر میرا سب کچھ تم ہی ہو' تم ہو تو میں ہوں۔ تمہاری خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔ زندگی تمہارے ہی خیال سے ابھی تک قائم ہے۔ ہم دونوں اس دنیا میں ایک دوسرے کی ہمت ہیں پھر بھی' سب جانتے بوجھتے ہوئے بھی تم مجھ سے یوں کترانے لگی ہو۔ لاتعلقی اختیار کرنے لگی ہو؟" وہ رو پڑی تھی۔ "کتنا مان تھا مجھے تم پر کہ ضوفی میری بات مانتی ہے' کبھی کچھ نہیں چھپاتی۔ ہر معاملے میں میری رائے' اہمیت کو فوقیت دیتی ہے۔ میں نے ہمیشہ تمہیں دوست' بہن کے علاوہ ایک چھوٹی سی گڑیا سمجھا ہے جو میری بات مانتی تھی۔ اب مجھے لگتا ہے یہ چھوٹی سی گڑیا بڑی ہو گئی ہے اپنے فیصلے خود کرنے لگی ہے۔ کسی سے مشورہ مانگنا تو دور کی بات' اس کو آگاہ کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتی ہو؟ نجانے مجھ سے کہاں غلطی ہو گئی ہے۔ تم نے کہا تم زبیر صدیقی سے شادی نہیں کرو گی' میں نے تمہارے موقف کی حمایت کی اور ان سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر لیا۔ تم نے خود بخود مجھ سے باتیں کرنا کم کر دیں تو میں سمجھی تم اپنی پڑھائی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں مصروف ہوا سی لیے تمہیں فرصت نہیں اور اب جب تم بالکل فارغ ہو، تو میں کتنی خوش تھی کہ اب مجھے وقت پاس کرنے کے لیے مسز فاروقی کے پاس نہیں جانا پڑے گا۔ تم نے تو اب حد کر دی۔ تم نے مجھ سے پوچھے بغیر ایڈمیشن لے لیا؟"

لائبہ کا دکھ ابھی بھی کم نہیں ہوا تھا۔ ضوفی نے ایک دم اسے گلے لگا لیا۔ اسے محسوس ہو گیا تھا کہ وہ نادانستگی میں ہی لائبہ کو کافی دکھی کر گئی ہے۔ اس کے سارے شکوے، ساری باتیں بجا تھیں۔ اسے خود پر بھی ایک حد تک افسوس ہوا۔

"آئی ایم رئیلی سوری پری! آئندہ ایسی کوتاہی بالکل نہیں ہو گی۔ معاف کر دیجیے پلیز..." کانوں کو ہاتھ لگاتے وہ بالکل معصوم لگ رہی تھی۔ لائبہ کے اندر موجود تمام شکوک و شبہات ختم ہونے لگے۔ اس نے سر ہلاتے ہوئے اس کا سر اپنے کندھے سے لگا لیا۔ اس واقعے کے بعد ضوفشاں کافی محتاط ہو گئی تھی۔ وہ کبھی بھولے سے بھی لائبہ کو نظر انداز کرنے کی کوشش نہیں کرتی تھی۔ اس کا کمپیوٹر کا کورس بہت اچھی طرح چل رہا تھا۔ شام کے وقت وہ لائبہ سے ڈرائیونگ سیکھنے لگی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی۔ صرف اور صرف لائبہ کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کے لیے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں مسز فاروقی اپنی پوری فیملی سمیت کشمیر اپنے سسرال چلی گئی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد اگر لائبہ نے ان کی کمی محسوس کی تو بھابی اداس ہو گئیں جن کی مسز فاروقی سے اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔ صرف چند ماہ کے عرصے میں ہی وہ ان کے لیے کافی اہمیت اختیار کر گئی تھیں۔ مسز فاروقی بہت محبت اور خلوص برتنے والی خاتون تھیں' دوسرے لوگوں کی طرح انہوں نے ان کی ذاتی زندگی میں دلچسپی لینے کی بجائے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے محبت اور دوستی کا رشتہ نبھایا تھا۔ فوزان صدیقی کی فیملی کے بعد یہ واحد فیملی تھی جس نے ان کے ظاہر کو دیکھنے کی بجائے باطن کو دیکھا تھا۔ لوگوں کی دیکھا دیکھی ان کے کردار کو جانچنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ بہت اپنائیت اور تو پیار سے ملتی تھیں۔ اکثر ان کے لیے کوئی نہ کوئی چیز بنا لاتی تھیں۔ ان کی تینوں بیٹیاں شام کے وقت ان دونوں کے ساتھ لانگ ڈرائیو پر چلی جاتی تھیں۔ بھابی کی تو مسز فاروقی سے دوستی تھی' ادھر بھیا اور

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وقاص بھی ان سے کافی گھل مل گئے تھے۔ابھی وہ لوگ مسز فاروقی کی فیملی کو بھلا نہیں پائے تھے کہ اچانک بھابی کے بھائی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا' وہ بری طرح زخمی تھے۔بھابی کا پورا میکہ سوات میں مقیم تھا' بھابی کے بھائی اور شہود بھائی کی آپس میں گہری دوستی تھی۔انہوں نے ہی اپنی بہن کا رشتہ دیا تھا۔تایا ابو نے قبول کر لیا' اس طرح بھیا کی بارات سوات گئی تھی۔ تین دن بعد اسلام آباد میں ان کا ولیمہ ہوا تھا۔ بھیا' بھابی اور وقاص ہر سال چھٹیوں میں ان سے سوات میں ملنے جاتے تھے۔اب اچانک یہ افتاد آپڑی تھی سب پریشان ہو گئے۔بھابی کا تو رو رو کر برا حال تھا۔

''بھیا آپ بھابی کو لے کر چلے جائیں۔''بھابی کا برا حال دیکھ کر لائبہ سے رہا نہ گیا۔

''تم دونوں کی پریشانی ہے یہاں اکیلی کیسے رہو گی؟' ہمارے ساتھ چلو۔''بھیا نے کہا۔وہ ضوفی کو دیکھنے لگی جو فوراً نفی میں سر ہلانے لگی۔

"نہیں بھیا! ابھی ہمارا جانا ناممکن ہے۔آپ دیر مت کریں۔پہلی ہی فلائٹ سے چلے جائیں۔" بھیا لائبہ کو دیکھنے لگے۔وہ بھلا کیا کہتی' یہاں تنہا رہنا بھی مناسب نہیں اور بھیا بھابی کے ساتھ بھی جانا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"جی بھائی! ضوفی ٹھیک کہہ رہی ہے۔آپ بھابی اور وقاص کو لے کر چلے جائیں۔ ہماری فکر مت کریں' ہم رہ لیں گے۔آپ بس یوں کریں چوکیدار کی فیملی کو کہیں وہ ہمارے والے پورشن کے سرونٹ کوارٹر میں آجائیں جب تک مسز فاروقی کی فیملی واپس نہیں آجاتی وہ آسانی کے ساتھ وہاں رہ سکتے ہیں۔دوسری بات یہ کہ آج کل ضوفی کے بھی سینٹر میں ٹیسٹ ہو رہے ہیں' وہ تو جا ہی نہیں سکتی اور میں اسے تنہا کبھی بھی نہیں چھوڑوں گی۔" اس نے معقول حل پیش کیا تھا۔بھیا فوراً مان گئے۔

اگلے دن ہی چوکیدار اپنے بیوی بچوں کو ان کے گھر میں لے آیا تھا اور بھیا بھابی وقاص سمیت سوات کے لیے روانہ ہو گئے۔اتنے بڑے گھر میں تنہا رہنا کوئی نیا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تجربہ نہیں تھا ایک دو دن بھیا وغیرہ کی غیر موجودگی محسوس ہوئی بعد میں وہ دونوں پر سکون ہو گئیں۔ ضوفی کے سینٹر چلے جانے کے بعد سارے گھر کی صفائی کروا کر ملازمہ کو چھٹی دے کر وہ اپنے کمرے کی صفائی کرنے لگی۔ ضوفی کی الماری صاف کرتے ہوئے اس کے ہاتھ وہی لفافہ لگا جو امریکا سے آیا تھا۔ اس لفافے کو دیکھ کر پہلے دن ہی سے لائبہ کے اندر اک تجسس ابھر آیا تھا۔ لفافے کو دیکھتے ہی اس سے رہا نہ گیا' اس نے اندر سے خط نکال لیا' تھی تو یہ بھی ایک غیر اخلاقی حرکت مگر وہ خود کو خط پڑھنے سے نہ روک پائی تھی۔ جوں جوں وہ خط پڑھتی جا رہی تھی' توں توں اس کے حواس گم ہوتے جا رہے تھے۔ اس نے ایک نہیں چار بار خط پڑھا۔

''السلام علیکم! کیسی ہیں ضوفشاں! یہاں امریکہ آنے کے بعد بھی تمہیں میں بہت یاد کرتا ہوں' ہر وقت تمہارا تصور خیالوں میں رہتا ہے۔ تم کیا ہو' میں نہیں جانتا' صرف اتنا جانتا ہوں کہ تمہاری یاد بنجر صحرا میں باد بہار کی طرح ہے۔ تمہاری یاد ایک ایسی خوشبو ہے جو میری سوچوں کو بھی معطر کر دیتی ہے۔ میں تمہیں جب بھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سوچتا ہوں سب کچھ بھولنے لگتا ہوں۔ کبھی سوچتا ہوں یہ محبت ہے کیا؟ پھر خود سے ہی الجھنے لگتا ہوں۔ میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میں تمہارے مان جانے کا انتظار کروں گا۔ میں ابھی بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں' ہاں جب کوئی انوکھی بات ہو گئی تو تمہیں ضرور مطلع کر دوں گا۔ تمہیں تو فرق نہیں پڑتا مگر مجھے فرق پڑتا ہے۔ تمہاری باتیں اکثر یاد آتی ہیں۔ تم نے کہا تھا کہ یہ مردوں کی ازلی فطرت ہوتی ہے۔ یہ ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھتے یہ سیماب فطرت وجود ہیں۔ کسی ایک تک تو رہنا انہیں گوارا نہیں اور تم بھی انہی میں سے ایک ہو۔ بہت پاگل ہو تم' بڑی غلط رائے ہے تمہاری مردوں کے بارے میں... ضروری تو نہیں سب مرد ریمز کی ہی طرح ہوں۔ کچھ ان سے مختلف بھی تو ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے کوئی محبت کے دعوے تو نہیں کیے۔ ہاں اتنا جانتا ہوں تم مجھے پسند ضرور ہو' اور بہت شدت سے۔ سیانے کہتے ہیں متاثر ہونا یا کسی کو پسند کرنا محبت کی سیڑھی پر پہلا قدم رکھنا ہے۔ کیوں پاگل لڑکی! کچھ سمجھیں' تم کہو گی کہ جب روز چیٹنگ ہو جاتی ہے' میں ای میلز

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھیج دیتا ہوں تو یہ خط لکھنے کی کیا تک ہے؟ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

پاکستان سے بھیا کا خط آیا تو دل خود بخود کسی کو خط لکھنے کو چاہنے لگا۔ ایک خط بھائی کو لکھ کر دوسرا تمہیں لکھا۔ کل دونوں خط پوسٹ کر دوں گا۔ پلیز برا مت منانا۔ نخروں سے تو تم چیٹنگ پر آمادہ ہوتی ہو۔ اب خط پڑھ کر p.c پر ہی بیٹھنا مت چھوڑ دینا۔

فقط!

زبیر صدیقی!

وہ بے یقینی سے کاغذ کے ٹکڑے کو تھامے کھڑی رہی۔ زبیر چھ ماہ کے لیے امریکا بزنس کورس کرنے گیا ہوا تھا۔ یہ بات اسے شہود بھائی سے ہی پتا لگی تھی۔ جب وہ فوزان صدیقی سے ہر تعلق ناتا توڑ کر آرام سے ہو گئی تھی۔ ابھی تو اسے زندگی کو پر سکون بنانا تھا کہ یہ اب اچانک ایک ساکن جھیل میں کیسا پتھر آ گرا تھا۔ سونی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

یادیں، کربناک باتیں، انگڑائی لے کر تہہ دل میں تلاطم برپا کر گئیں۔ وہ ضوفشاں کی خاطر سب تعلق توڑ آئی اور ضوفشاں نے ہی اس سے ہر بات چھپائے رکھی۔ اسے حقیقی معنوں میں ایک گہرے دکھ نے آلیا۔ یہ سلسلہ کب سے چل رہا تھا اسے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ وہ کوئی تنگ نظر غاصب سوچ والی قدامت پرست لڑکی نہیں تھی۔ بہتر سوچ اور بلند شعور رکھتی تھی پھر بھی یہ خطا اس کے اعصاب پر سخت گراں گزرا تھا۔ جو بات اسے سب سے زیادہ گراں گزر رہی تھی وہ یہ تھی کہ ضوفشاں نے اس سے یہ سب کیوں چھپایا کیوں... کیا دونوں بہنوں کے تعلقات اب اس سطح پر پہنچ چکے ہیں کہ ضوفی اس سے کچھ چھپانے کی کوشش کرتی، جبکہ اس نے تو خود اس سے کوئی بات نہیں چھپائی تھی۔ چھوٹی بہن ہونے کے باوجود اسے ہر بات بتائی اور سمجھاتی رہی تھی پھر غلطی کہاں ہوئی تھی۔ وہ مسلسل سوچ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ضوفی! یہ کیا ہے؟" بڑی مشکل سے اس نے باقی ماندہ کام نمٹایا تھا۔ ضوفی سینٹر سے لوٹی تو وہ لفافہ لیے اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ پہلے تو ضوفشاں کا رنگ متغیر

ہوا پھر وہ نظریں جھکا گئی۔اس کے یوں مجرموں کی طرح گردن جھکا لینے پر لائبہ کو اپنے اندر اضطراب کا گہرا سمندر ٹھاٹیں مارتا محسوس ہوا۔وہ دکھ سے اسے دیکھتی رہی۔

"کب سے چل رہا ہے یہ سلسلہ...؟"اس دفعہ لائبہ کا انداز کافی بپھرا ہوا تھا۔ضوفی نے کافی اچھنبے سے سر اٹھا کر لائبہ کو دیکھا۔

"یہ کوئی سلسلہ ولسلہ نہیں ہے۔آپ کو میں نے بتایا تھا کہ زبیر صدیقی مجھے اکثر کالج کے گیٹ پر ملتا ہے۔پہلے پہل تو میں اس سے اجتناب کرتی رہی پہلی ملاقات میں نے آپ کو حرف بہ حرف بتا دی تھی۔بعد میں اس کے مسلسل آنے پر میں نے جان بوجھ کر آپ کو کچھ نہ بتایا کہ آپ پریشان نہ ہوں...وہ ایک سلجھا ہوا مہذب شخص ہے'اس کا کہنا تھا کہ وہ اس طرح مجھے راضی کر لے گا'اسی لیے میں تنگ آ کر صرف اسے منع کرنے کی خاطر دوبارہ ملی تھی۔اس کی ایک ہی ضد تھی کسی نہ کسی طرح میں مان جاؤں اور یہ کسی بھی طرح ممکن نہ تھا۔پھر وہ کچھ دن بعد

WWW.NOVELSCLUBB.COM

امریکا چلا گیا۔تب بھی وہ مجھے ملا تھا۔بہت اصرار پر میں نے اسے ای میل ایڈریس دے دیا تھا۔وہ اکثر میسج بھیج دیتا تھا۔میں صرف پڑھ لیتی تھی،خود کبھی بھی پیش رفت نہیں کی تھی جب وہ بے حد اصرار کرنے لگا تو میں ہلکی پھلکی چیٹنگ بھی کرنے لگی۔پھر یہ خط آ گیا۔آپ نجانے کیا سمجھتیں،اسی لیے میں نے غلط بیانی کی۔ میرا مقصد آپ کو دکھی نہیں کرنا تھا بلکہ تکلیف اور اذیت سے بچانا تھا۔وہ پچھلے دو تین ماہ سے مجھے مسلسل قائل کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا۔اب دو ڈھائی ماہ ہو گئے ہیں میری اس سے کوئی چیٹنگ نہیں ہوئی۔نہ ہی اس کی ای میل مجھ تک پہنچی ہے۔اب تو شاید ایک ماہ بعد وہ اپس بھی آنے والا ہو گا اور بس...یہی سارا سلسلہ ہے۔"ضوفی نے بہت سکون اور آرام سے بتایا۔وہ صرف دیکھتی رہی،یہ اتنی نامعقول بات نہیں تھی۔دونوں نے ہی اخلاقی حدود کا خیال رکھا تھا۔وہ کچھ خائف سی ہو گئی۔ضوفشاں نے اس کی طرف دیکھتے لائبہ کا ہاتھ تھام کر اپنے پاس بٹھالیا۔"بس میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ زبیر صدیقی کی ان تمام پیش رفت کے

www.novelsclubb.com

باوجود بدل نہیں سکتا۔آپ کو میری طرف سے جو جو بھی خدشات لاحق ہیں انہیں پلیز ذہن سے نکال دیں۔ہمارا رشتہ اتنا کمزور نہیں کہ صرف ایک معمولی سے شک کی بھینٹ چڑھ جائے۔"لائبہ نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

"ضوفی! تمہیں اب زبیر صدیقی کیسا لگتا ہے؟"کافی دیر تک ضوفی کی ادھر ادھر کی ڈھیر ساری باتوں سے جب وہ پرسکون ہوئی تو کھانے کی ٹیبل پر اس سے پوچھنے لگی۔

"سچ سچ بتادوں؟"کھانا کھاتے ہوئے اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔اس نے گردن ہلادی۔

"وہ فوزان صدیقی کا بھائی ہے ان سے بہت مختلف بھی ہے لیکن بہت سی خوبیاں انہی جیسی ہیں۔وہ اپنے بھائی کی طرح بہت ہی اچھا شخص ہے۔بہت خیال رکھنے والا اور محبت کرنے والا۔وہ واقعی اس قابل ہے کہ کوئی بھی لڑکی اس سے محبت کر سکتی

ہے۔اس کے خواب دیکھ سکتی ہے۔اس کی خاطر اپنی زندگی دان کر سکتی ہے۔" وہ پر سوچ لہجے میں آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔لائبہ بس اسے دیکھتی رہی۔

"ضوفی کہیں تم اس سے متاثر تو نہیں ہو گئی' محبت تو نہیں کرنے لگی ہو؟" عجیب سے خدشے میں گھرتے وحشت بھری نظروں سے دیکھا۔وہ بہت آسودگی سے مسکرا رہی تھی۔

"پتا نہیں پری! میں اپنے احساسات کو خود بھی نہیں سمجھ پا رہی۔وہ عجیب شخص ہے۔جب وہ بار بار میرے راستوں میں آتا تھا تو مجھے اس پر بہت غصہ آتا تھا' بہت چاہنے کے باوجود بھی میں اس کے لیے کوئی غلط سوچ اپنے ذہن میں پیدا نہ کر پائی۔ مجھے شروع ہی سے لڑکیوں کا کالج سے باہر لڑکوں سے یوں چوری چھپے ملنا بہت زہر لگتا تھا اور اب بھی لگتا ہے مگر میں اس کی بے پناہ ضد پر خود کو اس سے ملنے پر روک نہ پائی۔وہ میری کوئی تعریف کرتا تو ہزار ہا چاہنے کے باوجود میں اسے غلط القابات سے نہیں نواز سکی۔اس نے مجھ سے میرا ای میل ایڈریس مانگا تو اپنے اندر ایک

جنگ چھڑنے کے باوجود اسے اپنا ای میل ایڈریس دینے سے خود کو نہ منع کر پائی۔ وہ اس میلز پر ای میلز بھیجتا رہتا تھا اور میں خود کو اس کی بھیجی ہوئی ای میلز پڑھنے پر مجبور پاتی۔ اس نے مجھے خط لکھا میں بہت چاہنے کے باوجود اس سے خفگی کا اظہار نہ کر پائی اور اب جب وہ دو ماہ سے مسلسل میرے رابطے میں نہیں تھا تو اس نے چیٹنگ کی ہے اور نہ کوئی میلز بھیجی ہیں' اس کے باوجود میں ہر وقت چیٹنگ باکس کھولے صرف اس کے پیغام کی منتظر رہتی ہوں۔ ہر روز گھر آنے کے بعد چوکیدار بابا سے کسی خط کے بارے میں پوچھتی ہوں' اور ہر دفعہ نفی میں جواب سن کر اندر تک ادھڑتی چلی جاتی ہوں۔ مجھے ہر وقت عجیب سی بے چینی اپنے حصار میں گھیرے رکھتی ہے اور چاہنے کے باوجود اپنے ذہن سے اس کی سوچوں کو نہیں نکال پاتی۔ پتا نہیں ان احساسات کو کیا کہتے ہیں... اور محبت کیا ہے' مجھے نہیں معلوم...؟'' کتنا مفصل جواب ملا تھا اسے' لفظ بہ لفظ وہ صرف ضوفی کو دیکھتی رہی۔ کتنے خوب صورت رنگ تھے جو ضوفی کی آنکھوں میں رقصاں تھے۔ ایک مرد سے اس نے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

خود دھوکا کھایا تھا اور ایک مرد پر ضوفی اعتبار کر کے اک نئی دنیا کی سیر کرنے چلی تھی۔ وہ اسے کچھ کہہ بھی نہ سکی۔ ایک حرف تاکید بھی... اور اب جبکہ وہ خود اس شخص کے لیے انکار کر چکی تھی، واپسی کا راستہ ممکن تھا مگر عزت نفس کی دیوار کو گرانا بہت ضروری تھا ورنہ کچھ بھی لاحاصل تھا۔ وہ بے چارگی سے اسے مسلسل دیکھے گئی۔

"ضوفی! میں تمہیں ہر حال میں خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔ لوگوں کا کیا ہے وہ تو باتیں کرتے ہی ہیں۔ اب اگر تم شادی نہیں کرو گی تو وہ لوگ تمہیں تمغہ پہنانے نہیں آئیں گے۔ میں فوزان صدیقی سے رابطہ کرنے پر تیار ہوں۔ تم کچھ سوچ لو۔"

www.novelsclubb.com

"نہیں پری... بالکل نہیں۔ میں اس بند گلی میں کھڑی ہوں جہاں آگے کوئی راستہ نہیں اور پیچھے لوگ پتھر لیے کھڑے ہیں۔ میں سنگسار نہیں ہونا چاہتی اور مرنا بھی مجھے گوارا نہیں۔ میں پوری عزت کے ساتھ جینا چاہتی ہوں۔ محبت کے بغیر زندگی

گزار سکتی ہوں مگر عزت کے بغیر نہیں...جب ایک دفعہ انکار کر دیا تو پھر کر دیا۔اور آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ میں اپنی زبان سے کبھی نہیں پھرا کرتی۔آپ فوزان صدیقی سے کوئی رابطہ نہیں کریں گی نہ آج نہ کبھی...ایک دم سرد لہجے میں اور دوٹوک الفاظ میں انکار کرتے ہوئے میز سے اٹھ گئی۔وہ عجیب و غریب سے ڈر میں گھرتے اسے دیکھتی رہی۔یہ ضوفشاں کن راستوں کی راہی بن رہی تھی۔اسے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ایک ایسا ہی تجربہ وہ خود بھی جھیل چکی تھی۔رمیز نے اس کا ہاتھ تھام کر جذبوں کو رشتوں کا خوب صورت پیرہن اوڑھا کر احساس کی ڈور سے لپیٹ کر اسے ایسے ہی راستوں کا راہی بنا دیا تھا' جہاں سے وہ آج تک نہیں پلٹ سکی تھی اور نہ ہی اپنا دامن بچا سکی تھی۔وہ تو ٹھیک سے اس شخص سے نفرت بھی نہیں کر سکی تھی' وہ جو بغیر کوئی ثبوت مانگے سچائی پرکھے اسے طلاق دے گیا تھا' ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے اذیت کی بھٹی میں تنہا جلنے کے لیے چھوڑ گیا تھا۔اس کی روح تب سے لے کر اب تک کانٹوں پر چل رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

رمیز جو کنکر جما گیا تھا وہ صرف اور صرف اسے دیکھ کر ہی ختم ہو سکتا تھا۔ وہ اس سے ملنے اور خود پر لگائے گئے بہتان کا بدلہ لینے کی دعائیں برسوں سے کرتی آ رہی تھی۔ اس کی سوچیں محبتیں' احساسات اور جذبے سب اس ایک شخص کے احساس سے ابھی تک لپٹے ہوئے تھے۔ جس نے پہلی دفعہ دل کی تاروں کو چھوا تھا۔ اسے ابھی اس شخص سے ان سب جذبوں کو واپس لینا تھا۔ ان احساسات' جذبوں' محبتوں اور سوچوں کے بغیر تو وہ بالکل ادھوری تھی اسے ابھی خود کو مکمل کرنا تھا کہ اب ضوفی اسے درد کے کسی نئے صحرا میں دھکیل گئی تھی۔ اس کی سوچوں کو اک نیا تفکر دے گئی تھی۔ وہ اسے نہ آگے بڑھنے سے روک سکتی تھی اور نہ پیچھے پلٹنے پر آمادہ کر سکتی تھی۔ وہ جس مقام پر کھڑی تھی وہاں واپسی کا کوئی راستہ نہیں ملتا۔ سوائے درد کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ جھلملاتی آنکھوں سمیت برتن سمیٹنے لگی

بھابی کے بھائی کو ماہیں چلے گئے تھے۔ ان کی حالت بہت نازک تھی۔ دماغ پر چوٹ لگنے کی وجہ سے ڈاکٹرز ناامید تھے۔ شہود بھیا دو ہفتے ہو گئے تھے اور ابھی نہیں آ سکے

تھے۔دونوں بہنوں کو بھابی کے اس دکھ پر بہت دلی صدمہ ہوا۔اللہ تعالیٰ سے بھابی کے بھائی کی صحت یابی کی شدت سے دعا مانگتیں۔اتوار کے روز اسے کچن کے لیے سودا سلف اور فریج کے لیے ضروری سامان خریدنا تھا اس نے ضوفی کو ساتھ چلنے کو کہا تو اس کا موڈ نہیں تھا۔اسی لیے وہ چوکیدار کی بیوی چندا کو لے کر چلی گئی تھی۔ شاپنگ کے دوران بھی اسے ضوفی کی کمی محسوس ہوتی رہی تھی۔وہ گھر آئی تو ضوفی لائونج میں بیٹھی ہی ملی۔چوکیدار کی بیوی سامان رکھ کے اپنے کوارٹر میں چلی گئی۔

"توبہ ہے ایسے موسم میں شاپنگ کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ہر چیز کی قیمت آسمان کو چھو رہی ہے۔دکانداروں سے سر کھپاتے سر کھپاتے میرا اپنا سر کھپ گیا ہے۔" چادر اتار کر صوفے پر ڈالتے وہ بھی دھپ سے ضوفی کے برابر ہی گر گئی۔ آنکھیں بند کر کے گہرے گہرے سانس لیے مگر جب نگاہ ضوفی کے چہرے پر اٹھی تو اندر غیر معمولی پن کا احساس جاگا۔ضوفی کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔نجانے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کب سے رو رہی تھی۔لال انگارہ آنکھیں عجیب سی کہانی سنا رہی تھیں اور وہ خود ساکت سی بیٹھی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا ضوفی...! کیا بات ہے؟" ضوفی کو اس پریشان کن انداز میں بیٹھے دیکھ کر اس نے فوراً گھبرا کر اس کا کندھا چھوا۔وہ نظریں چرا کر لائبہ کو دیکھنے لگی۔اس نے مسکرانے کی کوشش کی تھی مسکرا ہی نہ سکی پھر ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔"ضوفی! میرا دل بند ہونے والا ہے' بتاؤ کیا ہوا؟ شہود بھائی تو ٹھیک ہیں' کہیں بھابی کے بھیا تو..." پہلا خیال یہی آیا ضوفی نے گردن نفی میں ہلائی۔وہ مزید متوحش ہو گئی۔فوراً روتی ہوئی ضوفی کے ہلتے وجود کو بانہوں میں بھر لیا۔"میری جان' بتاؤ کیا ہوا' کیوں رو رہی ہو؟" اسے روتے دیکھ کر وہ خود بھی روہانسی ہو گئی۔ضوفی کچھ بھی بتائے بغیر روتی رہی۔کافی دیر بعد وہ سنبھلی تو اسے خود سے جدا کیا۔"اب بتاؤ! کیا بات ہے؟" اسے پانی پلا کر اس کا چہرہ اپنے دوپٹے سے صاف کیا۔ضوفی نے خاموشی سے کشن تلے رکھا لفافہ نکال کر اسے تھما دیا۔

لائبہ ناسمجھی کے عالم میں اسے دیکھتے ہوئے لفافے کو دیکھنے لگی۔لفافے نے درحقیقت چونکا دیا تھا۔امریکا سے آیا ہوا یہ لفافہ وہ کھولے بغیر ہی بھیجنے والے کا نام جان گئی تھی مگر اندر کیا درج تھا یہی جاننے کو وہ جلدی سے لفافے میں موجود کاغذ کا ٹکڑا نکال کر پڑھنے لگی۔

"السّلام علیکم!

کیسی ہو ضوفشاں! اللہ کرے تم دونوں بہنیں سدا خوش رہو۔ پچھلے دو اڑھائی ماہ اس قدر مصروف رہا کہ رابطہ ہی نہ ہو سکا۔اب بھی خط لکھنے کی نوبت اس لیے آئی ہے کہ مجھے تمہیں ایک بہت بڑی خبر سے آگاہ کرنا تھا۔میں اپنے دل اور اپنے بھائی کی خواہش پر بہت خلوص اور محبت سے تمہاری طرف بڑھا تھا' میں نے کہا تھا نا میں تمہارے راضی ہونے کا منتظر رہوں گا' میں نے بہت خلوص سے اپنی تمام کوششیں بھی کی تھیں' اپنی سطح سے نیچے اتر کر تمہیں مسلسل تنگ بھی کیا تھا' کیونکہ مجھے یقین تھا ایک نہ ایک دن تم ضرور راضی ہو جاؤ گی' مگر میرے تمام

WWW.NOVELSCLUBB.COM

مفروضے غلط ثابت ہو گئے۔ میری پیش قدمیاں' میرے جذبات اور میری پسند یک طرفہ تھی' تمہیں کوئی الزام نہیں دیتا۔ میرے بابا جان کی انتہائی خواہش ہے کہ فوزان بھائی شادی کر لیں۔ تمہاری طرف سے انکار کے بعد انہوں نے تو شادی کا تصور ہی ذہن سے کھرچ دیا ہے۔ برسوں تک وہ جس کی جستجو میں رہے تھے' اسے سامنے پا کر اپنے تمام جذبات کا اظہار کر کے پھر کسی اور سے شادی کر کے وہ نہ خود سے زیادتی کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی اس وجود کے ساتھ جو ان کے نام سے منسوب ہو گا۔ بہنوں اور بابا کے بہت سمجھانے کے باوجود وہ نہیں مانے ان کی طرف سے ناامید ہونے کے بعد بابا اور بہنوں نے مجھ پر زور دینا شروع کر دیا تھا اور میں شاید اپنے موقف پر کچھ عرصہ مزید ڈٹا رہتا اگر بابا جان نے یہ نہ کہا ہوتا۔

www.novelsclubb.com

"زبیر! اگر فوزان نہیں مان رہا تو تم مجھے یہ خوشی دیکھنے دو۔ میں تم سے التجا کرتا ہوں' تم اسے ایک باپ کا حکم سمجھ لو' میں آج زندہ ہوں کل کو آنکھیں بند کر لیں تو تم دونوں بھائی یونہی زندگی گزار دو گے۔"

"ضوفشاں! ہمارے بابا ہم سے بہت محبت کرتے ہیں۔انہوں ن کبھی ہم پر اپنا حکم نہیں چلایا' ہماری خاطر انہوں نے بہت کچھ سہا ہے۔اور عمر کے اس دور میں جب وہ آسودہ ہوئے ہیں تو انہیں ہماری فکر ستانے لگی ہے۔میں بابا کی بات سن کر شش وپنج میں گرفتار ہو گیا تھا اور پھر میں نے ہاں کہہ دی۔بہنیں پہلے ہی تیار بیٹھی تھیں' مجھ سے چھوٹی زیبا کی نند ہے وہ لڑکی جسے میرے لیے منتخب کیا گیا۔یہ اس قدر آناً فاناً ہوا کہ مجھے خود بھی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ایک ہفتہ پہلے میرا نکاح زنیرہ سے کر دیا گیا ہے۔نکاح سے دو دن پہلے میں پاکستان آیا تھا اور پھر تین دن بعد واپس امریکا آ گیا۔میں جانتا ہوں تمہاری مجھ سے کوئی کمٹ منٹ نہیں' تم نے کبھی بھی اس انداز میں نہیں سوچا جس انداز میں تمہارے متعلق میں سوچتا تھا پھر بھی نجانے کیوں میں احساس جرم میں مبتلا ہو گیا ہوں۔میرے تمام دعوے جھوٹے ثابت ہوئے۔میں متاثر ہونے کے چکر میں بہت آگے نکل گیا تھا' تمہیں شاید میرے نکاح کی خبر سے بھی کوئی فرق نہ پڑے مگر میں ہر معاملے میں صاف گوئی کا قائل

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوں' جہاں فوراً اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا' وہاں لاتعلقی اختیار کرنے سے پہلے بھی تمہیں آگاہ کر دینا چاہتا ہوں۔ میں جس لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کر چکا ہوں' اسے اپنے دل کی پوری آمادگی سے اپنانا بھی چاہتا ہوں۔ ابھی مجھے سنبھلنے میں کچھ وقت لگے گا' اسی لیے یہاں میں نے مزید چھ ماہ رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میری شادی میری واپسی کے بعد ہی ممکن ہے۔ کبھی اپنی ذات سے ہٹ کر اوروں کے لیے جینا بہت آسودگی بخشتا ہے۔ فوزان بھائی برسوں ہم بہن بھائیوں کے لیے جیتے آرہے ہیں۔ لیکن اس مقام پر انہیں اپنے جذبوں میں خیانت گوارا نہیں۔ یہ سب قدرت کا چکر ہے۔ اگر یہاں ہر ایک کو اس کی حسب منشاء ملنے لگے تو دنیا میں دکھ نام کی چیز کا شائبہ تک نہ ہو۔ بھائی اپنی جگہ پر برحق ہیں اور بابا کی خواہش اپنی جگہ پر' مگر تم نے جو فیصلہ کیا تھا وہ بھی ٹھیک تھا۔ تمہاری جگہ کوئی بھی لڑکی ہوتی تو اس کی پہلی ترجیح ''عزت'' ہی ہوتی۔ تم جیسی صاف ستھری اور کھری

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

لڑکی کا فیصلہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ میں خود کو اپنی کہی ہر بات' ہر سوچ اور جذبے سے آزاد کروانا چاہتا ہوں اور یقینا تمہیں اعتراض نہیں ہو گا۔

فقط...!

زبیر صدیقی

اتنا طویل خط وہ پڑھ کر بھونچکا رہ گئی۔ یہ بات تو شروع سے ہی طے تھی تو پھر دونوں کو اتنا دکھ کیوں پہنچ رہا تھا۔ اس نے آہستگی سے ضوفی کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

"پری! متاثر ہونے کے چکر میں مجھے بھی اس شخص سے محبت ہو گئی تھی۔ محبت اپنا آپ منوا لیتی ہے' بس کچھ وقت درکار تھا مجھے سنبھلنے میں' اپنا فیصلہ بدلنے میں... جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا ہے وہ اتنی جلدی کیسے فراموش کر دیتی؟ اس کے نشاں مٹاتے ہی مٹنے تھے۔ جب میں نے یہ سوچ لیا تھا کہ مجھے اس سے کبھی بھی شادی نہیں کرنی تو پھر میری سوچوں میں وہ کیوں آسمایا۔ قطرہ قطرہ میرے دل کو پگھلاتا رہا جب

WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں بالکل موم بن گئی کسی فیصلے پر پہنچنے والی تھی تو اس نے راہیں بدل لیں۔سچ کہتا ہے وہ یہ سب تقدیر کا چکر ہے۔وہ کہتا ہے کسی کے لیے جینا بہت آسودگی بخشتا ہے تو میں بھی شاید آپ کی خاطر ،آپ کی خوشیوں کی خاطر یا فوزان بھائی کی محبت کی خاطر مان ہی جاتی۔ مگر یہ کیا ہو گیا ہے پری! وقت نے مجھے اپنا فیصلہ سنانے کی مہلت ہی نہیں دی۔'' وہ بس روئے جا رہی تھی۔لائبہ نے اسے اپنے بازوئوں میں بھینچ لیا۔اس کا اپنا دل قطرہ قطرہ پگھل رہا تھا وہ کسے الزام دیتی۔نہ تو اس میں زبیر صدیقی کا قصور تھا اور نہ ضوفی کا۔شاید قسمت میں یہ ملن تھا ہی نہیں۔وہ آہستہ آہستہ اسے تھپتھپاتی رہی۔

.../...

www.novelsclubb.com

ہفتہ یونہی گزر گیا۔ضوفشاں کو بالکل ہی چپ لگ گئی وہ نہ لائبہ سے کوئی بات کرتی تھی اور نہ اس کے ساتھ گفتگو میں شریک ہوتی تھی۔ عجیب گونگے بہروں والی حالت ہو گئی تھی۔وہ اسے دیکھ دیکھ کر کڑھتی رہتی۔اندر باہر آتے جاتے ضوفی کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیے آنسو بہاتی رہتی۔ ضوفی تو اس دن کے بعد روئی بھی نہیں نہ اس کے سامنے اور نہ ہی اس سے چھپ کر۔ وہ ہمہ وقت اس کے ساتھ ہی لگی رہتی اس کا دل بہلانے کی کوشش کرتی مگر وہ کسی بھی طرح سنبھل نہیں رہی تھی۔ مہ جبین بھابی کے بھائی کی وہی حالت تھی۔ شہود بھائی ایک دن کے لیے آئے تھے اپنے منیجر کو فیکٹری اور مل کے تمام ضروری امور سونپ کر انہیں خصوصی ہدایات جاری کر کے واپس چلے گئے تھے۔ چوکیدار کی فیملی کی وجہ سے وہ کافی مطمئن تھے۔

اس دن ضوفی سینٹر سے واپس لوٹی تو اس کا چہرہ سرخ اور جسم آگ کی طرح تپ رہا تھا۔ آتے ہی بے سدھ ہو کر صوفے پر گر گئی۔ لائبہ اسے اس حالت میں دیکھ کر بہت پریشان ہو گئی۔ سہارا دے کر اسے کمرے میں لے جا کر اس کی تیمارداری میں جت گئی، بخار کا زور توڑنے کے لیے وہ جو بھی حفاظتی اقدامات کر سکتی تھی، کر لیے تھے، رات گئے تک ضوفی کا بخار اترنے کی بجائے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ وہ ساری رات غشی میں الٹا سیدھا بولتی رہی تھی۔ لائبہ کے لیے یہ رات بہت کٹھن تھی۔ آس

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پاس کوئی اپنا نہ تھا جو اس حالت میں اس کا ساتھ نبھاتا اور جو تھے وہ اس سے کوسوں دور تھے۔ وہ اگر ایک دفعہ انہیں آواز دیتی تو شہود بھائی' دوڑے چلے آتے مگر ان کی بھی اپنی کچھ مجبوریاں تھیں۔ رات اس نے چندابی کو اپنے پاس ہی ٹھہرالیا تھا۔ رات ساری یخ پانی کی پٹیاں رکھتے دعائیں مانگتے وہ اپنے حوصلے آزماتی رہی۔ صبح ہوئی تو اس نے شہود بھائی کے فیملی ڈاکٹر کو فون کر کے بلوایا۔ آتے ہی انہوں نے ضوفشاں کا ٹریٹمنٹ شروع کر دیا تھا۔

''انکل! اس کا بخار تو اتر جائے گا نا!'' ڈاکٹر نے دوائیں لکھ کر دیں تو اس نے بے تابی سے پوچھا۔

''بظاہر فکر کی کوئی بات نہیں' دوائیں دیں' رات تک حالت سنبھل جائے گی۔''

''شکریہ۔'' وہ ڈاکٹر کو باہر تک چھوڑنے آئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

چوکیدار کی بیوی نے اپنے بیٹے کو بھیج کر دوائیں منگوادی تھیں۔اس کے کہنے پر دلیہ بھی بنالائی۔دوائیں لیتے ہی ضوفشاں نیم غنودگی کی کیفیت میں چلی گئی تھی۔دوپہر تک بخار کا تھوڑا سا زور ٹوٹا تھا۔لائبہ نے جائے نماز بچھا کر شکرانے کے نوافل ادا کیے۔شام کے وقت شہود بھائی کا فون آیا تھا۔وہ ہر دوسرے روز فون کر کے خیریت پوچھتے رہتے تھے۔اس نے انہیں ضوفی کے متعلق بتانے سے قصداً گریز کیا۔یہ دکھ تو جیسے اس کی جان سے لگ کر رہ گئے تھے' وہ انہیں کیا پریشان کرتی۔ رات تک ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق ضوفی کی طبیعت سنبھلی تھی مگر نقاہت اتنی تھی کہ اٹھ کر بیٹھنے اور آنکھیں کھول کر دیکھنے کی اس کے اندر ہمت نہیں تھی۔

رات کو اس نے چندابی کو اس کے کوارٹر میں بھیج دیا تھا۔وہ خود ہی رات کافی دیر تک ضوفشاں کے سرہانے بیٹھی اس کا سر دباتی رہی۔کل رات وہ سو نہیں سکی تھی اچانک ہی آنکھ لگ گئی۔اس کا سر دباتے دباتے بیڈ کرائون سے ٹیک لگائے وہ غافل ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نجانے وہ رات کا کون سا پہر تھا جب ضوفی کی کراہوں سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ پہلی نگاہ ڈالتے ہی وہ اصل صورت حال کا کچھ اندازہ ہی نہیں کر پائی تھی مگر جب منظر واضح ہوا تو اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ ضوفشاں کی طبیعت کے خیال سے اس نے رات کو ہی ٹب لا کر بیڈ کے نیچے رکھ دیا تھا' اس میں وہ اس کا ہاتھ منہ دھلواتی رہی تھی۔ ایک دو دفعہ قے آنے پر بھی ضوفی نے یہی ٹب استعمال کیا تھا۔ اب بھی ضوفی نے اسی ٹب میں پھرقے کی تھی۔ مگر اس بار ٹب کی تہہ گہرے سیال خون سے بھر گئی تھی۔ خون دیکھ کر لائبہ کے ہاتھ پائوں پھول گئے۔ وہ سب احتیاطی تدابیر بھول گئی' پتھرائی آنکھوں سے مسلسل سسکتی' اذیت اور تکلیف سے اپنا سر مارتی ضوفی کو دیکھے گئی۔ ذہن بالکل خالی تھا۔ کچھ یاد ہی نہ رہا۔ کچھ فکر مندی' اذیت' پریشانی کم ہمتی اور لاچاری نے اس کی رہی سہی عقل کو بھی زائل کر دیا تھا۔ ضوفی کی آواز حلق سے برآمد نہیں ہو رہی تھی سوائے کراہوں کے وہ سخت تکلیف میں تھی۔ اشارے سے لائبہ کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ وہ فوراً ہمت کرتے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اٹھ کھڑی ہوئی۔اپنی کمزوری کو نظرانداز کیے وہ ڈاکٹر کے نمبر پش کرنے لگی مگر نمبرز مل کے ہی نہیں دے رہے تھے۔اس نے کئی بار ٹرائی کیا تھا۔اس وقت صبح کے چار بج رہے تھے'اس نے ہمت کر کے ایک دفعہ پھر نمبرز ملائے'دوسری طرف مسلسل بیل جا رہی تھی کوئی فون ہی نہیں اٹھا رہا تھا۔انتہائی بے بسی پر پہنچ کر روتے ہوئے غصے سے فون اٹھا کر دور پھینک دیا۔ضوفی ابھی بھی ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔وہ شدت کرب تنہائی اور آفت ناگہانی سے رو پڑی۔فوراً باتھ روم میں گھس گئی۔اب صرف اس وقت ایک ہی در تھا جو کھلا ہوا تھا وضو کر کے وہ جائے نماز پر گر گئی۔پتا نہیں اذانیں ہو چکی تھیں یا نہیں'اسے کسی بھی بات کا ہوش نہیں تھا۔رو رو کر ضوفی کی زندگی کی دعائیں مانگتے اسے کچھ اور نہیں سوجھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

جائے نماز لپیٹ کر اس نے بیگ میں سے کچھ رقم نکالی اور چپل اڑس کر باہر نکل آئی۔چندابی اور اس کے چودہ سالہ بیٹے کو ساتھ لیے ان کی مدد سے ضوفی کو گاڑی میں ڈالا تھا۔چوکیدار کو گھر کی حفاظت کی تاکید کر کے ان دونوں کو ساتھ لیے وہ بہت

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تیزی سے گاڑی چلا رہی تھی۔لائبہ نے اپنی پوری زندگی میں اس سے زیادہ تیز رفتاری سے گاڑی نہیں چلائی تھی۔سڑکیں سنسان تھیں وہ بہت تیزی سے اسپتال کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔راستے میں بھی ضوفی نے ایک دفعہ پھر خون آلود قے کی تھی۔اسپتال میں اس وقت اسے کوئی ڈاکٹر نہیں مل رہا تھا اور جو مل رہا تھا اس کا ٹریٹمنٹ اسے مطمئن نہیں کر پا رہا تھا۔فون کروا کر اس نے اسپشلسٹ ڈاکٹرز بلوائے تھے۔ضوفی آئی سی یو میں تھی اور وہ باہر روتی' دعائیں مانگتی بے چینی و بے قراری سے ٹہلتی رہی۔زندگی اس سے امتحان در امتحان لے رہی تھی اب اس مقام پر اسے اپنا حوصلہ کمزور دکھائی دیا۔ایک عرصے سے وہ یہ سارے دکھ' سارے امتحان سہہ رہی تھی اب تو وجود آبلہ پائی کے سبب نڈھال تھا۔نرم و نازک وجود بے جان مٹی میں ڈھل چکا تھا۔ٹانگوں میں کھڑے رہنے کی سکت نہیں تھی' وہ وہیں کونے میں گر گئی۔گھٹنوں میں منہ چھپا کر با آواز بلند روتی رہی۔چوکیدار کی بیوی اس کا برابر حوصلہ بڑھا رہی تھی' تسلیاں دے رہی تھی مگر وہ تو کچھ سن ہی نہیں رہی تھی' بس

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنکھوں کے سامنے سرخ گہرا سیال خون گردش کر رہا تھا۔کان ضوفی کی کراہوں' سسکیوں سے گونج رہے تھے۔اس کے اعصاب چٹخنے لگے مگر وہ ضوفی کو دیکھے بغیر ابھی ہمت نہیں ہارنا چاہتی تھی' اگر وہ خود ہار گئی تو ضوفی بھی مر جائے گی' وہ خود کو ضوفی کے لیے سنبھال کر رکھنا چاہتی تھی۔اس کی قوت ارادی نے اس کے اندر اک جان ٹھہرا دی۔ڈاکٹر باہر نکلے تو انہوں نے خون کا بندوبست کرنے کو کہا۔بار بار خون کی قے کرنے سے اسے خون کی اشد ضرورت تھی لیکن اس وقت وہ کہاں سے بندوبست کرتی' وہ کس کو کہتی' کہاں جاتی' سب راستے دھندلائے ہوئے تھے۔وہ ایک دم رو پڑی۔

''ڈاکٹر پلیز! میرے جسم سے سارا خون نکال لیں' مجھے یہ خون نہیں چاہیے یہ زندگی بھی نہیں چاہیے' پلیز میری بہن کو بچا لیں۔میری گڑیا ضوفی کو بچا لیں۔میر ااور اس کا بلڈ گروپ ایک ہی ہے' ایک دو کیا' جتنی بھی بوتلیں چاہیے میرے جسم سے نکال لیں۔'' وہ بہن کی محبت میں چور اس وقت پاگل دیوانی بنی ڈاکٹر کے

سامنے ہاتھ جوڑے روئے جا رہی تھی۔ڈاکٹر نے اسے بغور دیکھا پھر سر ہلاتے نرس کو کچھ کہتے وہ چلا گیا تھا۔نرس کے ہمراہ آئی سی یو روم تک جاتے لائبہ ایک دم بہت پر امید ہو گئی تھی۔اس کے جسم سے نکلا خون قطرہ قطرہ ضوفی کے جسم میں منتقل ہوتا جا رہا تھا۔اسے قطرہ قطرہ زندگی ملتی جا رہی تھی مگر اس کی اپنی آنکھیں رفتہ رفتہ بند ہوتی جا رہی تھیں۔خون دینے کے بعد ڈاکٹر نے اسے کافی گھنٹوں تک دوائیوں کے زیر اثر سونے پر مجبور کر دیا تھا۔اگلے دن آٹھ بجے کے قریب اس کی دوبارہ آنکھ کھلی تھی۔نرس کو اپنے قریب دیکھ کر اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"میری بہن ضوفی کیسی ہے؟"

"وہ ڈاکٹر ذوالقرنین کی نگہداشت میں ہیں۔آپ بھی اس وقت ان کی مریضہ ہیں۔آپ کی بہن بہت بہتر ہیں' خون نے کام دکھایا ہے۔آدھی رات کے قریب انہیں ہوش آیا تھا۔ڈاکٹر نے پھر بے ہوش کر دیا' اب شام کے قریب ہی دوبارہ ہوش میں آئیں گی۔آپ بتائیں آپ اب کیسا محسوس کر رہی ہیں؟"

"میں ٹھیک ہوں۔ کیا میں ضوفی کو دیکھ سکتی ہوں؟" بستر پر بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا تو نرس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"ابھی نہیں... آپ یہ پھل لیں اور کچھ کھائیں جب آپ پر سکون ہو جائیں گی تب آپ کو اجازت ہو گی۔" سیب کی قاشیں کاٹ کر اس کی طرف بڑھاتے نرس نے مزید کہا۔ چندابی بھی وہیں آ گئی تھیں۔ وہ مطمئن ہو کر نرس کی ہدایات پر عمل کرنے لگی۔ دو گھنٹوں بعد ڈاکٹر ذوالقرنین بھی اس کی خیریت دریافت کرنے آئے تھے۔

"کیسی ہیں اب آپ' آپ تو اپنی بہن سے زیادہ بیمار لگ رہی ہیں؟" اس کی کلائی تھام کر نبض چیک کر کے اس نے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اس ریمارکس پر ہنس دی۔ "ان کو تین عدد خون کی بوتلیں لگی ہیں۔ اگر سارا خون آپ کے جسم سے نکالنا پڑ جاتا تو اس وقت آئی سی یو روم میں آپ ہوتیں اور آپ کی بہن آپ کی

جگہ پر اس بستر پر ہوتیں۔" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے مزید کہا۔اس کے مسکراتے لب ایکدم ساکت ہو گئے۔

"تین بوتلیں ؟" لائبہ کا انداز حیرت کے ساتھ ساتھ استفہامیہ تھا۔

"جی ہاں ! جس وقت آپ ان کو لے کر آئی تھیں تو فوراً خون کا بندوبست کرنے میں مسئلہ ہو گیا تھا۔میری بہن اور میرا بلڈ گروپ بھی آپ کی بہن سے ملتا تھا۔ ایک ایک بوتل دینے کے بعد ہمیں مزید خون کی ضرورت تھی۔وہ آپ نے پوری کر دی۔ویسے خون دینا عطیہ ہے۔" وہ آخر میں پھر مسکرایا۔وہ ابھی تک حیرت میں تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی سسٹر؟"

"ڈاکٹر عطیہ جو میرے ساتھ تھیں، وہ میری سسٹر ہیں۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

''تھینک یو سو مچ...اتنا بڑا احسان! میں ساری زندگی بھی گروی رکھ دوں تو یہ احسان نہیں اتار پائوں گی۔'' وہ کہتے کہتے پھر رو پڑی تو ڈاکٹر مسکرایا تھا۔

''کوئی بات نہیں' یہ زندگی ہے' یہاں یہ سب چلتا رہتا ہے۔ کبھی آپ ہماری مدد کر دیجیے گا' فی الحال تو آپ یہ کریں' آپ کی بہن کو شام تک ہوش آ جائے گا تب تک آپ اپنے گھر جا کر آرام کریں۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں وہ اب ٹھیک ہیں۔'' جواب میں وہ کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ ڈاکٹر چلا گیا تھا اس کا دل گھر جانے کو بالکل نہ چاہا۔ دوپہر کے بعد اس نے استقبالیہ سے فون کر کے چندا بی بی کو جلد کھانا لانے کی تاکید کی۔

.../...

www.novelsclubb.com

ڈاکٹر ذوالقرنین نے اسے اپنے آفس میں بلوایا تھا۔ اندر داخل ہوئی تو وہ منتظر تھا۔

"کیسی ہیں آپ؟" لائبہ کے سلام کرنے پر اس نے پوچھا وہ سر ہلاتی سامنے دھری کرسی پر بیٹھ گئی۔ "دراصل مجھے آپ کی سسٹر کی کیس ہسٹری درکار ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں وہ اس حالت تک کیسے پہنچیں اور کب سے تھیں؟"

ان گزرتے چار دنوں میں اصل وجہ بتانے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی' اور کچھ وہ خود اس قدر مضطرب رہی تھی کہ ڈاکٹر نے اس سے کچھ پوچھا ہی نہیں تھا۔ اب ڈاکٹر کی بات پر سوچ میں پڑ گئی کہ کیا بتائے' کسی کے سامنے اپنا آپ عیاں کرنا کس قدر تکلیف دہ ہوتا ہے وہ شش و پنج میں پڑ گئی۔ پھر ضوفی کی زندگی کا سوچ کر اس نے الف سے یے کرے تک ساری حکایت کہہ سنائی' اپنی ذات سمیت۔ ساری بات سن کر ڈاکٹر نے کوئی سوال نہیں اٹھایا تھا اور نہ کوئی دل آزار تبصرہ کیا تھا۔ بس ساری گفتگو سن کر ضوفی کے کیس پر تبصرہ کرتا رہا' پھر وہ ڈاکٹر کی اجازت سے باہر آ گئی۔ اس وقت عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی۔ سب کچھ کہہ دینے سے اپنا دل تو ہلکا ہو گیا تھا مگر اب سارا بوجھ دماغ پر آ کر ٹھہر گیا تھا۔ ڈاکٹر کی بار بار تسلی دینے کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

باوجود وہ صرف ایک دفعہ گھر گئی تھی' وہ بھی مزید رقم کا بندوبست کرنے...

چوکیدار کی بیوی تینوں وقت اپنے بیٹے کے ساتھ کھانا لے کر آجاتی تھی۔ آج کل گھر کی ساری ذمہ داری اسی کے کندھوں پر تھی۔ شہود بھائی کا کئی دفعہ فون آچکا تھا جو چندا بی بی نے ہی ریسیو کیا تھا۔ اس نے اسے سختی سے بھیا کو پریشان کرنے سے منع کر دیا تھا۔ اسی کے ذریعے اسے علم ہوا تھا کہ بھابی کے بھائی کومے سے باہر آگئے ہیں' اب ان کی حالت کافی بہتر ہے اور بھیا اسی ہفتے واپس آنے کی کوشش کریں گے۔

"اوہ... آہ... سی" سر جھکائے چلتے ہوئے وہ اپنے خیالوں میں اس قدر مگن تھی کہ کسی بت کی طرح ایستادہ سنگلاخ ستون سے ٹکرائی تھی۔ بے اختیار پیشانی سہلاتے اس نے سر اٹھا کر ساکن مگر سانس لیتے وجود کو دیکھا۔ ایک نظر ڈال کر وہ بھی سامنے والی شخصیت کی طرح ساکن و جامد ہو گئی تھی۔ ایک لمحہ پہلے جاگنے والا درد بالکل بھول بھال گیا تھا۔ "اے ایس پی فوزان صدیقی...!" اس کے لبوں نے

جنبش کی تھی مگر آواز کہیں اندر ہی دب گئی۔وہ بھی شاید یوں اچانک سر راہ مل جانے پر انہی لمحوں کا اسیر تھا۔پلکیں جھپکائے بغیر متواتر دیکھے گیا۔دونوں ساڑھے چھ ماہ بعد آمنے سامنے ہوئے تھے۔لائبہ کو یقین نہیں آرہا تھا وہ ابھی ڈاکٹر ذوالقرنین سے اس شخص کا ذکر کر رہی تھی'اس کے بھائی کے متعلق بتا رہی تھی۔ اب وہ سامنے تھا۔اسے یہ اپنا کوئی وہم ہی لگا۔بے اختیار آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں تو وہ وہی تھا۔جیتا جاگتا فوزان صدیقی'ایک دوسرے کے سامنے کھڑے بہت قریب'وہ دونوں ہی جیسے ہوش میں نہیں تھے۔پھر فوزان صدیقی نے ہی ایک دو قدم پیچھے کی طرف بڑھاتے حال میں لوٹتے اس خاموش تاثر کو زائل کرنے کی کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

"لائبہ!آپ یہاں...؟"وہ پوچھ رہا تھا۔لائبہ افتخار کی آنکھوں میں آنسو بننے کا عمل بہت تیزی سے جاری ہوا۔وہ اتنے دنوں سے بالکل تنہا قسمت سے لڑ رہی تھی۔یہ سب جھیل رہی تھی۔اور اب جب دکھ ختم ہونے والا تھا تو وہ پھر سامنے آگیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جس نے اس کی ہمیشہ بروقت مدد کی تھی۔لائبہ کو لگا اگر وہ ایک منٹ مزید اس کے سامنے جمی رہی تو پانی بن کر بہہ جائے گی۔اتنے دنوں کا سنبھال سنبھال کر رکھا جانے والا حوصلہ و عزم اس وقت بھر بھری مٹی میں ڈھلتا جا رہا تھا۔وہ کوئی بھی جواب دیئے بغیر ایک دم رخ موڑ کر اس سے کنی کترا کر بہت عجلت میں ایک جانب سے ہو کر تقریباً بھاگتے ہوئے راہداری عبور کر آئی۔وہ اپنی یہ کیفیت بالکل نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ضوفی کے کمرے میں داخل ہو کر اس نے فوراً دروازہ بند کیا پھر دروازے سے ٹیک لگا کر بیٹھتی چلی گئی۔ضوفی اس وقت سو رہی تھی۔نرس بھی کمرے میں نہیں تھی وہ گھٹنوں میں منہ چھپا کر روتی گئی۔سارا عزم و حوصلہ آنسوئوں کی نذر ہوتا بہتا چلا گیا۔ضوفی زبیر صدیقی سے کس قدر محبت کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

صرف اسی وجہ سے وہ اس حال تک پہنچی تھی۔اس دن جب وہ فوزان صدیقی کے ہمراہ آخری بار کھڑی تھی اور اس نے اسے اپنا ایڈریس دیا تھا۔گھر کا فون نمبر بھی تھا۔اس نے وہ صفحہ وہیں کہیں راستے میں ہی پھینک دیا تھا۔اس نے سوچا تھا کہ اب

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے اس شخص سے کبھی نہیں ملنا' کبھی رابطہ نہیں کرنا۔اس کے دفتر کا فون نمبر اور ایڈریس بھی اس کے پاس تھا اس نے وہ فون نمبر بھی جلا دیا تھا مگر آفس کا ایڈریس اکثر یاد آجاتا تھا۔وہ رات کتنی اذیت ناک تھی' قیامت جیسی جب اس نے ضوفی کی خون آلود قے دیکھی تھی۔بے اختیاری میں شہود بھائی کی ڈائری سے ڈاکٹر کے نمبرز ملانے کی بجائے وہاں موجود اس شخص کے گھر کے نمبرز بار بار پش کرتی رہی تھی مگر دوسری طرف کوئی رسپانس ہی نہیں دیا گیا تھا۔کتنا دکھ ہوا تھا اسے اس وقت' کتنے کرب میں ڈھل کر اس نے جائے نماز بچھائی تھی۔وہ خود کو کمزور' کم ہمت اور بے حوصلہ سمجھتی تھی اللہ سے مدد مانگتے ہی وہ ایک دم نڈر ہو گئی تھی۔اس کا اب یوں آنا سخت تکلیف پہنچا رہا تھا۔اتنے دنوں کی بے آرامی ٹینشن اور نیند کی طلب نے اس پر ایک ساتھ حملہ کیا تھا۔وہ ابھی بھی ہچکیوں سے رو رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔بے اختیار لائبہ نے چہرہ اٹھا کر دیکھا۔ضوفی ابھی بھی سو رہی تھی اس نے دوپٹے کے پلو سے چہرہ صاف کر کے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔وہ

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس وقت جس کیفیت سے گزر رہی تھی اس کے چہرے پر جو لکھا تھا وہ کسی کو بھی نہیں دکھانا چاہتی تھی تیزی سے پلٹ کر آنے والے کی طرف دیکھے بغیر وہ اٹیچڈ باتھ روم میں گھس گئی۔ بہت اچھی طرح منہ دھو کر دوپٹا درست کر کے اپنے آپ کو سنبھالتی جب وہ کمرے میں لوٹی تو ایک دفعہ پھر ساکت ہو گئی۔ ڈاکٹر ذوالقرنین کے ہمراہ وہی تھا۔ پولیس وردی میں ملبوس اپنے دراز قد و قامت اور وجیہہ جسامت کے باعث وہ ڈاکٹر ذوالقرنین کے پہلو میں کھڑا بہت پر وقار اور بارعب لگ رہا تھا۔ لائبہ کے اندر داخل ہونے پر اس نے اسے دیکھا۔ اس وقت وہ کتنی شکست وریخت کا شکار لگ رہی تھی' اس کی ساری حسیات آنکھوں میں سمٹ آئیں۔ وہ گن گن کر قدم اٹھاتے ضوفی کے پاس بیڈ پر ٹک گئی۔ ڈاکٹر ذوالقرنین نے لائبہ کو دیکھا اور اس نے دونوں کو۔ لب بالکل ساکت تھے۔

www.novelsclubb.com

''میں انہیں چیک کرنے آیا تھا' یہ ٹھیک ہیں' میں شام کو پھر آئوں گا۔'' ڈاکٹر ذوالقرنین نے ضوفی کی کلائی تھام کر نبض چیک کی اور پھر باہر نکل گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لائبہ! یہ کب سے بیمار ہیں۔آپ نے مجھے اطلاع دی ہوتی۔آپ یہاں تنہا کیوں ہیں اور یہ شہود علوی کہاں ہیں؟"

زرد موسم کے دکھ

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 10

"لائبہ! یہ کب سے بیمار ہیں۔آپ نے مجھے اطلاع دی ہوتی۔آپ یہاں تنہا کیوں ہیں اور یہ شہود علوی کہاں ہیں؟"

www.novelsclubb.com

"شہود بھائی یہاں نہیں ہیں۔میں پھر بھی کبھی تنہا نہیں رہی،اگر کبھی کوئی میرے ساتھ نہیں ہوتا تو اللہ کی ذات مجھے کبھی نہیں بھولتی۔اس نے کبھی بھی میرا

ساتھ نہیں چھوڑا۔" بہت تلخی سے جواب ملا تھا۔ فوزان نے بہت چونک کر اس کی آنکھوں سے چھلکتی ناگواری اور چہرے پر چھائی تلخی محسوس کی۔

"کیا بات ہے اور ضوفشاں کو کیا ہوا تھا؟" وہ پھر اپنائیت سے پوچھ رہا تھا۔ لائبہ چپ رہی۔

"لائبہ پلیز بتائیں شہود علوی اور ان کی بیگم نظر نہیں آ رہیں' کہاں ہیں وہ...؟" وہی انداز تھا۔

"بھابی کے بھائی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا' سب وہاں گئے ہوئے ہیں۔" اس نے مختصراً بتایا۔

www.novelsclubb.com

"آئی ایم سوری! ایک عرصے سے شہود سے بھی ملاقات نہیں ہوئی ورنہ مجھے ضرور علم ہوتا۔ آپ نے مجھے خبر کی ہوتی۔ ٹھیک ہے ہمارے درمیان ایسا کوئی خاص تعلق نہیں ہے پھر بھی انسانیت کے ہی ناتے سہی..."

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا کر لیتے آپ آ کر...؟" اس نے پھر تلخی سے کہا۔

"لائبہ..." اس نے فہمائشی نظروں سے دیکھا تھا۔ "بعض اوقات کسی کے نہ ہونے سے کسی کا ہونا بہتر ہوتا ہے۔ اگر کچھ بھی نہ کر سکتا تو کم از کم تسلی و تشفی تو کر سکتا تھا۔ یا آپ نے مجھے اس قابل بھی نہیں سمجھا؟" شکوہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں سے پھسل پڑا تھا۔

"بہت بہت شکریہ آپ کے مجھ پر پہلے ہی بہت سے عظیم احسانات ہیں۔ ابھی وہ ہی نہیں اتار پائی' نئے احسان کیا لوں؟ اللہ کا شکر ہے' یہ بچ گئی۔ وہ مشکل گھڑی خود بخود ٹل گئی۔" فوزان خاموش ہو گیا تھا۔ وہ اس سے اس کے اس رویے کی وجہ پوچھ سکتا تھا مگر پھر بھی چپ ہو گیا۔ تھوڑی دیر وہ مزید رکا تھا' ضوفی کے متعلق چھوٹے چھوٹے سوال کرتا رہا' پھر اٹھ کر جانے کے لیے باہر نکلا تو لائبہ نے روک لیا۔

"بہت بہت شکریہ آپ کا... آپ نے خواہ مخواہ زحمت کی۔ دنیا کی نظروں میں میں تنہا ضرور ہوں مگر بے یار و مددگار نہیں۔ آج کل میں شہود بھائی آجائیں گے۔ دوبارہ ایسی زحمت کی ضرورت نہیں۔" بہت ہی سرد الفاظ میں کہتے اس نے آرام سے دروازہ بھی بند کر لیا تھا۔

.../...

وہ اسٹیشن اپنے آفس جانے کی بجائے دوبارہ ڈاکٹر ذوالقرنین کے آفس میں چلا گیا۔ اس نے لائبہ کو اسی آفس سے نکلتے دیکھا تھا پھر اسی سے اپنا نام بتا کر لائبہ افتخار کے متعلق دریافت کیا تو وہ بغور دیکھنے لگا پھر اسے ضوفی کے کمرے میں لے گیا تھا۔ اب دوبارہ وہ اس سے ضوفی کی بیماری کی وجہ پوچھ رہا تھا۔ ڈاکٹر ذوالقرنین نے اسے ساری صورت حال بتا دی۔ یہ سب جان کر اسے سخت شاک پہنچا تھا۔ ڈاکٹر ذوالقرنین کے آفس سے نکل کر وہ پہلے اپنے آفس گیا تھا پھر وہاں کے ضروری امور نبٹا کر انیقہ آپی کے گھر چلا آیا۔ وہ کچن میں مصروف تھیں، انہیں لائبہ اور ضوفی کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

متعلق ساری صورت حال بتا کر ساتھ چلنے کی درخواست کی تو وہ فوراً تیار ہو گئیں۔ پہلی دفعہ جب وہ ضوفی کے انکار کے بعد گھر لوٹی تھیں تو بہت ناراض تھیں' اس رات جب زبیر نے انہیں لائبہ' ضوفی اور ان کی فیملی پر بیتنے والی قیامت کے متعلق بتایا تو سب کو اصل صورت حال جان کر دلی صدمہ پہنچا۔ اس کے بعد ماما سمیت سب دوبارہ لائبہ کے ہاں آنے پر بضد تھے مگر وہ اصل وجہ جانے بغیر انہیں دوبارہ وہاں لانے پر راضی نہیں ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد جو ہوا اس سے سب کچھ ختم ہو گیا تھا اور اب جو ہوا تھا' وہ سب قدرت کی طرف سے تھا۔ اسے خود بہت تکلیف پہنچ رہی تھی۔ وہ دونوں جب اسپتال پہنچے تو لائبہ' ضوفشاں کو سوپ پلا رہی تھی۔ دونوں بہنیں فوزان کے ہمراہ انیقہ کو دیکھ کر چونک گئیں۔ ضوفی' فوزان کے آکر چلے جانے سے بے خبر تھی۔ فوزان کو دیکھ کر اس نے لائبہ کو دیکھا۔ وہ مشکل میں پڑ گئی۔ اس نے اسے دوبارہ آنے سے منع بھی کیا تھا پھر بھی...اور اب جبکہ وہ اپنی

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بہن سمیت دوبارہ یہاں موجود تھا تو وہ انہیں کمرے سے باہر نہیں نکال سکتی تھی اور نا ہی وہ اتنی بد تمیز تھی۔ وہ پیالہ ایک طرف رکھ کے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیسی ہو تم دونوں...؟" انیقہ نے آگے بڑھ کر بہت پیار سے گلے لگا لیا وہ صرف گردن ہی ہلا سکی وہ پھر ضوفی کے پاس بیٹھ کر حال چال دریافت کرنے لگیں۔ اس ساری صورت حال میں فوزان صدیقی کھڑا رہا تھا۔ لائبہ نے اسے بیٹھنے کی پیشکش نہیں کی تھی نہ ہی وہ خود بیٹھا تھا۔

"لائبہ! تم گھر چلی جاؤ۔ بہت تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔ ضوفی سے زیادہ تو مجھے تم قابل علاج محسوس ہو رہی ہو۔" اچانک ہی انیقہ نے کہا تو وہ ہلکے سے ہنس دی۔

"ہاں پری! آپ گھر چلی جائیں۔ کئی راتوں سے آپ سو نہیں سکیں، اس طرح تو بیمار پڑ جائیں گی۔"

"نہیں... میں ٹھیک ہوں، میں گھر چلی گئی تو ضوفی یہاں تنہا رہ جائے گی۔" اس نے نفی میں کہا۔

"تم ضوفی کی فکر مت کرو۔ میں اس کے پاس ہوں۔ تم گھر جاؤ۔" انیقہ نے کہا تو وہ اس عنایت پر حیرانی سے دیکھنے لگی۔

"جی... آپ؟"

"سنو، ہم مانتے ہیں ہمارا تم سے کوئی خونی رشتہ نہیں، پھر بھی سب سے بڑا رشتہ خلوص کا ہے انسانیت کا ہے۔ پہلے جو کچھ بھی ہوا وہ حالات کا پیدا کردہ تھا۔ اس میں ہمارا یا تمہارا کوئی دوش نہیں، تم ہماری محبت اور خلوص پر شک نہیں کرنا۔ اگر ہمیں علم ہوتا کہ تم یہ سب تنہا جھیل رہی ہو، تمہارے بھائی بھابی بھی یہاں نہیں ہیں تو فوراً آ جاتے۔"

"آپ...!"اس کی آواز رندھ گئی۔ مشکل گھڑی تو گزر گئی تھی مگر اس کے اثرات اور خوف ابھی بھی دریچہ دل پر دستک دیتے رہتے تھے۔ وہ انیقہ کی بات پر قطرہ قطرہ آنسو بہانے لگی۔ "میں نے تو کتنی مرتبہ فوزان سے کہا کہ ہم دوبارہ تم لوگوں کے گھر ہو آئے ہیں مگر پھر تم لوگوں کی مجبوری جان کر چپ ہو گئے جو کچھ تم لوگوں نے جھیلا' اس کا ہمیں اندازہ ہے اسی لیے ہم نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ فوزان مجھے اسی لیے یہاں لے کر آیا ہے کہ ضوفی کے پاس ٹھہر جائوں تم گھر چلی جائو اور جا کر کھانا کھائو' آرام کرو۔"اس کے لرزتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر محبت سے کہا۔

"میں ضوفی کے لیے اتنی پریشان تھی کہ کچھ سمجھ ہی نہ آئی' یکدم اس کی حالت بگڑی تھی میں نے آپ کے گھر کتنی مرتبہ فون کیا مگر کوئی رسپانس ہی نہ ملا۔"انیقہ نے تو دیکھا ہی فوزان جو اتنی دیر سے بالکل خاموش تھا وہ بھی چونکا۔

"کب...؟"یہ فوزان صدیقی ہی تھا جواب بولا تھا۔ اس نے فوزان کو دیکھا۔

"جس رات ضوفی کی حالت بہت خراب تھی۔ میرا خیال تھا کہ ضوفی کو ہاسپٹل لے جائوں یا ڈاکٹر کو بلالوں۔ صبح چار بجے کے قریب' میں نے بار بار رنگ کیا تھا' مگر..." وہ بات ادھوری چھوڑ کر چپ ہو گئی۔

"آپ کہیں سوموار اور منگل کی درمیانی شب کی بات تو نہیں کر رہیں؟" اس نے پوچھا تو اس نے سر ہلا دیا۔ "آئی ایم سوری... اس رات میں گھر پر نہیں تھا' کہیں ڈیڈ کے لیے گیا ہوا تھا۔ میرے بابا آپ کو علم ہو گا چل پھر نہیں سکتے' اس لیے وہ فون بھی نہیں اٹینڈ کر سکے ہوں گے۔"

"آئی ایم سوری لائبہ...!" انیقہ نے ہاتھ پکڑ کر کہا تو وہ مسکرا دی۔ ساری تلخی تو جیسے انہیں دیکھتے ہی ختم ہو گئی تھی' اب یہ گرہ کھلی تو وہ بہت ہلکی پھلکی ہو گئی۔

"فوزان! تم لائبہ کو گھر لے جائو اور لائبہ! تمہیں اب ضوفی کی طرف سے فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب تک شہود نہیں آجاتے میں یہیں رہوں گی اور

فوزان بھی تو ضوفی کا بھائی ہے فکر کیوں کرتی ہو؟اب ہم آ گئے ہیں انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔تم بس گھر جاؤ۔"وہ ان دونوں کے خلوص کو دیکھتی رہی۔

"کیا دنیا میں ان جیسے بے غرض لوگ بھی ہوتے ہیں۔"ان کے چہروں کو کھوجتی رہی۔اسے ضوفی کے بار بار اصرار کرنے اور انیقہ آپی کے مطمئن کرانے پر گھر آنا پڑا تھا۔فوزان صدیقی کی گاڑی میں اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھتے اسے گھر آنے تک خوف گھیرے ہوئے تھا مگر اس خوف میں پہلے والی شدت نہیں تھی۔بلکہ اس دفعہ دانستہ ایک جھجک اور لاتعلقی کا عنصر غالب تھا۔

"بہت بہت شکریہ!"شہود بھائی کے گھر کے گیٹ کے سامنے گاڑی سے اترتے لائبہ نے کہا تو نجانے کیوں وہ بے اختیار مسکرا اٹھا تھا۔

"آپ مزید کچھ نہیں کہیں گی؟"اسٹیئرنگ پر دونوں ہاتھ جمائے وہ پوچھ رہا تھا۔وہ ناسمجھی کے عالم میں ہونقوں کی طرح تکنے لگی۔فوزان کے لبوں پر کھلنے والی

مسکراہٹ کچھ اور گہری ہو گئی۔ ''آپ کے مجھ پر بہت سے احسانات ہیں' آپ نے خواہ مخواہ زحمت کی۔ دوبارہ ایسی زحمت کی ضرورت نہیں... وغیرہ وغیرہ...'' لائبہ کی تیوریوں کے بل ایکدم گہرے ہوئے تھے' اس نے عجیب نظروں سے اس کی آنکھوں سے چھلکتی مسکراہٹ کو پرکھا۔

''آپ اندر آجائیں۔'' وہ ایک دم کہہ کر گیٹ سے اندر بڑھ گئی تھی۔ کچھ سوچتے فوزان نے بھی اس کی تقلید کی۔ اسے لائونج میں بٹھا کر پہلے سارے گھر کا جائزہ لیا پھر کچن میں جا کر چائے بنائی اتنی دیر میں چندا بی بی بھی آگئی تھی۔ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔

''ضوفی بی بی کی طبیعت کیسی ہے اب؟'' اس نے گردن ہلا دی۔

''دعا کرو' وہ جلد مکمل طور پر صحت یاب ہو کر گھر آجائے پھر میں تمہاری پوری فیملی کو کپڑے بنوا کر دوں گی۔'' اندر کیا مطمئن ہوا تھا اسے اور بھی بہت کچھ سوجھنے

لگا تھا۔ وہ غریب عورت دعائیں دینے لگی۔ وہ مسکرادی۔ اسے ٹرے دے کر لائونج میں بھیجا اور خود اپنے کمرے میں آگئی۔ کپڑے بہت میلے ہو رہے تھے۔ دو دن سے بدلے بھی نہیں تھے۔ جلدی سے چینج کر کے وہ واپس لائونج میں پہنچی۔ فوزان چائے ختم کر چکا تھا۔ اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں چلتا ہوں اب' اگر کوئی کام ہو تو مجھے بتادیں۔" لائبہ نے نفی میں گردن ہلادی۔ فوزان نے ایک پر سکون سانس لی۔ وہ پہلی نظر میں جس قدر ناراض اور اپ سیٹ دکھائی دی تھی' اب اسی قدر مطمئن و پر سکون تھی' وہ اسے یونہی دیکھنا چاہتا تھا۔ چہرے پر مسکراہٹ لیے مطمئن و شاد ہنستا مسکراتا۔ "ہیں ڈاکٹر ذوالقرنین سے ملا ہوں۔ ضوفی کے بارے میں جان کر بہت دکھ ہوا۔ آئی ایم سوری!" بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے وہ کہہ رہا تھا۔ لائبہ خاموش رہی۔ "آپ ناراض ہیں ہم سے...؟" لائونج کے دروازے پر رک کر اس نے لائبہ کو دیکھا تو اس نے خاموشی سے گردن جھکالی۔

"آپ کا کیا قصور ہے۔ ضوفی کی قسمت میں شاید یہی کچھ تھا۔ خواب تو ہر کوئی دیکھتا ہے' ضروری تو نہیں تعبیر بھی من چاہی ہو۔ ضوفی بہت حقیقت پسند لڑکی ہے' بہت جلد سنبھل جائے گی۔" اس نے فوزان سے زیادہ خود کو تسلی دی۔ وہ صرف دیکھتا رہا۔

"پھر بھی میں بہت شرمندہ ہوں۔ ہماری وجہ سے آپ کو تکلیف پہنچی۔" وہ کہہ رہا تھا۔ وہ پر سکون ہوتی گئی۔ یہ جملے کتنی تقویت پہنچا رہے تھے' یہ صرف وہی جانتی تھی۔ "لائبہ! اگر مجھے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ آپ نے ہمارے گھر فون کیا ہے تو میں کہیں بھی ہوتا ضرور پہنچتا۔ آئی ایم سوری' آئندہ ایسی کوتاہی نہیں ہو گی۔" لائبہ افتخار نے جواب میں کچھ بھی نہیں کہا تھا صرف مسکرائی تھی۔ فوزان صدیقی نے اس کی مسکراہٹ سے اپنے اندر باہر روشنی ہوتی محسوس کی۔

لائبہ افتخار کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ اپنے آفس چلا گیا تھا۔ اب گھر لوٹا تو رات کافی بیت چکی تھی۔ بابا جان شدت سے منتظر تھے۔

"فوزان پتر! بڑی دیر کر دی تو نے..." وہ جب بھی بہت زیادہ خوش یا پریشان ہوتے تھے اسے اسی طرح مخاطب کرتے تھے۔ خادم حسین ان کی ٹانگیں دبا رہا تھا۔ فوزان کے اشارہ کرنے پر وہ اٹھ کر اندر چلا گیا تھا۔ وہ ان کے گھٹنوں پر سر رکھ کر کارپٹ پر بیٹھ گیا۔

"بس باباجان! ادھر ادھر کے کام نبٹاتے دیر ہو گئی۔" باباجان اپنے اس خوبرو' حوصلہ مند باوردی بیٹے کو دیکھ کر جی اٹھتے تھے۔ ان کا ڈھیروں خون بننے لگا۔ آنکھوں میں جگنو چمکنے لگے تھے۔

"جیتے رہو' الہ عمر دراز کرے۔ بہت کام کرنے لگے ہو۔ نہ دن کی پروا' نہ رات کا ہوش۔ آج دوپہر کو بھی کھانے پر نہیں آئے۔ جانتے ہو نا میں تمہارے بغیر ایک لقمہ بھی نہیں توڑتا۔ نا ہی خود فون کیا اور نا ہی فون پر ملے' کیا بہت ہی مصروف ہو گئے تھے کہ بوڑھا باپ بھی بھول گیا؟" فوزان کے بالوں کو سہلاتے انہوں نے محبت بھرا شکوہ کیا' فوزان ایک دم چونک گیا۔

"کیا...! آپ نے دوپہر کو کھانا نہیں کھایا تھا؟" اسے بے حد تشویش ہوئی۔

"خادم حسین نے کھلا دیا تھا۔ تم نے ہی تو اسے کہہ رکھا ہے تین بجے سے پہلے مجھے کھانا دے دیا کرے۔"

"بس بابا جان! بہت ضروری کام تھے' اتنے اہم کہ فون کرنا بھی یاد نہ رہا۔" یکدم فوزان کے لہجے میں ایک بھرپور تھکن اتر آئی تو بابا جان نے بغور اسے دیکھا۔

"بہت تھکے ہوئے ہو' جائو پہلے جا کر کچھ کھا پی لو۔ نجانے دوپہر کو بھی کچھ کھایا پیا ہے کہ نہیں یونہی سارا سارا دن بغیر پیٹ میں کچھ ڈالے رہتے ہو۔" پدرانہ شفقت لیے ہوئے کہہ رہے تھے۔ فوزان مسکرا دیا۔

"دیکھ فوزان بیٹا! یہ نوکری اور فرض سب اپنی جگہ مگر یہ پیٹ بھی تو کچھ مانگتا ہے۔ تیرا نفس بھی تو ہے اس کی بھی کچھ طلب ہے اوروں کے لیے اپنے آپ کو مت بھولو۔ اسی لیے تو کہتا ہوں شادی کر لو۔ بیوی آ جائے گی تو تجھے اپنا بھی خیال آئے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

گا۔بہت عمر اس لڑکی کے لیے گزار لی۔اب اپنے اس بوڑھے اپاہج باپ کا بھی خیال کر لے۔" باباجان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔فوزان خود کو خاصا بے بس محسوس کرنے لگا۔لب بھینچتے ہوئے کچھ بھی کہنے سے گریز کیا۔اور اٹھ کھڑا ہوا۔پہلے کمرے میں جا کر کپڑے تبدیل کیے پھر کھانا کھایا۔خادم حسین باباجان کو ان کے کمرے میں لے گیا تھا۔رات کافی ہو رہی تھی۔سونے سے پہلے وہ ایک دفعہ باباجان کے کمرے میں ضرور آتا تھا۔باباجان سو رہے تھے۔خادم حسین بھی ان کے پاس ہی لیٹا ہوا تھا۔وہ بغیر آواز پیدا کیے واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔لائٹ بند کر کے بستر پر دراز ہوا تو بے پناہ تھکن کے باوجود آنکھوں میں کہیں نیند کا نام و نشاں تک نہ تھا۔آج سارے دن کے واقعات ذہن میں گردش کرنے لگے۔پھر ایک چہرہ سب نظاروں پر حاوی ہو گیا۔فوزان کو اپنے گرد تر و تازہ سی معطر ہوائیں رقص کرتی دکھائی دیں۔اس کے وجود کی طرح اس کی یاد بھی اتنی ہی پاکیزہ و سحر انگیز تھی۔

www.novelsclubb.com

"لائبہ افتخار...!" وہ بہت عرصے سے اپنے اس کمرے کی تنہاہیوں میں اس کی یاد کے سہارے زندگی گزار رہا تھا۔ اکثر ہونٹوں سے یہ نام خود بخود جاری ہو جاتا تھا اور پھر کبھی زندگی بہت حسین اور کبھی بہت کٹھن لگنے لگتی تھی۔ فوزان کے ذہن میں اس کی آنکھوں میں کس تیزی سے آنسو بننے کا عمل پورے سیاق و سباق سے محفوظ رہ گیا تھا۔ کپکپاتی، لرزتی پلکوں کی معصوم لرزش، گداز گلابی ہونٹوں کی دل موہ لینے والی کپکپاہٹ، دھواں دھواں ہوتا ناراض چہرہ اور جھلملاتی آنکھیں...ایک ایک نقش ازبر تھا۔

"مجھے پتا ہے لائبہ افتخار! تم میرا مقدر نہیں ہو۔ مگر وہ صرف تم ہی ہو جس پر میری تلاش آکر مٹ جاتی ہے، قدم خود بخود تمہاری طرف اٹھنے لگتے ہیں۔ صرف تم ہی تو ہو جس سے دل کے ساتھ ساتھ سوچ کی ڈور بھی بندھ گئی ہے۔ سارے جذبے، سارے احساس سب منظر تمہاری یاد کے صرف ایک جھونکے سے ہی معطر ہوتے جاتے ہیں۔ تم نہیں تو کوئی نہیں۔ بابا جان کی خواہش کو ٹالتے ایک احساسِ ندامت

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ضرور گھیر لیتا ہے۔ میں نے زندگی میں ہر کام بہت فیئر ہو کر کیا ہے۔ پھر اس موڑ پر اتنی بڑی بددیانتی کیوں کر جائوں...؟ بابا کی خاطر شاید خود کو اور اپنے دل کو بہلا لوں مگر کسی اور سے ناانصافی اور خیانت کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں۔" فوزان نے بہت کرب و آہستگی سے پلکیں موند لیں۔ ذہن کا دریچہ کھلا ہوا تھا۔ پھر نجانے کہاں سے لفظ لفظ موتی روشنی کی صورت دل میں اترنے لگے۔

تمہارا نام ایسے ہی میرے ہونٹوں پر کھلتا ہے

اندھیری رات میں جیسے

اچانک چاند بادل کے کسی کونے سے جھانکتا ہے

www.novelsclubb.com

اور سارے منظروں میں

روشنی سی پھیل جاتی ہے

کلی جیسے لرزتی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اوس کے قطرے پہن کر مسکراتی ہے

بدلتی رت کسی مانوس سی آہٹ کی

ڈولی لے کے چلتی ہے

تو خوش بو باغ کی دیوار سے روکے نہیں رکتی

اسی خوش بو کے دھاگے سے میرا ہر چاک سلتا ہے

تمہارے نام کا تارا میری سانسوں میں کھلتا ہے

تمہیں میں دیکھتا ہوں

جب سفر کی شام سے پہلے

www.novelsclubb.com

کسی الجھی ہوئی گمنام سی چنتا کے جادو میں

کسی سوچے ہوئے بے نام لمحے کی خوش بو میں

کسی موسم کے دامن میں

کسی خواہش کے پہلو میں

تو اس خوش رنگ منظر میں تمہاری یاد کا رستہ

نہ جانے کس طرف کو جا نکلتا ہے

اور پھر ایسے میری ہر راہ کے ہمراہ چلتا ہے

کہ آنکھوں میں ستاروں کی گزرگاہیں سی بنتی ہیں

دھنک کی کہکشائیں سی

تمہارے نام کے ان خوشنما رنگوں میں ڈھلتی ہیں

کہ جن کے لمس سے جگنو رقص کرتے ہیں

تمہارے خواب کا رستہ میری نیندوں سے ملتا ہے

www.novelsclubb.com

تو دل آباد ہوتا ہے

میرا ہر چاک سلتا ہے

میرا ہر چاک سلتا ہے

تمہارے نام کا تارا

میری راتوں میں کھلتا ہے

...☆☆☆...

"بسم اللہ...بسم اللہ! خیر سے میرا پتر تے میری دھی آئی اے۔" دونوں نے جیسے ہی گھر کی دہلیز پر قدم رکھا کھرے میں برتن مانجھتی اماں پلو سے دونوں ہاتھ صاف کرتے ہوئے ان کی طرف بڑھیں۔

www.novelsclubb.com

"السّلام علیکم اماں!" دونوں نے بہ یک زبان سلام کیا۔ تو اماں نے باری باری دونوں کو گلے لگاتے دونوں کی پیشانی چومی۔

"وعلیکم السّلام! خیر سے ماں کی یاد آگئی؟" برآمدے کی طرف لے جاتے اماں نے شکوہ کیا تو دونوں ہنس دیے۔

"ارے پیاری اماں! تم بھولتی ہی کب ہو؟" فوزان نے بہت محبت سے کہتے اماں کی گردن میں بانہوں کا حصار کھینچ لیا۔ "قسم سے ہر وقت تمہاری ہی یاد آتی رہتی ہے۔"

"چل... پیچھے ہٹ! پتا ہے مجھے کتنی یاد آتی ہے تجھے میری۔ خود سے تو آنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ بار بار تیرے بابا نے اڈے سے جا کر فون کھڑکایا تو آج آئے ہو تم دونوں۔" اماں نے پھر ناراضگی بھرا شکوہ کیا تو نیناں نے فوراً اماں کے ہاتھ تھام لیے۔

www.novelsclubb.com

"سچی اماں! روز سوچتے ہیں آنے کو مگر آپ کو کیا علم یہ ڈاکٹری کی پڑھائی کتنی مشکل ہوتی ہے۔ آدھی جان نکل جاتی ہے اس میں...! وہ تو بار بار بابا کے فون

کرنے اور چچا جان کے کہنے پر صرف ایک ہفتے کے لیے سب چھوڑ چھاڑ کر آئے ہیں۔"نیناں کی بات پر اماں قدرے مطمئن ہوئیں۔

"اماں! ابا' زبیر اور زیبا کہاں ہیں؟"ارد گرد دیکھتے گھر میں بالکل خاموشی محسوس کرتے ہوئے نیناں نے پوچھا

"ابا تو تیرے عصر کی نماز پڑھنے گئے تھے۔زیبا ساتھ والے گھر میں گئی ہے اور زبیر بھی کہیں باہر نکل گیا ہے۔"اماں انہیں بتاتے اٹھ کھڑی ہوئیں۔تو وہ بھی چل پھر کر اپنے گھر کو دیکھنے لگی۔وہ پورے تین ماہ بعد اپنے گھر آئی تھی۔فوزان تو اکثر آتا رہتا تھا جب کہ وہ اپنی پڑھائی کی وجہ سے نہیں آسکی تھی۔اماں کھانے پینے کا بندوبست کرنے لگیں تو وہ بھی ان کا ہاتھ بٹانے لگی گو کہ اب چار سال شہر میں گزارنے کی وجہ سے لکڑیوں سے آگ جلانا بھول گئی تھی پھر بھی ماں کے منع کرنے پر ان کے ساتھ لگی رہی۔وہ اور فوزان دونوں اپنے چچا کے گھر شہر میں رہ کر تعلیم حاصل کر رہے تھے۔فوزان ماسٹرز کر رہا تھا۔جب کہ نیناں کو ڈاکٹر بننے کا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

شوق تھا۔وہ میڈیکل کے دوسرے ایئر میں داخل ہوئی تھی۔ میٹرک تک تعلیم اس نے گائوں میں ہی رہ کر حاصل کی تھی۔ایف ایس سی چچا کے گھر لاہور میڈیکل کالج سے کیا تھا۔اب وہ باقاعدہ میڈیکل کالج جوائن کیے میڈیسن پڑھ رہی تھی۔اس کے ساتھ ساتھ اماں بابا فوزان اور چاچا سب کی انتہائی خواہش تھی کہ وہ ڈاکٹر بنے۔نیناں سے چھوٹی شہناں'اس کا رجحان فائن آرٹس میں تھا جب کہ سب سے چھوٹے زبیر اور زیباد دونوں ابھی کمسن ہی تھے اور دونوں گائوں میں ہی رہ کر تعلیم حاصل کر رہے تھے۔دونوں ہی اسکول کے اسٹوڈنٹ تھے۔ان کے بابا صدیقی صاحب بہت ہی نیک منش اور علم دوست انسان تھے۔ان کی ساری عمر درس وتدریس کے شعبے سے وابستہ گزری تھی۔ماسٹر صدیقی کا پورا خاندان اسی گائوں میں آباد تھا۔چاچا اور بابا دو ہی تو بھائی تھے۔بابا کو تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔اپنے اس شوق کی خاطر چوہدریوں کی مخالفت کے باوجود انہوں نے تعلیم حاصل کی تھی اور گائوں کے ہی اسکول میں پڑھانے لگے تھے۔بابا انتہائی خواہش

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے باوجود صرف بی اے اور بی ایڈ ہی کر پائے تھے۔ بہت زیادہ تعلیم حاصل کرنے کا شوق انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر پورا کیا۔ بابا کی خواہش پر چاچا مقابلے کا امتحان پاس کر کے کمشنر بن گئے تھے۔ پورے گائوں میں ان کے خاندان کی بہت عزت تھی۔ پڑھے لکھے ہونے کی وجہ سے ان کا گھرانا سارے گائوں میں اپنی مہذب و شائستہ اطوار و اقدار کی بدولت بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسی عزت کی بدولت اب چوہدری بھی کافی محتاط ہو گئے تھے۔ پہلے جو وہ ماسٹر صدیقی کو ڈراتے دھمکاتے رہتے تھے اب کنی کترا کر گزر جاتے تھے۔ شہر اور گائوں کا فرق درمیان میں موجود ہونے کے باجود دونوں بھائیوں کی اولادوں میں بلا کی محبت تھی۔ اس قدر یگانگت اور خلوص تھا کہ لوگ ان کے گھرانے کی مثال دیتے تھے۔ بابا اور چاچا کی طرح بہت زیادہ علم حاصل کرنے کا شوق اب ان کی اولاد میں بھی منتقل ہو گیا تھا۔ چاچا کے صرف تین ہی بیٹے تھے۔ سب سے بڑا بیٹا رضوان تھا۔ رضوان اور فوزان دونوں ہم عمر ہی تھے۔ میٹرک کے بعد دونوں

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک ساتھ ہی پڑھتے چلے آرہے تھے۔چاچا کی کوئی بیٹی نہ تھی۔بیٹی کی کمی پوری کرنے کے لیے انہوں نے دس سالہ شہناں کو گود لے لیا تھا۔وہ بچپن سے ہی شہر میں چاچا کے گھر رہنے کی وجہ سے قدرے مختلف تھی۔سب سے بڑی بہن انیقہ تھی جس کی شادی اس کے انٹر کے دوران ہی بابا'اماں نے کر دی تھی۔بابا کی دور کی بہن نے رشتہ دیا تو لڑکے کا تابناک و روشن مستقبل دیکھتے ہوئے انہوں نے ہاں کر دی۔ابھی انیقہ نے ایگزیمز بھی نہیں دیے تھے کہ ان کی شادی ہو گئی اور پھر وہ اسلام آباد جا کر آباد ہوئیں۔وہ اپنے گھر میں بہت خوشحال زندگی گزار رہی تھیں۔ نیناں کی نسبت رضوان سے دو سال پہلے ہی طے ہوئی تھی۔بڑوں کے ساتھ ساتھ بچے بھی اس نئے تعلق پر دل و جان سے راضی تھے۔نیناں میں ہر وہ خوبی موجود تھی جو کسی بھی آئیڈیل لڑکی میں ہو سکتی تھی۔خوش شکل'خوش لباس'خوش مزاج'خوش گفتار و خوش انداز۔فوزان کی نوعمری سے ہی انیقہ سے گہری دوستی

www.novelsclubb.com

تھی۔اس کی شادی کے بعد خود بخود اس کی انڈر اسٹینڈ نگ نیناں سے ہوتی گئی۔ دونوں میں دوسرے بہن بھائیوں کی نسبت بلا کی محبت وانسیت تھی۔

.../...

"میری اماں دیکھو جانے دو نا! اتنے مہینوں بعد تو آئی ہوں۔سب لڑکیاں اور خالہ حمیداں خود پیغام دینے آئی تھیں' اب نہ گئی تو کتنا برا لگے گا؟" نیناں دو گھنٹے سے اماں کی خوشامد کر رہی تھی مگر مجال ہے جو اماں کا دل پسیجا ہو۔

"نہیں' نین! کہہ جو دیا ہے نہیں جانا۔تمہارا باپ آئے گا خود ہی پوچھ لینا۔میں تجھے اجازت دینے والی نہیں۔" اماں نے کئی بار کا کہا جملہ پھر دہرایا۔نیناں کا منہ لٹک گیا۔وہ منہ بسورتی اٹھی' اماں کے پکڑائے برتن چھوٹے سے صاف ستھرے باورچی خانے میں لا کر پٹخ دیے۔وہ اپنا غصہ ہمیشہ یونہی نکالا کرتی تھی۔برتنوں کی آواز سن کر اماں ہول گئیں۔

"ارے نین! آرام سے...! چینی کے برتن ہیں اگر ٹوٹ گئے تو پھر دیکھنا۔" دور سے ہی اماں کی آواز سنائی دی۔ وہ خاموشی سے برتن رکھنے لگی۔

ابا کی طرح اماں بھی اصول کی پکی تھیں۔ اگر کوئی بات ان کے اصول اور پسند کے بر خلاف ہو گئی ہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا ماسوائے ابا کے...! اگر وہ بھی ان کے ہم نوا ہیں تو پھر تو بات ہی گئی۔ ان کے محلے میں خالہ حمیداں کی بیٹی نسرین کی شادی تھی۔ نسرین اگرچہ نیناں سے ایک ڈیڑھ سال بڑی ہی تھی مگر چونکہ دونوں ایک ہی ساتھ کھیل کود کر جوان ہوئی تھیں۔ اسی لیے اس کی نسرین سے دوستی بھی تھی' ایک ہی محلے میں رہتے ہوئے اکثر آنا جانا ہوتا تھا۔ وہ جب بھی شہر سے لوٹتی تو نسرین سے ملنے ضرور جاتی تھی۔ اس دفعہ تو اس کی شادی بھی تھی جب کہ اماں نے صاف جانے سے منع کر دیا تھا۔ بات تو کچھ بھی نہ تھی مگر اماں کو کون سمجھاتا۔ دوسری طرف خالہ حمیداں کے کئی پیغام آ چکے تھے۔

"میں فوزان بھائی سے بات کروں گی وہ تو منع نہیں کریں گے۔" ایکدم سوچتے وہ فوزان کے کمرے میں آگئی۔ بابا کے اسکول چلے جانے کے بعد وہ دوبارہ سوچکا تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے فوزان کے منہ سے چادر کھینچ لی۔

"کیا ہے؟ کیوں تنگ کر رہی ہو۔" ابھی تو فوزان کی آنکھ لگی تھی اور ابھی نین نے آکر اٹھادیا۔

"مجھے نسرین کے گھر جانا ہے۔"

"تو چلی جائو، مجھے کیوں تنگ کر رہی ہو؟" دوبارہ اس کے ہاتھ سے چادر کھینچ کر سر تک تانی تو نین نے دوبارہ کھینچ لی۔

"اماں نہیں جانے دے رہیں ان کا کہنا ہے کہ آج کل خالہ حمیداں کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہیں مجھے ان کے گھر نہیں جانا چاہیے۔"

''تو مت جائو' ویسے بھی اماں کون سی غلط بات پر منع کر رہی ہیں۔ان کے مہمان کون سا چھپے ہوئے ہیں تم سے...! جاہل گنواروں کی سی تو حرکتیں ہیں ان کی تہذیب نہ حیا۔''

''تو میں کون سی ان کے مہمانوں سے ملنے جا رہی ہوں' میں تو نسرین سے ملنے جا رہی ہوں۔دو دن بعد اس کی شادی ہو جائے گی اور پھر نجانے کب ملاقات ہو۔''

''تو ٹھیک ہے تم بھی دو دن بعد ہی اسے دیکھ لینا' اب میری جان چھوڑو۔اچھی بھلی نیند خراب کر دی ہے۔''اس نے چادر اس کے ہاتھ سے کھینچ کر دوبارہ تانی اور مزید تاکید بھی کی۔

''اور ہاں' اماں جو کہہ رہی ہیں وہی کرنا' اکیلی مت چلی جانا۔''فوزان کے اس جواب پر وہ چپ ہو گئی تھی۔اماں' بابا اور بھائی کی احتیاط اسے اچھی بھی لگی تھی اور کوفت بھی ہو رہی تھی کیونکہ اس احتیاط کی وجہ سے وہ نسرین کی شادی میں اپنی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

خواہش کے مطابق شرکت جو نہیں کر سکتی تھی۔ پچھلی دفعہ جب وہ گائوں آئی تھی تو نسرین کی منگنی تھی۔ اماں کے ساتھ وہ بھی ان کے گھر گئی تھی۔ مگر وہاں موجود مہمانوں میں سے ایک دو لڑکے تھے جنہوں نے اسے دیکھ کر کافی بے ہودگی کی تھی' اماں تو وہیں آگ بگولہ ہو گئیں۔ لڑکوں کو انہوں نے خوب سنائیں اور فوراً بغیر کچھ کھائے پیے گھر واپس آ گئیں۔ نین بھی ہمراہ تھی گھر آ کر انہوں نے نہ صرف بابا اور فوزان کو بھی سب بتا دیا بلکہ بعد میں وہ کافی عرصہ خالہ حمیداں سے ناراض بھی رہیں۔ فوزان اور بابا نے اماں کی طرح غصہ تو نہیں کیا تھا البتہ اسے محتاط رہنے کی تاکید ضرور کی تھی۔ ایک تو وجہ تاکید گائوں والوں کی تنگ نظری اور بد فطرت تھی' دوسرا وہ چاروں بہنیں بلا کی حسین واقع ہوئی تھیں۔ جیسے ہی انیقہ آپی نے سنِ بلوغت میں قدم رکھا اماں کی توراتوں کی نیندیں اڑ گئیں۔ اماں کی پریشانی کے پیش نظر گائوں کا ماحول اور لوگوں کی تنگ نظری تھی۔ وہ اپنی اور وڈیروں کی شروع سے چلی آنے والی چپقلش سے بھی بخوبی آگاہ تھیں۔ اسی لیے انہیں اپنی جوان

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بیٹیوں کی خوب صورتی کی طرف سے ہر وقت دھڑکا لگا رہتا تھا۔ابھی انیقہ آپی آٹھویں جماعت میں ہی تھیں کہ ان کے رشتے آنا شروع ہو گئے تھے۔ابا کے دو ٹوک انداز پر کسی کو انیقہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی مجال نہیں ہوتی تھی۔ مگر اماں ہر وقت پریشان رہتی تھیں اسی لیے جیسے ہی انیقہ نے اٹھارہویں سال میں قدم رکھا' اماں نے فوراً ابا پر ان کی شادی کر دینے پر زور دینا شروع کر دیا۔کچھ انیقہ کی قسمت بھی اچھی تھی کہ انہی دنوں ماسٹر صدیقی کی خالہ زاد بہن اپنے بیٹے کے لیے انیقہ کا ہاتھ مانگنے چلی آئیں۔اماں کی تو مراد بر آئی تھی۔فوراً ابا سے ہاں کروا کر ہی دم لیا پھر تو چٹ منگنی اور پٹ بیاہ والا معاملہ ہوا تھا۔شہناں شروع سے ہی چچا کے گھر رہ رہی تھی کبھی کبھار ہی گائوں آتی تھی۔کچھ دن گزار کر چلی جاتی تھی' وہ گائوں کی زندگی کے اثر سے بچی ہوئی تھی۔ایک زیبا تھی جو ابھی ہر قسم کی سوچ سے آزاد بے فکری کی حدود میں تھی۔جب کہ نیناں سب بہنوں میں بلا کی حسین واقع ہوئی تھی۔اس کا حسن دیکھنے والوں کو دیکھتے رہنے پر مجبور کر دیتا تھا۔اماں جو

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پہلے ہی اس کی خوب صورتی پر ہولتی رہتی تھیں جیسے ہی نیناں نے میٹرک کیا اسے چچا کے گھر بھیج دیا۔اب وہ جب بھی گائوں آتی تھی اماں کی سوچوں کا مرکز بن جاتی تھی۔

.../...

ابا کے کہنے پر اماں نے اسے نسرین کی شادی میں شرکت کرنے کی اجازت دی تھی مگر ہزار نصیحتوں کے ساتھ۔تیار ہوتے وقت اس کے دل میں سب سے اچھا اور خوب صورت لگنے کی خواہش ضرور ابھری تھی مگر اماں کی نصیحتوں کا خیال آتے ہی اس نے کپڑوں کے انتخاب میں بہت احتیاط برتی تھی۔شہر میں آنے جانے سے ان سب بہن بھائیوں اور اماں' ابا کے لباس اور دیگر انداز واطوار گائوں کے لوگوں سے قدرے مختلف اور بہتر ہوتے تھے۔اسی لیے تو وہ وڈیروں کی نظروں میں بھی چبھتے رہتے تھے۔وہ گہری بلورنگ کی قمیص اور تنگ پاجاما پہنے' چنری کا دوپٹا اوڑھے پائوں میں کھسہ ڈالے جب اماں کے سامنے آئی تو اماں کئی ثانیوں تک اس

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے نظر ہی نہ ہٹا سکیں۔نیناں نے کپڑوں' جیولری اور جوتوں کے انتخاب میں کافی احتیاط برتی تھی۔سب کپڑوں میں موجود ہلکے کام والا سوٹ نکالا تھا مگر اس گہرے بلو سوٹ میں بھی اس کی سرخ و سپید رنگت دمک رہی تھی۔میک اپ کے نام پر اس نے صرف کاجل اور لپ اسٹک ہی استعمال کی تھی' جیولری کی جگہ چوڑیاں' کانوں میں سنہری بالیاں اور بالوں میں پراندہ ڈالا تھا اور ہر انداز سے نفاست چھلک رہی تھی۔اماں نے دل ہی دل کچھ پڑھ کر اس پر پھونکا۔گھر سے نکلنے سے پہلے اسے بڑی سی چادر اوڑھنے کی تاکید کی اور پھر اسے ہمراہ لیے خالہ حمیداں کے گھر آ گئیں۔

بارات ابھی نہیں آئی تھی اماں صحن میں بیٹھی عورتوں سے ہاتھ ملانے لگیں تو وہ اندر نسرین کے پاس آ گئی۔جیسے ہی اس نے نیناں کو دیکھا فوراً ساری شرم بھول بھال کر گلے لگا لیا۔

www.novelsclubb.com

"بہت بے مروت ہو تم! اب آ رہی ہو؟"

"شکر کرو اب بھی آ گئی ہوں' ورنہ اماں ابھی تک پچھلا واقعہ نہیں بھولیں۔" الگ ہو کر بیٹھتے اس نے بتایا۔ پھر وہ دوسری لڑکیوں کے ساتھ مل کر اسے دلہن بنانے لگی تھی۔

بارات آنے اور کھانے کے بعد نسرین کے پاس سے اٹھ کر باہر اماں کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔ کچھ وقت گزرا تو خالہ حمیداں بھی اسے ڈھونڈتی ہوئی ادھر آ گئیں۔

"نیناں! باہر کھلے احاطے میں لڑکیاں دولہے کو دودھ پلانے جا رہی ہیں۔ تم بھی ساتھ چلی چلو۔ سلیقے سے بات کر لینا یہ نہ ہو کہ کوئی بدمزگی ہو جائے۔"

نیناں نے اس انوکھی فرمائش پر کافی تعجب سے انہیں دیکھا پھر اماں کو مگر وہ متوجہ نہیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"نہیں خالہ! میں نہیں جاؤں گی۔ یہ اچھا نہیں لگتا اماں بھی نہیں مانیں گی۔" اس نے نفی میں سر ہلا کر انکار کیا۔

''تو اپنی اماں کی فکر نہ کر۔اسے میں راضی کر لوں گی تم چلو۔خالہ کا انداز خوشامدی تھا' وہ شش و پنج میں پڑ گئی۔

''اچھا! آپ اماں سے بات کر لیں۔''اس نے کہہ دیا۔خالہ خوش ہو گئیں۔وہ اماں کے پاس جا کر اماں کو نجانے کیا کیا کہہ رہی تھیں۔وہ متواتر نفی میں سر ہلاتی رہیں پھر خالہ حمیداں کے بار بار اصرار پر اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔دودھ پلائی کی یہ رسم وہیں ہوئی تھی' جہاں بارات کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔بعض اوقات لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان بدمزگی بھی ہو جایا کرتی تھی۔جب انیقہ آپی کی شادی ہوئی تھی۔تو یہ رسم بہت ہی پرامن محفوظ اور منظم طریقے سے انجام پائی تھی۔نہ تو کسی نے کوئی بے ہودہ بات کی تھی اور نہ کوئی شور شرابا ہوا تھا۔سب لڑکیوں کے ساتھ کھلے احاطے کی طرف جاتے ہوئے راستے میں کھلے چوک پر کھڑے وڈیرے کے بیٹے عدیم خان اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی کو دیکھ کر وہ اندر ہی اندر چونک گئی۔وہ سب لڑکیوں کی جانب دیکھتے اونچے اونچے قہقہے لگا رہے

تھے۔آگے بڑھنے کو اس کا دل نہ چاہا۔وہیں سے زیبا کو ساتھ لیا اور خالہ حمیداں کے گھر جانے کے بجائے اپنے گھر آ گئی۔

"اتنی جلدی تم آ گئی ہو اور اماں کہاں ہیں؟" گھر میں قدم رکھتے ہی فوزان نے پوچھا تو اس نے اسے مختصراً بتا دیا۔وہ خاموش ہو گیا تھا۔اگلے دن خالہ حمیداں نے چلے آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے بہانے سے ٹال دیا۔

.../...

شام کو وہ روز اماں کے ساتھ چہل قدمی کرنے جاتی تھی' ساتھ میں زیبا اور زبیر بھی ہوتے تھے۔جب سے اماں کو ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف رہنے لگی تھی۔تو ڈاکٹر نے روز کھانے کے بعد چہل قدمی کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔جب تک وہ یہاں ہوتی خود اماں کو چہل قدمی کروانے لے جاتی تھی۔اس کے شہر چلے جانے کے بعد زیبا' زبیر یا بابا یہ فریضہ انجام دیتے تھے۔نسرین آج کل میکے آئی ہوئی تھی۔وہ اماں

کو ساتھ لے کر چہل قدمی کے لیے نکلی تو نسرین کے گھر کے سامنے سے گزرتے اسے بھی ساتھ لے لیا۔اماں تھوڑی دور تک آنے کے بعد تھک گئی تو وہیں ٹیلے پر بیٹھ کر ستانے لگیں۔زیبا اور زبیر بھی ان کے پاس ہی بیٹھ گئے وہ اور نسرین باتیں کرتے کرتے کافی دور تک نکل آئی تھیں۔وہ نسرین کی کسی بات پر کافی کھلکھلا کر ہنسی تھی جب ایک طرف سے آتے عدیم خان اور اس کا دوست اتنی شفاف اور کھلکھلاتی ہنسی سن کر ٹھٹک کر رک گئے تھے۔

''ارے' یہ تو وہی ہے بلو سوٹ والی! جو اس دن ہمیں دیکھ کر واپس چلی گئی تھی۔'' زوہیب شاہ نے بے باکانہ نظروں سے دیکھتے عدیم خان سے کہا۔وہ دونوں سہیلیاں ایک دم رک گئیں۔نیناں نے کچھ ناگواری سے عدیم خان اور زوہیب شاہ کو دیکھا۔ اس دن بھی زوہیب شاہ کی چھیدتی بے باکانہ نظریں اپنے وجود پر محسوس کر کے وہ گھر لوٹ گئی تھی اور اب وہ پھر اس سے ٹکرا گئی تھی۔اسے کوفت نے آلیا۔

''ارے یار' ذرا خیال سے یہ کسی کمی کمین کی لڑکی نہیں ہے۔اس گائوں کے پڑھے لکھے ماسٹر صدیقی کی بیٹی اور بڑے کمشنر کی ہونے والی بہو ہے۔''اپنی مونچھوں پر تائو دیتے عدیم خان نے ایک جاندار قہقہہ لگاتے اسے آگاہ کیا تھا۔نیناں کا خون کھول اٹھا۔وڈیرا خود تو عیاش فطرت تھا ہی عدیم خان اس سے بھی دو ہاتھ آگے تھا۔

''بکواس بند کرو عدیم خان! شرم آنی چاہیے تمہیں کہ تمہارے گائوں کی بیٹی ہوں۔ذرا بھی تمیز نہیں ہے کہ عورت سے کس لہجے میں بات کرتے ہیں؟''ڈرنا' جھجھکنا' پیٹھ موڑ کر بھاگ جانا...! بابا نے یہ تو سکھایا ہی نہیں تھا۔انہوں نے تو سچائی حق گوئی خلوص و وفا اور عزت جیسے اوصاف سکھائے تھے۔انسانیت کا احترام کرنے' اور تمام لوگوں کو اپنے جیسا ہی سمجھنے کا سبق پڑھایا تھا۔

''ارے یار! یہ تو بڑی اتھری چیز ہے۔حسن کی طرح زبان بھی کیا دل فریب ہے۔ واہ یار! مزہ آگیا۔''زوہیب شاہ' عدیم خان کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے نہایت کمینی ہنسی ہنس رہا تھا۔نیناں کا غصے سے برا حال ہو گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آج تک بھلا کب کسی نے اسے اس طرح کی چھیدتی ہوئی غلیظ نگاہوں سے دیکھا تھا۔ بابا' زبیر' فوزان' چاچا' رضوان سب ہی اس سے محبت واحترام سے پیش آتے تھے۔ایسے گھٹیا الفاظ سن کر اس کی رگیں تن گئیں۔چاند کی روشنی میں کندن سراپا کچھ اور دمک رہا تھا۔چہرہ غصے کی زیادتی سے انار کی طرح دہکنے لگا تھا۔

''بس زیادہ خواب دیکھنے کی ضرورت نہیں یار! یہ تمہارے مطلب کی نہیں ہے۔ ذرا خوابوں کی حسین دنیا سے واپس آجا۔''زوہیب شاہ کے کندھے پر ہاتھ مار کر اس نے پھر ایک چھچھلتی نظر نیناں کے سرخ ٹمٹماتے چہرے پر ڈالی نیناں کا خون کھولنے لگا۔

''بکواس بند کرو عدیم خان! اوقات میں رہو اپنی۔کس قدر گھٹیا ہو تم لوگ۔ تمہاری نظر میں عورت کی صرف اتنی ہی اہمیت ہے؟ مگر عدیم خان یہ مت بھولو' تمہاری اپنی حویلی میں بھی تمہاری ماں بہنیں بیوی اور دو بیٹیاں ہیں اگر دیکھنے کے لیے اتنے ہی مرے جا رہے ہو تو ان پر جا کر اپنا شوق پورا کرو۔ماسٹر صدیقی کی بیٹی

ابھی اتنی کمزور نہیں ہوئی کہ تم جیسے گھٹیا کمینوں کی نظریں برداشت کرے۔"

ایسا للکارتا' غیرت پر لگاتا زیانہ بہت کاری تھا۔غصے سے بھنا کر بے قابو ہوتا عدیم خان نیناں کی طرف بڑھا۔ مگر نیناں نے اس کا اٹھا ہوا ہاتھ درمیان میں ہی روک لیا تھا۔ایک دم جھٹکا دیتے ہوئے اسے پیچھے دھکیلا تھا۔

"حد میں رہو عدیم خان اپنی ورنہ...!" نفرت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ نسرین جو اس ساری صورت حال کو بت بنی کھڑی دیکھ رہی تھی اس نے اس کا بازو دبوچ کر کھینچتے ہوئے ایک طرف بڑھنا چاہا مگر نیناں پر تو کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔وہ اسی طرح کینہ توز نظروں سے دونوں کو گھور رہی تھی۔یوں وار خالی جائے اور پیچھے دھکیلے جانے پر عدیم خان بے قابو ہو رہا تھا مگر زوہیب شاہ نے اسے مزید پیش رفت کرنے نہیں دی تھی۔

"تمہیں میں نہیں چھوڑوں گا' کیا سمجھتی ہو تم خود کو...! دیکھ لینا۔" وہ آتش فشاں بنا ہوا تھا۔نیناں نے سر جھٹکا۔

''ہونہہ' کیا اوقات ہے تمہاری دیکھ چکی ہوں۔''

''ارے یار کیا کرتے ہو؟ دھیرج سے۔ یہ تو انگلیوں سے مسلی جانے والی رنگ دار تتلی ہے۔ تو کیوں توانائی ضائع کر رہا ہے یار! آرام سے' حوصلہ رکھ۔ ایسی خوب صورت شمائل کی باتوں پر برا نہیں مانا کرتے۔ مزہ تو اس چیز کے حصول پر آتا ہے جس پر محنت کرنا پڑتی ہے۔ بس جانے دے۔'' عدیم خان کا بازو تھامے زوہیب شاہ ابھی بھی اسے چھیدتی ہوئی مسکراہٹ سمیت دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ نیناں کے تن بدن میں آگ سلگنے لگی۔ صرف ایک پل لگا کہ اس نے حقارت سے اس کے منہ پر تھوک دیا۔

''تیری بات کا جواب اس سے زیادہ بہتر میرے پاس نہیں ہے۔ اگر اتنی ہی غیرت ہے تو آئندہ کسی عورت ذات کا رستہ نہیں روکو گے۔ چلو نسرین۔'' نفرت سے اسے کہتے اس نے نسرین کو بھی دیکھا جو اس کی اس جسارت پر آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی۔ زوہیب شاہ نے اپنے منہ کو اپنی چادر کے پلو سے صاف کیا تھا۔ عدیم خان

تو الگ حیران تھا وہ سمجھ رہا تھا کہ اسے اور لڑکیوں کی ہی طرح دھمکی دے کر ڈرا دھمکا کر، خوف زدہ کر لیں گے۔ وہ تو نہ صرف آئینہ دکھا گئی تھی بلکہ منہ پر بھی تھوک گئی تھی۔ جب تک وہ سنبھلتا وہ نسرین کے ساتھ آگے بڑھ گئی تھی۔

"یار یہ لڑکی تو...!" نیناں کی پشت گھورتے ہوئے اس نے فقرہ ادھورا چھوڑا۔

"کوئی بات نہیں، گھی اگر سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو زوہیب شاہ کو انگلی ٹیڑھی کرنا بھی آتی ہیں۔ میں نے تو اس سے زیادہ نخرے والی لڑکیوں کا غرور توڑا ہے۔ یہ تو کچھ بھی نہیں خوبی ہی کیا ہے سوائے حسن کے...!" وہ اس ہتک پر سانپ کی طرح پھنکار رہا تھا۔

"اور یہ حسن یہ تمہاری کمزوری ہے۔" عدیم خان نے ہنس کر کہا۔ مگر زوہیب شاہ بالکل خاموش رہا۔ وہ اندر ہی اندر اس لڑکی کو قابو میں کرنے کے منصوبے بنا رہا تھا۔

.../...

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دھیان سے جانا اور یہ ساری چیزیں بھی ذرا دھیان سے رکھنا۔" اماں اسے بار بار تاکید کر رہی تھیں۔ آج اسے پندرہ دن رہنے کے بعد واپس شہر چلے جانا تھا۔ فوزان اماں کی اس درجہ فکر مندی پر آتے جاتے ہنس رہا تھا۔ نیناں تو ہنس بھی نہیں سکتی تھی کہ اندر عجیب سی کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ اس رات جو بھی ہوا تھا وہ بالکل اچانک ہوا تھا۔ گھر آنے کے بعد اسے یہی لگا کہ کسی جن نے اس کے اندر سما کر اس سے وہ سب کروایا تھا۔ اس نے اماں بابا اور فوزان کی پریشانی کا خیال کر کے نسرین کو کچھ بھی کہنے سے منع کر دیا تھا۔ مگر اندر ہی اندر وہ اب فکر مند تھی۔ عدیم خان اور اس کا دوست زوہیب شاہ اپنی اس درجہ بے عزتی پر خاموش بیٹھے رہنے والوں میں سے نہیں تھے۔ وہ جو بھی کر آئی تھی اس کا انجام خاصا بھیانک بھی ہو سکتا تھا۔ یہی سوچ سوچ کر اس کے اندر پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ خون اندر ہی اندر سوکھتا جا رہا تھا۔ آج اسے واپس چچا کے گھر چلے جانا تھا۔ بس یہی سوچ کر وہ خود کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"فوزان بہن کا خیال رکھنا۔" گھر سے نکلتے ہوئے اماں نے ایک دفعہ پھر اسے ساتھ لگا کر فوزان کو باور کروایا۔ اس نے سر ہلا دیا۔ زبیر تانگہ کروالایا تھا۔ اڈے تک انہیں تانگے کی ہی مدد سے جانا تھا۔ تانگے پر بیٹھتے ہوئے بھی اس کا دل بار بار بھر آرہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے دھند سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے فوزان سے چھپا کر چادر کے پلو سے اپنی آنکھیں صاف کیں۔ نہر والا پل پار کر کے جیسے ہی تانگہ نشیب میں اترا' نیناں نے کچھ سکون بھرا سانس لیا۔ اب بسوں والا اڈہ آنے میں تھوڑا سا ہی فاصلہ باقی تھا اور اس کے بعد یہ گائوں چھوڑ دینا تھا۔ پھر نجانے کتنے مہینوں بعد آنا ہو۔ وہ سوچ کر مطمئن ہو گئی۔ آسودگی سے آنکھیں بھی موند لیں۔

ابھی اسے آنکھیں بند کیے چند سیکنڈ بھی نہیں گزرے تھے کہ کان کے بالکل قریب ہی فائر ہونے کی آواز آئی تھی ساتھ میں ایک دل دوز چیخ بھی نیناں نے تڑپ کر آنکھیں کھولیں۔ فوزان صدیقی ایک طرف جھکا اپنا خون آلود بازو اپنے ہاتھ سے دبوچے ہوئے تھے۔ نیناں کی بے اختیار چیخ بلند ہوئی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

''بھائی! کیا ہوا؟''تانگہ والا تانگہ روک چکا تھا۔ارد گرد ٹیلوں کے بیچ کچی سڑک تھی دور دور تک کسی انسان کے وجود کا نام ونشان تک نہیں تھا۔

''بی بی! گولی لگی ہے کسی نے فائر کیا ہے۔''کوچوان نے فوراً فوزان کو سیدھا کرتے ہوئے نیناں کو بتایاں۔وہ تو ساکت بیٹھی ہوئی تھی۔کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ تبھی ایک اور فائر ہوا تھا کوچوان بھی اپنی پنڈلی تھامے چیخنے لگا۔نیناں اس نئی افتاد پر اور حواس باختہ ہو گئی۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے فوزان اور کوچوان کو دیکھنے لگی جو تکلیف و کرب سے کراہ رہے تھے۔

''بھائی!''وہ ایک دم فوزان کے بازو کو تھام کر رو پڑی۔گولی بازو کو چھو کر گزری تھی اس کے باوجود خون بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا۔جوان پر جوش گرم خون! اسے تو رہی سہی عقل بھی زائل ہوتی محسوس ہوئی۔ارد گرد دور دور تک کوئی نہیں تھا۔ جسے وہ مدد کے لیے پکارتی۔''اے میرے اللہ!''وہ رو پڑی۔

زرد موسم کے دکھ

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 11

''بھائی!'' وہ ایک دم فوزان کے بازو کو تھام کر رو پڑی۔ گولی بازو کو چھو کر گزری تھی اس کے باوجود خون بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا۔ جوان پر جوش گرم خون! اسے تو رہی سہی عقل بھی زائل ہوتی محسوس ہوئی۔ ارد گرد دور دور تک کوئی نہیں تھا۔ جسے وہ مدد کے لیے پکارتی۔ ''اے میرے اللہ!'' وہ رو پڑی۔

www.novelsclubb.com

''نیناں...!'' فوزان نے کرب سے پکارا۔ وہ ایک دم اپنی آنکھوں کو صاف کرتی ہوئی تانگے سے اتری' ارادہ چیخ چلا کر کسی کو مدد کے لیے پکارنے کا تھا مگر بہت تیزی اور سبک رفتاری سے کسی نے عقب سے اس کے منہ پر رومال رکھ دیا۔ چیخ چیخ کر

کوشش کر رہی تھی کہ وہ ان وحشی بازوئوں اور ہاتھوں کی مضبوط گرفت سے نکل جائے مگر سب تدبیریں رائیگاں گئیں۔بند ہوتی آنکھوں سے اس نے صرف اتنا دیکھا تھا کہ ایک کار بہت تیزی سے اس کے قریب آ رکی تھی۔

.../...

آنکھیں کھولنے کے بعد اسے جو چہرہ سب سے پہلے نظر آیا وہ فوزان صدیقی کا تھا۔وہ اس کے برابر بستر پر لیٹا ہوا تھا۔اس کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔وہ ایکدم اٹھ بیٹھی۔

"بھائی...!"اس نے فوراً فوزان کا بازو جھنجھوڑ ڈالا۔

"یہ ابھی نہیں اٹھے گا۔"اپنے بالکل قریب ہی عدیم خان کی آواز پر چونک کر اسے دیکھا۔

"ت...ت...تم...!"وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔

"ہاں میں' کہو کیسا لگا میرے اس ریسٹ ہائوس میں آنا؟" وہ خباثت سے مونچھوں پر تائو دیتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔نیناں کی ساری تیزی طراری' خوف وڈر اور سراسیمگی کی نذر ہو گئی ایک دم اس نے فوزان کا زخمی بازو دبوچا۔

"کہ... کہ... کیوں لائے ہو تم ہمیں یہاں؟" آنکھیں خوف وہراس سے پھٹنے کو تھیں۔

"بہت کم عقل ہو تم تو... جب کوئی مرد کسی لڑکی کو یوں اٹھواتا ہے تو اس حرکت کا کیا مطلب ہوتا ہے مجھ سے بہتر تو تم خود اچھی طرح سمجھ سکتی ہو۔آخر کو ماسٹر صدیقی کی بیٹی ہو' کمشنر چاچا کی بہو بنو گی؟" شیطانی مسکراہٹ نیناں کی طرف اچھالتے وہ بستر پر گرا تھا۔وہ اچھل کر پیچھے ہٹی۔بے بسی سے بے سدھ لیٹے فوزان کو دیکھا۔

"اے میرے اللہ! ہماری مدد فرمانا۔" وہ بے اختیار رونے لگی تھی۔ تبھی دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا۔ نیناں نے ڈرتے ڈرتے سر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا۔ زوہیب شاہ شاہانہ فاتح چال چلتے ہوئے بستر کے قریب آ رکا تھا۔

"کیوں رنگ دار تتلی! کیسا محسوس کر رہی ہو اب...! ماسٹر صدیقی کی بیٹی اب کیسے اتنی کمزور ہو گئی ہے کہ ہم جیسے گھٹیا' کمینوں کی نظروں کو برداشت کر رہی ہے؟" وہ اس کی طرف جھکتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ اس کی سفاک وحشیانہ' ہر جذبے سے عاری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ اندر تک کانپ گئی۔ اس رخ پر تو اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ یہی خیال تھا کہ کہیں وہ بابا سے نہ الجھ پڑے۔ یوں بھی ہو سکتا ہے امید بھی نہیں تھی۔ اس کا دل سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا۔ آئندہ لمحوں میں کیا ہونے والا تھا وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

"میں واقعی اتنی کمزور نہیں ہوں' تم دونوں نے گھٹیا طریقہ اپنایا ہے۔ اتنی غیرت تھی تو سر عام وار کرتے یوں بزدلوں کی طرح نقب زنی نہ کرتے۔" ایک دم روتے

روتے وہ کہے بغیر نہ رہی۔اس وقت فوزان کے جلد ہوش میں آجانے کی بڑی شدت سے دعا مانگی۔

"چلو ہم بزدل ہی سہی، غیرت مند تو آپ ہیں۔آپ کے بھائی صاحب کو اس لیے تو یہاں لائے ہیں کہ غیرت کا مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔پھر آپ کو گولڈ میڈل پہنائیں گے غیرت مندی کا...!"اس کمینے شخص کی اس قدر نیچ بات پر نیناں کا مر جانے کو جی چاہا۔مکروہ ہنسی ہنستے اس نے نیناں کے کندھے کو چھوا تو اس نے نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔یکدم خوف و سراسیمگی کو پسِ پشت ڈال کر ایک حقارت بھری نگاہ ان پر کی۔ذہن تیزی سے کچھ سوچنے لگا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے گزشتہ دو سال سے سیکھے گئے مارشل آرٹ کے شاندار مظاہرے اور گولڈ میڈل گھومنے لگے۔ایسی کسی صورت حال سے کیسے نمٹنا ہے وہ خوب جانتی تھی۔فوزان اور رضوان کے سکھائے گئے تمام حفاظتی طریقے یاد آنے لگے۔وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پسٹل چلانا اور گن استعمال کرنا بھی خوب جانتی تھی۔ایک دم تحفظ کا احساس رگ و پے میں جاگا۔

"یا تو مروں گی یا کسی کو مار دوں گی۔"ایک مصمم ارادہ کرتے ہوئے اس نے سر اٹھایا۔

زوہیب شاہ کی پتلون میں پسٹل موجود تھا اور عدیم خان بھی دائیں طرف جس زاویے سے بیٹھا ہوا تھا اس کا نشانہ لینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔وہ تربیت یافتہ نہیں تھی اور نہ ہی منجھی ہوئی نشانہ باز تھی۔بس جو کچھ بھی سیکھا ہوا تھا اس پر اعتماد تھا۔ فوزان کی طرف ایک نظر ڈالتے اور گہری سانس خارج کرتے ہوئے اس نے زوہیب شاہ اور عدیم خان کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا کیا خیال ہے'تم مجھ جیسی لڑکی کو زیر کر لو گے؟"چبھتے ہوئے پوچھا۔وہ جاندار قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔نیناں لب بھینچے'اس وحشی قہقہے کی گونج سنتی رہی۔

"یہاں تک تو آ ہی گئی ہو' کیا ابھی بھی کوئی شک ہے؟" معنی خیزی سے کہتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔ اندر ہی اندر وہ فوزان کے ہوش میں آ جانے کی دعا کرنے لگی۔ وہ ابھی بے ہوش تھا۔ اپنے دفاع میں کچھ بھی تو نہیں کر سکتا تھا۔ ان جیسے وحشیوں کا کیا پتا وہ کسی بھی رخ مڑ سکتے ہیں' ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت وہ دونوں کو یہاں لائے تھے۔ نجانے بے چارے کوچوان کا کیا حال ہوا ہو گا۔ اپنے بارے میں تو ان کے ارادوں سے آگاہ ہو چکی تھی اور فوزان کے متعلق ان کے کیا ارادے ہیں وہ یکسر بے خبر تھی۔

"بہت غرور ہے تمہیں خود پر' ایسے غرور کو توڑنا میرے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔" نیناں کے بازو کو تھام کر سفاک لہجے میں وہ کہہ رہا تھا۔ نیناں کانپی تھی مگر خود کو کمزور نہ پڑنے دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے جواباً کچھ کہتی' فوزان کے کراہنے کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ فوراً متوجہ ہو گئی۔ چیل کی طرح اپنا بازو چھڑا کر وہ فوزان پر جھکی۔

"بھائی...اٹھو...آنکھیں کھولو پلیز بھائی۔" گولی فوزان کے بازو کو چھو کر گزری تھی۔اسی لیے چند گھنٹوں کی بے ہوشی کے بعد ہوش آگیا تھا۔آنکھیں کھولنے کے بعد نینا کو دیکھ کر وہ عدیم خان اور زوہیب شاہ کو باری باری دیکھنے لگا۔فوزان کا ذہن فوری طور پر کچھ بھی کام کرنے سے قاصر تھا۔نیناں کے چہرے پر بہنے والے آنسوئوں کے سوا اسے کچھ اور سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

"بھائی!" فوزان کے کندھے کو جھنجھوڑتے اس کے دونوں ہاتھوں کو زوہیب شاہ نے پکڑ لیا تھا۔

"بس یہ اب ہمارا مریض ہے اس کی تواضع ہم خود کریں گے۔" نیناں کو بازوئوں میں بھینچ کر عدیم خان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ دہاڑ رہا تھا۔فوزان جو نا سمجھی میں سب دیکھ رہا تھا آنکھیں کھول کر بغور دیکھنے لگا۔عدیم خان کے شکنجے میں کسمساتی روتی بہن کے سوا اسے کچھ اور دکھائی نہیں دے رہا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ نیناں نے پوری قوت کے ساتھ عدیم خان کو دیوار کے طرف دھکیلتے ہوئے دونوں

ہاتھوں سے اس کے سر کو پوری شدت سے دیوار پر مارا۔ جتنی دیر میں زوہیب شاہ فوزان سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف متوجہ ہوتا اس نے چیل کی طرح جھپٹ کر اس کی پتلون میں پھنسا ہوا پسٹل نکال لیا۔ زوہیب شاہ کے لیے یہ حملہ اس قدر اچانک تھا کہ وہ چند لمحوں کو کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔ پسٹل ہاتھ میں دبوچے زوہیب شاہ پر تانے وہ بے حد بے خوف نظر آ رہی تھی۔ اب اس کا اگلا ہدف زوہیب شاہ تھا۔ عدیم خان تو بے ہوش ہو چکا تھا۔ زوہیب شاہ کو اس سے اس ہمت کی توقع نہیں تھی۔ وہ تو اسے ایک کمزور سی عام سی لڑکی لگی تھی۔ ان بہت سی لڑکیوں کی طرح جنہیں وہ ایک عرصے سے اپنے ظلم و بربریت کا نشانہ بناتا چلا آ رہا تھا اور یہ لڑکی اس کی توقعات سے بڑھ کر نہ صرف بہادر تھی بلکہ زندگی اور عزت کے کھو جانے کے ڈر سے بے خوف و خطر آگ اور خون سے کھیل جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔ اس کی طرف پسٹل تانے پورے اطمینان سے زوہیب کو اپنی نگاہوں میں رکھتے ہوئے وہ فوزان کی طرف بڑھی تھی جو حیران و ششدر نیناں کو دیکھے جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بھائی اٹھو!" اپنی جانچتی نظر میں زوہیب شاہ پر تانے اس نے اپنا بازو فوزان کی طرف بڑھایا۔ فوزان نے فوراً اٹھنا چاہا مگر بازو کی تکلیف نے اٹھنے نہیں دیا۔

زوہیب پر پسٹل تانے نیناں نے جھک کر فوزان کو سہارا دیا تھا۔ نظریں اب بھی برابر زوہیب شاہ پر مرکوز تھیں۔ جو بڑی حیرت سے نیناں کو دیکھ رہا تھا۔ فوزان کو سہارا دیتے ہوئے ایک لمحہ کو وہ چونکی تھی اور اسی ایک لمحے سے زوہیب شاہ نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ نیناں کے پسٹل والے ہاتھ پر اس نے اپنا پائوں مارا تھا۔ پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر قالین پر جا گرا ابھی وہ پسٹل اٹھانے کو جھکی ہی تھی کہ زوہیب شاہ نے فوراً اسے اپنے بازوئوں میں دبوچ لیا۔ اس سارے عرصے میں فوزان صدیقی کے حواس کافی بحال ہو چکے تھے۔ اس نے فوراً پسٹل اٹھا لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑو نیناں کو...!" وہ غرایا۔ اب پسٹل کا رخ نیناں اور زوہیب کی طرف تھا۔

"اسے چھوڑنے کے لیے میں اسے یہاں نہیں لایا تھا۔" نیناں کو اپنے شکنجے میں پھڑپھڑاتے دیکھ کر وہ ایک دفعہ پھر شیر ہوا۔ فوزان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"میں مار دوں گا تمہیں کمینے انسان! چھوڑو میری بہن کو۔" نیناں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فوزان کا خون کھولنے لگا۔

نیناں نے بہت زور سے زوہیب کے بازو میں کاٹا' اس کے بلبلانے پر نیناں کے گرد اس کی گرفت کمزور پڑی' وہ تیر کی طرح فوزان کی طرف بڑھی۔

"بھائی' چلو یہاں سے! نہیں تو یہ کمینہ نجانے کیا کر دے۔" نفرت سے کہتے ہوئے اس نے فوزان کا زخمی بازو کھینچا۔ دوسرے ہاتھ سے پسٹل بھی لے لیا۔ اب دونوں کا رخ دروازے کی طرف تھا جب کہ نظریں مسلسل بے ہوش پڑے عدیم اور زوہیب شاہ پر تھیں۔ وہ زخمی سانپ کی طرح شکار ہاتھ سے نکل جانے پر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ وہ ایک دفعہ پھر نیناں کی طرف بڑھا تھا۔ اس دفعہ نیناں نے ٹریگر پر رکھی انگلی دبا دی تھی۔ ایک شعلہ پسٹل کی نالی سے نکل کر زوہیب شاہ کے کندھے میں کھب گیا۔ وہ چیخا تھا۔ جھپٹا مار کر پسٹل بھی چھین لیا وہ پاگلوں کی طرح فائر پر فائر

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر رہا تھا۔ فوزان دروازے کے قریب کھڑا پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ فائر اور نیناں کی چیخیں سن رہا تھا۔ مگر ہوش میں کچھ نہیں تھا۔

.../...

"نیناں کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ اسے بچا لیں۔ پوری چار گولیاں اس کے پیٹ میں لگی تھیں۔ وہ اسپتال آنے تک بچ گئی اتنا ہی بہت تھا۔"

دو دن بعد جب فوزان کو ہوش آیا تو چچا نے اسے یہ اندوہناک خبر سنائی تھی۔ اس نے کرب و اذیت سے آنکھیں موند لیں۔ زوہیب شاہ کو گولی لگنے کے بعد اس نے نیناں سے پسٹل چھین کر پے در پے وار کیے تھے۔ وہ تو پہلے بد حواسوں کی طرح پتھر بنا سب دیکھتا رہا پھر پاگلوں کی طرح اسے اٹھا کر باہر بھاگا تھا۔ وہ اس وقت گاؤں سے باہر واقع عدیم خان کے ریسٹ ہاؤس میں تھے وہاں پورچ میں کھڑی گاڑی اسے مل گئی تھی۔ نیناں کو لے کر وہ اسپتال پہنچا تھا۔ وہیں سے چچا جان کو فون کر

کے صورت حال سے آگاہ کیا تھا۔ پانچ گھنٹے مسلسل آپریشن روم میں بند رہنے کے بعد جب نیناں کا اسٹریچر پر لیٹا بے جان وجود باہر آیا تو اس کی بھی ساری ہمتیں جواب دے گئیں۔ بے ہوش ہوا تو دو دن بعد ہوش آیا تھا۔ بے تحاشا روتے ہوئے اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔ اس کی جان سے پیاری بہن اس کی جان کے لیے کتنا لڑی تھی ورنہ ان لوگوں کے شکنجے سے بچ نکلنا اس کے لیے مشکل نہ تھا۔ صرف اور صرف اس کی خاطر وہ ان وحشی درندوں سے لڑتے لڑتے موت کے لگے جا لگی تھی۔

"تم دو دن تک بے ہوش رہے ہو' نیناں کی میت اتنی دیر تک رکھنے کے قابل نہیں تھی۔ اگلے ہی دن گائوں لے جا کر دفنا دیا تھا۔" چچا جان مزید بتا رہے تھے۔ وہ آنکھوں پر بازو رکھے روتا رہا۔ اپنے دل کا غبار نکالتا رہا۔

"نیناں کی موت اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھی کہ بھابی بیگم برداشت نہ کر سکیں اور وہ بھی...!" آنکھوں پر بازو لپیٹے روتے وہ یہ سن کر ٹھٹک گیا۔ ایک دم

بازو ہٹا کر چچا کو دیکھا۔ان کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔آواز رندھی ہوئی تھی' چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے۔وہ گردن نفی میں ہلانے لگا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ...!نیناں کے بعد اب اماں بھی...!کہہ دیں یہ جھوٹ ہے۔"

سات فٹ اونچا کڑیل جوان بچوں کی طرح اپنے چچا کو جھنجوڑتے' روتے بالکل حواس کھو رہا تھا۔رضوان نے آگے بڑھ کر فوزان کو گلے لگا لیا۔

"یہ سچ ہے فوزان!نیناں کے ساتھ ساتھ تائی جان بھی...!"وہ بھی رو رہا تھا۔وہ بے بسی سے رضوان کے گلے لگ کر اپنا درد کم کرتا رہا۔

www.novelsclubb.com

.../...

وہ مکمل طور پر صحت یاب ہوا تو اس کی پہلی ترجیح نیناں کے قاتلوں کو ان کے انجام تک پہنچانا تھا۔رضوان' زبیر' جواد' عقیل (رضوان کے چھوٹے) اور فوزان خود

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سب اس قدر بھرے بیٹھے تھے کہ بس نہیں چل رہا تھا کہ عدیم خان اور اس کے گھٹیا دوست کو ایک آن میں ہی دنیا سے رخصت کر دیں۔ چچا اور بابا جان دونوں ہی اصول پرست انسان تھے۔ کبھی بھی کسی کام میں بے اصولی پسند نہیں کی تھی۔ اس دفعہ بھی وہ جو کچھ بھی کرنا چاہتے تھے قانون کے دائرے میں ہی رہ کر کرنا چاہتے تھے۔اس واقعے کے بعد چچا جان نے زیبا' زبیر اور بابا جان کو بھی اپنے پاس بلا لیا تھا۔زبیر' جواد' عقیل تینوں سمجھانے پر سمجھ گئے تھے جب کہ رضوان اور فوزان دونوں سمجھنے سے انکاری تھے۔بیٹی کھو دینے کے بعد وہ اپنے بیٹوں کو نہیں کھونا چاہتے تھے۔اسی لیے چچا جان نے قانون کا سہارا لیا تھا۔اپنے تعلقات کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا تھا۔عدیم خان کو پھانسی ہو گئی اور زوہیب شاہ جو اصل قاتل تھا وہ اپنے سیاسی اثر ورسوخ اور تعلقات کی بناء پر سارا الزام عدیم خان پر عائد کروا کے اور سب حالات اپنے حق میں ہموار کر کے وہ آرام سے دے دلا کر بچ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔رضوان اور فوزان دونوں ہی ماس کمیونی کیشن میں ماسٹرز کرنے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے بعد سی ایس ایس کا امتحان کلیئر کر کے سول سروس میں آ گئے تھے۔ فوزان کی پہلی تعیناتی اسلام آباد میں ہوئی تھی۔ انیقہ آپی تو پہلے ہی یہاں آباد تھیں۔ بعد میں فوزان نے یہیں گھر لے کر زیبا' زبیر اور بابا کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔ نیناں کا قاتل اگرچہ اپنے انجام تک نہیں پہنچا تھا۔ فوزان کا اس سروس میں آنے کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ وہ زوہیب شاہ کو اس کے کالے دھندوں سمیت نیست و نابود کر دے۔ وقت کے ساتھ ساتھ بابا کی باتوں نصیحتوں بہنوں کی محبتوں کے سامنے اس کا جذبہ انتقام اگرچہ سرد پڑ چکا تھا مگر ختم نہیں ہوا تھا۔ البتہ یہ ہوا تھا کہ اب اس کا مقصد صرف اور صرف اپنے پیشے سے وفاداری' ایمانداری اور انسانیت کی خدمت تھا۔ وہ ہر کیس ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر حل کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بابا نے اسے یہی سکھایا تھا اور وہ اسی پر کاربند تھا کہ اچانک پورے دو سال بعد اس کی زندگی میں وہ واقعہ رونما ہو گیا جس نے اس کی زندگی کا رخ ہی بدل دیا تھا۔

.../...

رضوان اور فوزان دونوں ہی اپنے اپنے پیشوں سے مطمئن تھے کہ چچا جان اور بابا کے مشترکہ فیصلے پر رضوان کی شادی شہناں سے طے کر دی گئی۔ رضوان اور شہناں دونوں نے اس تعلق پر اعتراض کیا تو بابا اور چچا کے سمجھانے پر دونوں ہی چپ ہو گئے۔ نیناں رضوان کی منگیتر تھی اور وہ اس دنیا سے چلی گئی تھی مگر رضوان ابھی زندہ تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد رضوان نے شہناں کو قبول کرنے کی رضا مندی دے دی تو بابا اور چچا نے شادی کی تاریخ طے کر دی۔ بابا' زبیر' زیبا' انیقہ آپی وغیرہ پہلے ہی لاہور چلے گئے تھے۔ اتنے عرصے بعد تو کوئی خوشی کا موقع دونوں خاندانوں میں آیا تھا اگر سب نیناں کی جواں مرگی پر غم زدہ تھے تو اس خوشی پر خوش بھی بہت تھے۔ فوزان شادی سے صرف دو دن پہلے لاہور پہنچا تھا۔ اس کے اندر بھی دوسروں کی طرح عجب موسم آبسا تھا کبھی تند و تیز ہوائوں جیسا اور کبھی نرم پھوار جیسا۔ بہت ہی بھرپور طریقے سے شادی ہوئی تھی۔ شہناں کو چچا نے پہلے صرف بیٹی بنایا ہوا تھا۔ اب بہو بھی بنا لیا تھا۔ دونوں کو خوش دیکھ کر فوزان کو

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بہت حوصلہ ہوا تھا۔اب تو زبیر بھی کافی سنجیدہ اور سمجھدار ہو گیا تھا۔زیبا بچپنا بھول کر بہت جلد گھریلو اور سمجھدار لڑکی بن چکی تھی۔ہر طرف اطمینان ہی اطمینان تھا کہ اس کے احساسات کی جھیل میں پہلا پتھر آ پڑا۔شادی کے ایک ہفتے بعد اسے واپس اسلام آباد جانا تھا۔اب اس کی مصروفیات ایسی ہو گئی تھیں کہ بہت کم ہی کہیں آنا جانا ہوتا تھا۔اسی لیے کچھ سوچتے تین دن گزار کر چوتھے دن وہ اماں اور نیناں کی قبروں پر دعا کرنے کے لیے گاؤں آ گیا۔نیناں کی موت سے اتنا ضرور ہوا تھا کہ وڈیرے کا اکلوتا بیٹا پھانسی چڑھ گیا تھا اور اس کا سارا دم خم نکل گیا۔اب گاؤں والے کافی پر سکون ہو گئے تھے۔ظلم و ستم سہنے کا وقت بیت چکا تھا۔بہت کچھ بدلنے لگا تھا۔اماں اور نیناں کی قبروں پر ان کی مغفرت کی دعا کرنے کے بعد وہ خالہ حمیداں کے گھر آ گیا۔ان کے شوہر اور بیٹوں کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے سے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔شام کا اندھیرا کافی پھیل چکا تھا۔خالہ حمیداں نے اس کے لیے کھانے پینے کا انتظام کر لیا تھا۔مجبوراً اسے کھانا کھانا پڑا۔رات کے

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اندھیرے میں اس کے پاس ذاتی سواری بھی نہیں تھی' اپنی گاڑی تو اسلام آباد میں ہی تھی۔ رضوان وغیرہ کی گاڑی بھی اس نے ساتھ لانے کی زحمت نہیں کی تھی اور اس وقت کسی تانگہ وغیر کا ملنا بھی مشکل تھا۔ خالہ حمیداں نے اسے اپنے ہاں رات گزارنے پر اصرار بھی کیا تھا مگر اس کا دل نہیں مانتا تھا' وہ یونہی پیدل چل پڑا۔ عام رستوں پر جانے کے بجائے اس نے ٹیلوں کے درمیان موجود شارٹ کٹ رستے پر چلنے کو ترجیح دی تھی۔ اس رستے پر آدھے گھنٹے پیدل چلنے کے بعد وہ بس اسٹاپ پر پہنچ سکتا تھا پھر وہاں سے لاہور جانے والی بس پر سوار ہو جانا تھا۔ وہ خاموشی سے چلتا رہا کہ اچانک دیکھا ٹیلوں کے درمیان سے ایک پجارو نکل کر تیزی سے اس کی طرف بڑھتی آ رہی تھی۔ ریتیلی زمین' اونچے نیچے کھڈ اور ٹوٹا پھوٹا بنجر راستہ۔ فوزان کے لیے پیدل چلنا دشوار تھا۔ مشکل نہیں...! مگر اس رستے پر پجارو دیکھ کر وہ از حد حیران ہوا۔ یہ راستہ آسیب زدہ مشہور تھا۔ کوئی دل گردے والا یا پھر اس جیسا کوئی احمق ہی اس رستے پر آ جا سکتا تھا۔ بچپن سے ہی وہ اکثر سب سے چھپ کر

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان ٹیلوں کے درمیان آجاتا تھا اور پھر تنہا ہی کھیلتا رہتا تھا۔اسے کوئی بھی آسیبی قوت دکھائی نہیں دیتی تھی۔اسی لیے اس کے ذہن میں ان سب افواہوں کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔اب ایک پجارو کو ان رستوں پر تیزی سے نہ صرف آگے بڑھتے دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی بلکہ اچنبھا بھی ہوا تھا کیونکہ اس پجارو کا رخ سکھوں کی ٹوٹی پھوٹی شکستہ حویلی کی طرف تھا۔دن کی روشنی میں جائزہ لینے سے کہیں کہیں خوب صورت فن تعمیر و مصوری کے نمونے دیکھنے کو ملتے تھے جواب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نہ صرف مٹ چکے تھے بلکہ حویلی کی گری دیواریں اور ٹوٹے دروازے بھی گرنے کو تھے۔یہ حویلی گائوں سے کافی دور ویرانے میں واقع تھی۔اسی لیے یہ بھی آسیبی مشہور تھی۔یہاں تو کوئی دن کی روشنی میں آنے سے ڈرتا تھا کجا کہ رات کے اندھیرے میں آتا۔

www.novelsclubb.com

فوزان کو یہاں سخت گڑبڑ کا احساس ہوا۔اپنے فطری تجسّس اور پیشے کے تقاضے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ گاڑی کا پیچھا کرنے لگا تھا۔تھوڑی دیر بعد گاڑی حویلی کی ٹوٹی

دیوار کے قریب جا کھڑی ہوئی۔اندر سے دو مضبوط جسامت والے گن مین بر آمد ہوئے تھے۔انہوں نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تھا۔فوزان کا خیال تھا کہ اندر سے کوئی بوری وغیرہ بر آمد ہو گی مگر اس وقت اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب دونوں آدمیوں نے کسی بے ہوش لڑکی کو بازوئوں میں اٹھا کر باہر نکالا تھا۔گاڑی کی ہیڈ لائٹس میں لڑکی کا چہرہ ایک لمحے کو روشن ہوا تھا۔فوزان نے بغور دیکھا تھا وہ انتہائی خوب صورت لڑکی تھی۔وہ دونوں آدمی اس لڑکی کو اندر لے جا رہے تھے۔ وہ بھی مارے تجسس کے خاموشی سے ان کے پیچھے چل پڑا۔اس وقت وہ بالکل تنہا تھا۔چند سو کے سوا جیب میں کچھ بھی نہیں تھا۔حویلی کا صحن عبور کر کے سیڑھیاں چڑھ کر وہ دونوں آدمی کمرے میں گم ہو گئے تھے۔وہ باہر ہی کھڑا سوچتا رہا آیا کہ کمرے کے اندر جائے یا نہیں۔اندر سے کمرا بالکل تاریک تھا۔کچھ بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا۔وہ ایک طرف بیٹھ کر دونوں آدمیوں کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ گاڑی کا انجن اسٹارٹ تھا اسے یقین تھا کہ وہ دونوں ضرور واپس آئیں گے۔کوئی دو

www.novelsclubb.com

گھنٹوں کے بعد اس کا انتظار ختم ہوا تھا۔ مگر ان دونوں آدمیوں کے بجائے کوئی تیسرا آدمی باہر آیا تھا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ کر واپس مڑ گیا مزید آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد وہ دونوں آدمی جب باہر نہ نکلے تو وہ بھی اپنے کپڑے جھاڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ سب واقعات اس کے شکوک و شبہات کی تصدیق کر رہے تھے کچھ سوچتے ہوئے اس نے بس اسٹاپ کی راہ لی۔ گھر پہنچتے تک اڑھائی بج گئے تھے۔ گھر میں سب ہی پریشان تھے۔ بغیر کسی اطلاع کے اس کی یہ گمشدگی کافی پریشان کن تھی۔

سب کو کہہ سن کر مطمئن کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آ گیا۔ اگلے دن اس نے رضوان کو ساری کتھا سنا ڈالی۔

"ساری بات سننے کے بعد مجھے لگ رہا ہے کہ یہ ضرور کوئی مافیا گروپ ہے۔ ویرانے میں آباد ہو کر لوگوں کو الو بنا رہے تھے۔ مانو نہ مانو' یہ لوگ ضرور لڑکیوں کی اسمگلنگ کا کاروبار کرتے ہیں۔" رضوان کی بات پر اس نے سر ہلایا۔

"یار یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ لڑکی کو کسی اور مقصد کے لیے اغوا کیا گیا ہو۔ میرا مطلب ہے نیناں کی طرح کا بھی کیس ہو سکتا ہے۔ وہ لڑکی مجھے کسی اچھے گھرانے کی لگی تھی۔"

"ہاں' یہ بھی ممکن ہے۔ یہ حویلی تو ایک عرصے سے آسیبی مشہور ہے۔ نجانے کب سے یہ لوگ یہ کام کر رہے ہیں۔ تم ساری معلومات لے کر آئو۔ پھر ہی کوئی حل نکالتے ہیں۔"

"خیال رکھنا' حل ایسا ہو کہ اس لڑکی کو کچھ نہ ہو۔ نجانے کیوں اسے دیکھنے کے بعد مجھے صرف اور صرف نیناں ہی یاد آئی تھی۔ اگر میں نے اس لڑکی کے لیے کچھ کیا تو دل پر پڑا بوجھ اتر جائے گا وہ جو میں نیناں کے لیے نہ کر سکا۔ نجانے یہ بے چاری کیسے ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھی ہے۔" وہ ایک دفعہ پھر نیناں کو یاد کر کے افسردہ ہو گیا تھا۔ یہ سچ تھا کہ جب سے اس نے اس لڑکی کو دیکھا تھا صرف اور صرف نیناں ہی یاد آ رہی تھی۔ رضوان اس کا کندھا تھپکتا چلا گیا تھا۔ اس نے اسلام آباد میں

ضروری کام کا کہہ کر ایک دو دن کی مزید چھٹی لے لی تھی۔ رضوان کو آگاہ کر کے وہ دوبارہ اسی گائوں میں آ گیا۔ سارا دن وہ اِدھر اُدھر گھومتا سکھوں کی اس قدیم حویلی کا جائزہ لیتا رہا۔ سب کمرے بغیر دروازے کے خالی تھی۔ صرف ایک دو کے دروازے تھے

''خیال رکھنا' حل ایسا ہو کہ اس لڑکی کو کچھ نہ ہو۔ نجانے کیوں اسے دیکھنے کے بعد مجھے صرف اور صرف نیناں ہی یاد آئی تھی۔ اگر میں نے اس لڑکی کے لیے کچھ کیا تو دل پر پڑا بوجھ اتر جائے گا وہ جو میں نیناں کے لیے نہ کر سکا۔ نجانے یہ بے چاری کیسے ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھی ہے۔'' وہ ایک دفعہ پھر نیناں کو یاد کر کے افسردہ ہو گیا تھا۔ یہ سچ تھا کہ جب سے اس نے اس لڑکی کو دیکھا تھا صرف اور صرف نیناں ہی یاد آ رہی تھی۔ رضوان اس کا کندھا تھپکتا چلا گیا تھا۔ اس نے اسلام آباد میں

ضروری کام کا کہہ کر ایک دو دن کی مزید چھٹی لے لی تھی۔ رضوان کو آگاہ کر کے وہ دوبارہ اسی گائوں میں آ گیا۔ سارا دن وہ اِدھر اُدھر گھومتا سکھوں کی اس قدیم حویلی

کا جائزہ لیتا رہا۔ سب کمرے بغیر دروازے کے خالی تھی۔ صرف ایک دو کے دروازے تھے وہ بھی خستہ حال۔

"وہ لوگ لڑکی کو لے کر کہاں گئے ہوں گے؟" ساری حویلی اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد وہ یہی سوچتا رہا۔ خستہ حال عمارت کی ٹوٹی پھوٹی چھتیں کچھ بھی تو قابل رہائش نہیں تھا۔ سارا دن دیکھنے اور غور کرنے کے بعد اس نے یہی اندازہ لگایا کہ یا تو وہ لوگ صبح کی روشنی میں یہاں سے چلے گئے یا پھر اس حویلی میں کوئی خفیہ تہہ خانہ ہے۔ جہاں غلط کام ہوتا ہے۔ وہ واقعی اس لڑکی کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ اس لڑکی پر ایک نظر ڈالنے کے بعد وہ لڑکی اس کے اندر تک اتر گئی تھی اور جیسے ذہن میں نقش ہو کر رہ گئی تھی۔ خیال صرف نیناں کا آ رہا تھا اور دل و دماغ پر صرف وہ لڑکی چھائی ہوئی تھی۔ وہ کوئی مصیبت کی ماری اچھی لڑکی تھی اس کا دل بار بار کہہ رہا تھا۔ سارا دن اِدھر کوئی نہیں آیا تھا۔ شام کے بعد اندھیرا پھیلتے ہی پھر وہ گاڑی آ گئی تھی۔ کل گاڑی لے کر جانے والا آدمی اس وقت واپس آیا تھا۔ تھوڑا سا فاصلہ برقرار رکھتے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوئے فوزان اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ کل والے کمرے میں جا کر وہ گم ہوا تو فوزان بھی اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس آدمی نے پنسل ٹارچ روشن کر لی تھی جس کی ہلکی روشنی میں نظر آ رہا تھا کہ اس آدمی نے کمرے کے درمیان میں جا کر فرش پر موجود سل کو سرکانا شروع کر دیا تھا۔ کل اس نے کمرے میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کی تھی ورنہ یہ بات کل بھی کھل سکتی تھی۔ آدمی اپنے کام میں اس قدر مگن تھا کہ کمرے میں فوزان کی موجودگی سے بھی بے خبر تھا۔ سل ہٹا کر وہ اندر اتر گیا تھا۔ اندر اترنے کے بعد اس نے وہ سل واپس اسی رکھ دی تھی۔ فوزان نے بہت خاموشی سے دیکھا اور پھر واپس آ گیا۔ رضوان کو ساری صورت حال بتانے کے بعد بھی دونوں کسی نتیجے پر نہیں پہنچے تھے۔

www.novelsclubb.com

"یہ کوئی بہت ہی آرگنائز مافیا ہے۔ یوں اتنی صفائی سے کام کر رہا ہے کہ کسی کو شک بھی نہیں ہو سکتا۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

''مافیا کو مارو گولی...! مجھے تو صرف اس لڑکی کی فکر ہے۔ کسی نہ کسی طرح اس لڑکی کو وہاں سے نکالو۔'' فوزان نے کچھ تلخ ہو کر کہا تو رضوان نے سر ہلایا۔

''بس کل کا دن اور تم کل صبح کو جا کر یہ دیکھو کہ اندر کی کیا صورت حال ہے۔ پھر ہی ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ لڑکی کو کیسے نکالیں گے۔'' رضوان کی بات پر فوزان نے سر ہلایا۔

اگلے دن وہ پھر وہیں تھا۔ سل ہٹانے کے بعد اندر اترنے کے لیے زینہ تھا۔ وہ چوکس انداز میں دیوار تھامے نیچے اتر گیا تھا۔ نیچے کئی کمرے تھے۔ تین کمرے تو بند تھے' صرف ایک کمرا کھلا ہوا تھا۔ اس نے ادھ کھلے دروازے سے اندر جھانکا تو وہی تینوں آدمی بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔ اونچے اونچے قہقہے لگاتے ہوئے وہ اپنے کھیل میں مست و غرق تھے۔ فوزان کو لڑکی کی فکر ستانے لگی۔ نجانے اسے کہاں رکھا ہوا ہے۔ وہ یہاں ہے بھی یا نہیں۔ اگر یہیں ہے تو تینوں بند کمروں میں سے ایک میں تو ضرور ہو گی۔ وہ محتاط تولتی نظروں سے ارد گرد دیکھنے لگا۔ اس تہہ خانے

میں بجلی کا بندوبست جنریٹر کی مدد سے کیا گیا تھا۔ وہ آہستگی سے دروازوں کی ہول سے ایک ایک کمرے کے اندر جھانکنے لگا۔ دو کمرے تو بالکل تاریک تھے۔ لائن میں واقع آخری کمرا روشن تھا۔ اندر سے کسی کی ہلکی ہلکی کراہوں اور سسکیوں کی آواز بھی آرہی تھیں۔ لڑکی ابھی تک یہیں تھی۔ اسے کچھ سکون ہوا۔

"پتا نہیں ابھی تک محفوظ بھی ہے یا پھر...!" اس سے مزید کچھ سوچا نہ گیا۔ بہت خاموشی سے وہ بغور جائزہ لیتے ہوئے کمروں کے عقب میں آگیا۔

"ایک...دو... تین۔" عقب میں واقع تیسری کھڑکی کے پاس پہنچ کر اس نے بہت آہستہ سے کھڑکی پر دستک دی تھی۔ یہ کام بھی خطرے سے خالی نہ تھا مگر اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ پہلی دستک کے بعد اس نے آہستگی سے دوسری دفعہ پھر کھڑکی بجائی تھی۔ اس دفعہ آواز قدرے اونچی تھی۔ مگر جواب ندارد پھر اس نے تیسری اور چوتھی بار بھی دستک دے ڈالی تھی۔ آخر میں وہ بالکل ناامید ہو کر ہٹنے والا تھا۔ جب بالکل اچانک کھڑکی کھل گئی تھی، وہ اپنی کوشش میں کامیابی پر

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بے پناہ خوش ہو کر مڑا تھا۔ جبھی آنسوئوں سے تر چہرہ، بھیگی گرے گرین آنکھیں اس کے سامنے آگئی تھیں۔ اتنا سوگوار حسن اس نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ایک نظر ڈال کر اس نے فوراً نگاہیں جھکالی تھیں۔ لڑکی بہت حیرت سے اپنے سامنے کھڑے اجنبی شخص کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ان تینوں آدمیوں میں سے نہیں تھا۔

"آپ پلیز مجھے بتائیں یہ لوگ کون ہیں اور آپ یہاں کیوں لائی گئی ہیں؟" بہت ہی اپنائیت و حوصلہ افزا انداز لیے وہ مخاطب تھا۔ لڑکی کے بہتے آنسو ایک دم رک گئے۔

"یہ لوگ مجھے اغوا کر کے لائے ہیں۔" بتاتے ہی وہ پھر رونے لگی تھی۔

"اوہ... کیوں؟"

"مجھے نہیں پتا۔ پلیز مجھے یہاں سے نکالیں۔ ورنہ یہ لوگ...!" وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر پھر ہچکیوں سے رونے لگی۔ لوہے کی جالی میں لڑکی کا صرف چہرہ ہی دکھائی دے رہا تھا۔ وہ جواب میں کچھ بھی نہ کہہ سکا۔

"آپ کون ہیں؟ اور یہاں کیسے آئے؟" اچانک روتے ہوئے اس نے رک کر پوچھا۔

"میں جو بھی ہوں آپ پریشان نہ ہوں، مطمئن ہو جایئے۔ بس بہت جلد آپ یہاں سے نکل جائیں گی اور ہاں پلیز کسی کو میرے متعلق مت بتایئے گا۔ یہ کھڑکی بند کر لیں۔ اب میں چلتا ہوں۔" وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اس لڑکی نے بھی کھڑکی بند کر لی تھی۔ وہ ایک طرف بیٹھ کر سوچنے لگا۔ ہر طرح کی تسلی و تشفی کے بعد اس نے جیب سے موبائل فون نکال کر رضوان سے رابطہ کیا۔ ساری صورت حال واضح کر کے اگلے لائحہ عمل سے آگاہ کرنے کے بعد اس نے موبائل فون آف کیا اور پھر وہیں ایک کونے میں چھپ کر وقت گزرنے کا انتظار کرنے لگا۔ وہ تینوں آدمی اس

کی موجودگی سے بے خبر ہی تھے۔جب سے وہ یہاں آیا تھا وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلے تھے اور یہ بات فوزان کے لیے تسلی بخش تھی۔رضوان کے طے شدہ پروگرام کے تحت وہ گھڑی پر ایک نظر ڈالتے ہوئے اپنی کمین گاہ سے باہر نکل آیا۔ دو آدمی سو رہے تھے اور کل آنے والا شخص کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔وہ جیسے ہی دروازے کے قریب آیا فوزان نے اسے دبوچ لیا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی آواز نکالتا۔اس نے اسے کمرے سے باہر نکالا فوزان کا ہاتھ اس کے منہ پر جما ہوا تھا۔

"بتائو مجھے،کس کے لیے تم کام کرتے ہو؟"اس کے منہ میں ریوالور کی نالی گھساتے ہوئے فوزان نے پوچھا۔اس وقت اسے سوائے نیناں کے کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا۔اسے یہ سب نیناں کے قاتل لگ رہے تھے۔اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ ایک ایک کر کے سب کو موت کے گھاٹ اتار دے۔

"بتائو...!"ریوالور پر زور ڈالتے وہ غرایا۔

"مجھے نہیں پتا۔"اس کی گھٹی گھٹی آواز نکلی تو فوزان نے اس کا بازو مڑور کر اس کی پشت کے پیچھے کر لیا۔

"جھوٹ بولتے ہو۔یہ کس کا اڈہ ہے؟"وہ پھر آہستہ آواز میں غرایا۔

"خدا قسم! مجھے نہیں معلوم...! میں صرف اس دونوں آدمیوں کو جانتا ہوں۔"

فوزان نے ایک بھرپور ہاتھ اس کے چہرے پر مارا تھا۔

"بتاتے ہو یا توڑوں بازوں؟"پہلے سے زیادہ سفاکی سے پوچھا۔اس آدمی کے چہرے پر ایک تاریک سایہ آکر گزر گیا۔

"زوہیب شاہ!"فوزان نے اس کا دوسرا بازو بھی مروڑا تو اس نے اگل دیا۔

www.novelsclubb.com

"اس لڑکی کو کیوں اغوا کیا ہے؟"اس نے مزید پوچھا۔

"میں یہ واقعی نہیں جانتا۔وہ دونوں آدمی لائے تھے مجھے بھیج دیا تھا میں تو رات کو ہی آیا ہوں۔"

"کمرے کی چابیاں کہاں ہیں؟"

"اس مونچھوں والے آدمی کے پاس۔"

فوزان نے ریوالور کا دستہ مار کر اسے بے ہوش کیا پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ دونوں سو رہے تھے۔اس نے دوسرے کو بھی ریوالور مار کر چپ کروایا اور مونچھوں والے کو اٹھا کر اس سے چابیاں برآمد کیں۔مزاحمت تو اس نے کی تھی مگر فوزان نے اسے منٹوں میں زیر کر لیا تھا۔اس کا بھی کام کر کے وہ چابیاں لے کر کمروں کی طرف بڑھا۔پہلے دونوں کو گودام کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔اچھا خاصا سامان تھا۔اسلحہ سے بھرے ہوئے تھے دونوں کمرے۔جائزہ لینے کے بعد اس نے تیسرے کمرے کا دروازہ کھولا۔لڑکی کی سسکیاں ابھر رہی تھیں۔فوزان نے کمرے کا جائزہ لیا تو وہ ایک کونے میں گھٹنوں میں سر دیے مل گئی۔وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔وجہ پریشانی لڑکی کا زخمی بازو تھا جس سے کافی خون بہہ رہا تھا۔

"سنیے۔" گھٹنوں کے بل اس کے قریب بیٹھتے ہوئے اس نے لڑکی کو پکارا تو وہ ڈر گئی۔ فوراً بدک کر پیچھے ہٹی تھی۔ ایک دم کھڑے ہو کر روتے ہوئے چیخنے لگی۔

"میری طرف ایک قدم بھی مت بڑھانا' میں ختم کر لوں گی خود کو اگر تم نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو...!" اس کے گرد شیشے کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ شاید گلاس ٹوٹا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی شیشے کا ٹکڑا تھا۔ وہ روتے روتے بے خوفی سے کہہ رہی تھی۔ فوزان کو زندگی میں پہلی دفعہ کسی ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا تھا اس کے قدم ڈگمگا گئے۔

"پلیز دیکھیے' آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔ یقین کریں میں تو صرف آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ میرا تعلق پولیس ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔"

وہ بغیر دوپٹے کے بلیک چست قمیص پہنے ہوئی تھی۔ اسٹائلش طرز کا ایمبرائڈری سے سجا لباس اس کے کندن وجود پر بہت نمایاں ہو رہا تھا۔ صحت مند دودھیا بازو

قمیص کی آدھی آستینوں سے جھانک رہے تھے۔اس کے دونوں ہاتھوں میں مہندی اور کلائیوں میں چوڑیاں تھیں۔گلے میں چھوٹا سا نازک سا وائٹ نیکلس جگمگا رہا تھا۔کانوں میں نیکلس کے ہم رنگ ٹاپس تھے۔اس کے لباس اور انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ لڑکی کسی اچھے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔نجانے لڑکی کا دوپٹا کہاں تھا۔فوزان نے کمرے میں طائرانہ نگاہ کی۔بان کی چارپائی پر پڑا دوپٹا اسے نظر آیا تو اس نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا۔دوپٹا لے کر اس کی طرف قدم بڑھائے تو وہ دیوار کے ساتھ لگ کر چپک گئی۔اس قدر ہراساں و سراسیمہ تھی کہ پل میں گر جانے کا خدشہ تھا۔نجانے کن حالات سے گزر کر یہاں تک آئی تھی۔فوزان کو اس پر دکھ بھی ہوا اور ہمدردی بھی اس نے وہیں کھڑے کھڑے اس کی طرف دوپٹا بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

"پلیز آپ گھبرائیں مت اور مجھ سے خوف زدہ بھی مت ہوں۔بھروسا کریں مجھ پر اور میرے ساتھ باہر چلیں۔یہاں ابھی تھوڑی دیر بعد پولیس کی ریڈ ہونے والی

ہے اور ان کے آنے سے پہلے آپ کا یہاں سے نکلنا لازمی ہے ورنہ مزید مسئلہ ہو جائے گا۔" وہ بہت ہی زیادہ اپنائیت سے کہہ رہا تھا۔ لڑکی نے ڈری سہمی حواس باختہ سی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا پھر دوپٹا تھام لیا۔ اپنے گرد لپیٹتے ہوئے بھی وہ فوزان کو چور نظروں سے دیکھتی رہی۔ وہ بہت خوف زدہ تھی۔ اسے شاید ابھی بھی اس پر یقین نہیں آیا تھا۔ فوزان کے پاس اسے یقین دلانے کو وقت نہیں تھا۔ اسے اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر باہر نکل گیا۔ اس لڑکی نے بھی کچھ ڈرتے' کچھ سوچتے اس کی تقلید کی تھی۔ فوزان نے رضوان کو سل والا رستہ بتایا تھا جب کہ یہاں تہہ خانے کا جائزہ لینے کے دوران یہاں ایک اور راستہ بھی دریافت ہوا تھا جو کہ ٹیلوں کے درمیان جا کر اونچائی پر نکلتا تھا اور اب رضوان کی ہدایت کے مطابق اسے یہی مشکل راستہ استعمال کرنا تھا۔ وہ یہ سب صرف اور صرف اس لڑکی کے تحفظ اور عزت کی خاطر کر رہا تھا۔ پولیس کے آنے سے پہلے وہ طے شدہ پروگرام کے تحت اسے باہر نکال کر لے جانا چاہتا تھا تاکہ خاموشی سے اسے اس کے والدین تک

پہنچادے۔بعد میں وہ جو بھی کارروائی کریں'ان کی مرضی ہے۔وہ خود اپنی ذمہ داری نبھانا چاہتا تھا۔لڑکی اس قدر کمزور اور ڈری سہمی تھی کہ جتنی دیر میں وہ دس قدم اٹھاتا اس کے صرف دو قدم ہی اٹھ رہے تھے۔فوزان نے صرف ایک لحظہ کو سوچا تھا اور پھر اپنے پیچھے آتی ہوئی اس لڑکی کا بازو تھام کر دوسرے بازو سے اسے سہارا دیتے تیز تیز قدم چلنے لگا تھا۔گہری تاریک مشکل سرنگ ٹیلوں میں جا کر ختم ہوئی تو اس نے سرنگ سے باہر نکلنے کے بعد سہارا دے کر اس لڑکی کو بھی باہر نکلنے میں بھی مدد کی تھی۔

"شکر خدا کا...!اب بتائیں آپ کون ہیں'کیا نام ہے آپ کا اور ان لوگوں کے کیا مقاصد تھے؟" تھوڑی دیر چلنے کے بعد لڑکی کا سانس بحال کرانے کو اسے ایک طرف محفوظ جگہ پر بٹھا کر خود بھی سامنے بیٹھ کر اس کا بغور جائزہ لیتے ہوئے اس نے دریافت کیا۔وہ لڑکی اس سوال پر ایک دم رونے لگی تھی۔لڑکی کا سارا وجود ہچکیوں سے ہل رہا تھا۔

"پلیز مجھے بتائیں تاکہ میں بحفاظت آپ کو آپ کے گھر تک پہنچا سکوں۔"اس نے اسے حوصلہ دینے کو پھر پوچھا۔وہ لڑکی گھر کے لفظ پر ایک دم چونک کر اسے دیکھنے لگی۔فوزان نے یقین دلانے کو سر ہلایا تو وہ پھر رونے لگی۔

"پلیز ہمت کریں۔مجھے حقیقت بتائیں۔میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔"شستہ و صاف کھرا لہجہ تھا۔لڑکی فوزان کو دیکھنے لگی پھر نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے کچھ نہیں علم ان لوگوں نے مجھے اغواء کیا تھا۔پھر وہ زوہیب شاہ اس نے مجھے یہاں بھیج دیا۔وہ بابا کو تنگ کرتا تھا اور اس نے میری ماما اور ڈرائیور کو اور مجھے کچھ نہیں پتا۔"لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر اس کے ہونٹوں سے نکل رہے تھے۔وہ جو یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔لڑکی کے بھی منہ سے زوہیب شاہ کا نام سن کر دوبارہ چونک گیا۔وہ زوہیب شاہ کے متعلق مزید جاننا چاہتا تھا مگر لڑکی اس قابل نہیں تھی کہ اسے مزید کچھ بتاتی۔رو رو کر اس کا برا حال ہو رہا تھا۔نجانے لڑکی نے کب سے کھانا نہیں کھایا ہوا تھا شاید سوئی بھی نہیں تھی۔اوپر سے اس کی یہ حالت...!اچانک ہی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

فوزان کا خیال اس کے زخمی بازو کی طرف چلا گیا۔ وہاں سے اب بھی خون کی بوندیں رس رہی تھیں۔ اس نے فوراً اس کا بازو تھاما۔

"یہاں کیسے چوٹ لگی؟" اس کے بازو کو بغور دیکھتے ہوئے کہ کہیں کوئی کانچ اندر تو نہیں رہ گیا اس نے لڑکی کے چہرے کو بھی دیکھا۔

"وہ جب آپ نے دروازہ کا لاک کھولا تھا تب میں ڈر گئی تھی اور میں سمجھی کہ...!" وہ چہرہ جھکائے مزید کچھ نہ بولی۔ فوزان نے بھی لب بھینچ لیے۔

"میں تین دنوں سے مسلسل ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔ کہیں ان لوگوں نے آپ کے ساتھ کوئی بد تمیزی تو نہیں کی؟" فوزان نے لڑکی کا خون آلود بازو رومال سے صاف کرتے کچھ جھجکتے ہوئے پوچھا۔ اس حالت میں بھی لڑکی کے چہرے پر ایک تاریک سایہ آکر گزر گیا تھا۔ ہونٹوں کو کاٹتے ہوئے اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ اپنا یہ دوپٹا دیں اگر بازو کا فوری علاج نہ کیا تو مزید خون بہہ جائے گا۔" لڑکی نے خاموشی سے دوپٹا اتار کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ دوپٹے کے پلو سے تھوڑا سا ٹکڑا پھاڑ کر بازو پر لپیٹا۔ باقی کا آدھا دوپٹا اس نے پھر اوڑھ لیا تھا۔

"آپ چل سکتی ہیں نا! اگر نہیں تو آپ کو پھر بھی ہمت کرنی ہو گی۔ تھوڑی دور تک میری گاڑی ہو گی بس وہیں تک چلیں۔" اسے اپنے بازو سے سہارا دے کر کھڑا کرتے ہوئے اس نے پوچھا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے پائوں میں جوتا بھی نہیں تھا۔ فوزان نے تاریک رات میں نمایاں ہوتے سفید پائوں دیکھے تو نظریں ہٹا لیں۔ تھوڑی دور تک چلنے کے بعد لڑکی چکراتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی۔

"مجھ سے نہیں چلا جاتا' میرے پائوں دکھ رہے ہیں۔ مجھے چکر آ رہے ہیں۔"

"بس تھوڑی دور تک تو آپ کو ہمت کرنی ہو گی۔ پلیز ہمت کریں۔" اس نے بہت لجاجت سے کہا تو لڑکی پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس گہرے کھڈ والے ٹوٹے پھوٹے

راستے پر بار بار اس کے پائوں پھسل رہے تھے۔ کئی راتوں کی نیند کی طلب' بھوک و پیاس کی شدت اور ذہنی و جسمانی اذیت نے اسے اس قدر نڈھال کر رکھا تھا کہ وہ تھوڑی تھوڑی دور تک ہی فوزان کا ساتھ دے پاتی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تو وہ زمین پر بیٹھ گئی۔ اس میں اب ایک قدم اٹھانے کی بھی ہمت نہیں رہی تھی۔ بار بار نفی میں سر ہلاتے وہ اپنے حواس کھو رہی تھی۔

"ماما... پاپا... ضوفی... ماما... ماما!" زمین پر سر ٹکا کر روتے ہوئے بے سدھ ہو کر ایک طرف ڈھلک گئی تھی۔ فوزان نے بہت افسوس سے اس بے ہوش اجنبی لڑکی کو دیکھا۔

لڑکی کو اسپتال پہنچانے کے بعد اگلے دن ہی اس کی اسلام آباد کی فلائٹ تھی۔ رضوان کی ریڈ بھی کامیاب ہوئی تھی۔ تینوں آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ کروڑوں کا اسلحہ بھی ہاتھ لگا تھا جس کی اسمگلنگ زوہیب شاہ کرتا تھا۔ زوہیب شاہ کے نام پر فوزان کے اندر ایک دفعہ پھر بھانبھڑ سے جلنے لگے تھے۔

مگر اس دفعہ اس نے حواس سے کام کیا تھا۔ باقی کے کام وہ رضوان اور اس کے ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کر کے اسلام آباد آ گیا تھا۔ یہاں آنے کے ایک عرصہ بعد بھی وہ اجنبی لڑکی جسے وہ اسپتال چھوڑ کر آیا تھا اس کے لیے دکھ' اذیت اور پریشانی کا باعث بنی رہی۔ جس کا نام تک وہ نہیں جانتا تھا۔ اس نے انسانیت کے ناتے اور کچھ نیناں کے خیال میں اس کی مدد کی تھی مگر یہ سب کر گزرنے کے بعد بھی وہ لڑکی اسے نہیں بھولتی تھی۔ اس کا ہچکیوں سے رونا' سوگوار حسن' حزن و ملال سے سوجی آنکھیں اسے ہمیشہ یاد آ کر ڈسٹرب کر دیا کرتی تھیں۔ اس نے رضوان کو بہت تاکید کی تھی کہ وہ لڑکی کو پولیس اور اخبارات کے چکر میں مت الجھائے۔ پاکستان کی پولیس کسی اغواشدہ لڑکی کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے اور پریس کس کس طرح کا کیچڑ اچھالتا ہے۔ نیناں کے حادثے نے اسے سمجھا دیا تھا۔ اس سے بہتر بھلا کون جان سکتا تھا اس دکھ کو...! رضوان نے اس واقعے کو اپنے طور پر سنبھال لیا تھا۔ لڑکی کے حواس میں آنے کے بعد اس نے اپنا نام لائبہ افتخار بتایا تھا۔ اس کے بارے میں

ساری معلومات حاصل کرنے کے بعد رضوان نے فون کر کے سب بتا کر اس کے مشورے پر ہی اس کی فیملی سے رابطہ کیا تھا۔اس کیس کو دونوں نے بہت ہی خلوص سے حل کروانے کی کوشش کی تھی۔پولیس کو انوالو کیے بغیر' مگر یہ دونوں ہی جانتے تھے کہ یہ سارا کیس پولیس کے ذریعے ہی حل ہو رہا ہے۔اپنی طرف سے تو دونوں نے پوری کوشش کی تھی کہ لڑکی کی ذات غلط الزامات' بے بنیاد اسکینڈلز سے محفوظ رہے مگر وہ لائبہ افتخار کو بعد میں آنے والی اذیتوں سے نہ بچا سکا۔زوہیب شاہ نے اس کے اغواء کو کچھ اور ہی رنگ دے دیا تھا۔

اسلحہ کی اسمگلنگ اور اس اڈے کی ساری ذمہ داری عدیم خان کے والد پر عائد کر دی گئی تھی۔یہ کاروبار دونوں مل کر ہی کر رہے تھے۔اس دفعہ بھی ان کی بہت کوششوں اور ان تھک محنت کے باوجود زوہیب شاہ نے خود کو صاف بچا لیا تھا اور عدیم خان کا باپ اس دفعہ سولی پر چڑھ گیا تھا۔لائبہ کی جو کردار کشی کی گئی تھی وہ تو ایک طرف زوہیب شاہ تو اس بات سے بھی منکر ہو گیا تھا کہ اس نے کبھی افتخار

WWW.NOVELSCLUBB.COM

صاحب پر دو اڑھائی کروڑ کا گھپلا کرنے پر زور بھی ڈالا ہے جب کہ الٹا کیس افتخار صاحب کے خلاف ہو گیا تھا۔ان سب واقعات نے اسے بہت ڈسٹرب کر دیا تھا۔ دل تو چاہتا تھا کہ وہ زوہیب شاہ کو آنِ واحد میں ہی قتل کر دے جو اس کی بہن کی موت اور نہ جانے کتنی بے گناہ لڑکیوں کی بربادی کا ذمہ دار تھا۔ مگر رضوان نے سختی سے منع کر دیا تھا۔اسے کوئی قدم اٹھانے نہیں دیا تھا اور وہ بے بسی کے ساتھ سب دیکھتا رہا۔اس واقعے کے بعد رضوان نے لائبہ کی فیملی سے رابطہ کیا تھا اور نہ ہی فوزان نے خود چاہا۔ان سب باتوں کے باوجود اسے لائبہ ہر مقام پر یاد آتی رہی تھی۔جب بھی بابا' رضوان' انیقہ' شہناں اور زبیر وزبیا وغیرہ نے اسے شادی کرنے پر زور دیا ہر دفعہ ہی وہی آنسوئوں سے تر چہرہ اور گہری گرے گرین بھیگی آنکھیں اس کے سامنے آجاتی تھیں۔وہ ہر دفعہ گھبرا کر اپنے ہی جذبوں کی نفی کرنے بیٹھ جاتا تھا۔وہ لڑکی اغواء ہوئی تھی۔اس نے پورے خلوص سے اس کی مدد کی تھی اور رضوان نے باقی ماندہ کیس حل کیا تھا' اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔وہ

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہر بار اپنے دل کو سمجھاتا تھا مگر دل کی تکرار کچھ اور تھی، جوان دلائل کے بعد اور بھی بڑھ جاتی تھی۔ پھر وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا خبر اب اس لڑکی کی کہیں شادی ہو گئی ہو یا پھر وہ کہیں منسوب ہو یا پھر...! وہ ہمیشہ اسی قسم کی باتیں سوچتا رہتا تھا اور ہمیشہ خود کو ٹال جاتا تھا۔ اس نے اس اذیت کو برداشت کر لیا تھا مگر وہ کسی اور اذیت سے دوچار نہیں ہونا چاہتا تھا جو اس کی ذات کے متعلق معلومات حاصل کروانے کے بعد اسے ملتی، اس لیے اس نے دل کے بہت کہنے کے باوجود خود کو ہمیشہ سمجھا لیا۔ اس نے اس کی طلب نہیں کی تھی۔ ہاں اس نے خود کو لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی محبت ضرور کی تھی۔ بس وہ ہمیشہ یہی دعا کرتا رہا تھا کہ وہ جہاں بھی رہے خوش رہے مگر اس کی کوئی دعا قبول نہیں ہوئی تھی۔ اس حقیقت کا ادراک اسے اس وقت ہوا جب برسوں بعد اچانک اسے دوبارہ اپنے آفس میں دیکھا تو یقین ہی نہ کر پایا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی وہی ہے جو ایک عرصے سے اس کے خوابوں میں آباد ہے، جس کے تصور سے اس کے دل کو تازگی ملتی ہے۔ جس کی یاد

www.novelsclubb.com

کو سینے سے لگائے اس نے بابا کی خواہش کو بھی ٹال دیا تھا۔ زیبا کی شادی کر دی' زبیر بھی شادی کے قابل تھا۔ اگر کچھ نہیں سوچا تھا تو صرف اپنے بارے میں...!

لائبہ افتخار کا اسے دوبارہ ملنا دکھ سے دوچار کر گیا تھا۔ وہ اس کی دکھ و غم سے لبریز آنکھیں دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ اس کی ایک دعا ایک کوشش بھی کامیاب نہیں ہوئی تھی۔ وہ جس اذیت ناک موڑ پر کھڑی ہے' وہاں موت کے سوا کوئی رستہ نہیں جاتا۔ تب اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ اس بار اپنی لایعنی سوچوں میں گھر کر اسے نہیں کھوئے گا۔ وہ ابھی بھی تنہا تھی اپنی بہن کے ساتھ رہ رہی تھی یہ بات وہ پہلی ملاقات میں ہی جان گیا تھا اور اس رات جب اس پر یہ انکشاف ہوا کہ رمیز سے اس کا نکاح ہوا تھا اور پھر طلاق بھی ہو گئی تھی۔ یہ تلخ حقیقت جان کر دکھ اس بات کا نہیں ہوا تھا کہ وہ ایک طلاق یافتہ لڑکی ہے دکھ تو اسے اس بات کا ہوا کہ کسی شخص نے اس قدر اچھی حیادار لڑکی کو بغیر سوچے سمجھے سچائی پرکھے بناء ناکردہ گناہ کی سزا دے دی۔ اس وقت اسے کوئی بھی تسلی دینا یا اس کے آنسو صاف کرنا اسے بہت کم

لگا اسی لیے خاموشی سے اٹھ آیا تھا۔ارادہ اسے مکمل طور پر اپنانے کا تھا۔ مگر بعد کے حالات نے تو اس کو بالکل بھونچکا کر کے رکھ دیا تھا۔ بابا کی وہ خواہش جو وہ ایک عرصے سے پوری نہیں کر پایا تھا وہ خواہش زبیر نے پوری کر دی تھی۔بس لڑکی وہ نہیں تھی جو دونوں چاہتے تھے۔زبیر نے اسے یہی بتایا تھا کہ اس کی دلچسپی و جذبات یکطرفہ تھے۔ضوفشاں نے کبھی بھی اس کی پزیرائی نہیں کی تھی۔اس نے زبیر کی بات پر یقین کر لیا تھا۔ مگر ڈاکٹر کی زبانی ضوفشاں کی حالت اور اس کو لگنے والے شاک کی وجہ جان کر وہ خود کو ایک دفعہ پھر دکھی کر گیا تھا۔وہ انجانے میں ہی سہی' لائبہ اور ضوفشاں کے لیے اذیت و پریشانی کا باعث بن گیا تھا۔زبیر کا تو اس معاملے میں کوئی قصور نہیں تھا۔ جس قدر قصوروار وہ خود کو سمجھ رہا تھا۔اس نے دو دلوں میں اپنی ایک خواہش ڈالی تھی۔پوری سچائی اور خلوص کے ساتھ ان کے ملاپ کی کوششیں بھی کی تھیں مگر اس کی کی گئی تمام کوششوں کا نتیجہ الٹا نکلا تھا۔ ضوفشاں موت کے منہ سے واپس لوٹی تھی اس کا ازالہ وہ کیسے کر پائے گا۔اس نے

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تو لائبہ کو کبھی انجانے میں بھی دکھ دینے کا نہیں سوچا تھا مگر یہ بات اب اسے مسلسل اذیت و تکلیف سے دوچار کر رہی تھی۔

زرد موسم کے دکھ

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 12

گھر سے نکلتے ہی اس نے پہلی فرصت میں موبائل فون پر شہود علوی کے گھر رابطہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"کیسی ہیں آپ؟" لائبہ کی آواز سنتے ہی اس نے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں' اللہ کا شکر ہے۔ اتنی صبح صبح کیسے فون کیا؟ خیریت ہے نا!" وہ شاید اس کی آواز سن کر پریشان ہو گئی تھی آواز سے تو یہی لگا۔

"جی، خیریت ہی تھی میں آفس جا رہا تھا سوچا راستے میں اسپتال کا بھی ایک چکر لگا لوں۔انیقہ آپی کو کھانا بھی بھجوانا تھا اگر آپ بھی چل رہی ہیں تو میں آپ کو پک کر لوں؟"اس نے بہت خلوص سے پیش کش کی۔

"شکریہ فوزان صدیقی صاحب! ابھی تو میں تیار نہیں ہوئی۔میں خود ہی چلی جاؤں گی۔آپ آنے کی زحمت مت کیجیے گا۔"بہت محتاط لہجے میں انکار کرتے ہوئے لائبہ نے فون بند کر دیا تھا۔فوزان نے موبائل فون کو گھورتے ایک طویل سرد آہ کھینچی پھر اپنی سی حرکت پر خود بھی مسکرا دیا۔اسپتال کا ایک چکر لگا کر انیقہ آپی کو کھانا دے کر وہ آفس آ گیا تھا۔دوپہر کو گھر فون کر کے خادم حسین کو اپنے نہ آنے کی اطلاع دے کر وہ سیدھا اسپتال پہنچا تھا۔

www.novelsclubb.com

سامنے ہی وہ انیقہ کے ساتھ کسی بات پر مسکراتے بہت خوش ہو رہی تھی۔سارا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ضوفی اپنے ہاتھوں سے سوپ پی رہی تھی۔وہ دستک دے کر اندر داخل ہوا تو لائبہ کے مسکراتے لب اس پر نظر پڑتے ہی خود بخود ساکت ہو گئے۔

غیر محسوس طریقے سے وہ اس کی طرف سے رخ بدل کر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔اس کے آنے سے پہلے بھی وہ اور انیقہ یہی کام کر رہی تھیں۔

"کیا حال ہے ضوفی تمہارا؟"اس کے بستر کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھتے اس نے پوچھا۔تو ضوفی مسکراتے ہوئے سر ہلا گئی۔

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں بھائی! مگر یہ جو ڈاکٹر ہیں نا! یہ مطمئن نہیں ہو رہے۔پتا نہیں کب چھٹی دیں گے۔ایمان سے میں تنگ آ گئی ہوں اس بستر سے...!"منہ بسورتے وہ واقعی کافی حد تک اکتائی ہوئی لگ رہی تھی۔فوزان اور انیقہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"بھائی آپ پری کو سمجھائیں یہ تو ڈاکٹرز سے بھی زیادہ فکر مند ہو رہی ہیں۔مجھے تو لگتا ہے اگر میں ایک ہفتہ مزید یہاں ایڈمٹ رہی تو میرا وزن بڑھ کر ضرور ٹنوں

میں ہو جائے گا۔" مسکراتے ہوئے وہ بہت ہشاش' بشاش تھی۔پری بھی مسکرا اٹھی۔تاہم اسے خشمگیں نظروں سے ضرور نوازا تھا۔

"اب تو تم یہی کہو گی' ٹھیک جو ہو گئی ہو۔انیقہ آپی! آپ کو نہیں پتا اس نے کیسے میری جان نکال دی تھی۔وہ رات میں زندگی بھر نہیں بھول سکتی۔اس نے تو صرف خون آلود قے کی تھی میرا تو ویسے ہی خون سوکھ گیا تھا۔اب یہ بولنے کے قابل ہوئی ہے تو باتیں بھی آگئی ہیں۔" خفگی سے کہتے اور ضوفی کو گھورتے ہوئے اس نے انیقہ آپی کو مخاطب کیا تو فوزان بے ساختہ مسکرا دیا تھا۔ایک نظر سے ہی اس کا تفصیلی جائزہ لیا۔وہ کافی مطمئن و آسودہ تھی۔لباس سے بھی اور ذہنی طور پر بھی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا کیا فوزان تم چلے آئے۔لائبہ یہاں آگئی ہے۔یہ رات تک یہیں رہے گی میں اس دوران گھر کا چکر لگا لوں۔بچوں نے اپنی دادی کو تنگ کرنے میں نجانے گھر کی کیا حالت بنا رکھی ہو گی۔" کھانا کھاتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپی آپ کا بہت بہت شکریہ! آپ بے فکر ہو کر جائیں۔ شام تک شہود بھائی آجائیں گے وہ رات یہیں رکیں گے۔ میں نے کل گھر جاتے ہی ان کو فون کر دیا تھا اور ساری صورت حال بتادی تھی۔"

"یعنی کہ اب ہماری چھٹی! یعنی اب مجھے دوبارہ یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ اچھی بات کہی تم نے...!" وہ شاید برا مان گئی تھیں لائبہ نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا۔

"نہیں آپی میرا یہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔ آپ ساری رات یہاں گزار کر تھک گئی ہوں گی۔ پھر شاید کل یا پرسوں ضوفی ڈسچارج بھی ہو جائے۔ میں تو بس اسی لیے کہہ رہی تھی، اگر آپ کو برا لگا ہے تو رئیلی آئی ایم سوری۔"

www.novelsclubb.com

.../...

شہود بھائی کے آتے ہی سارے مسئلے حل ہو گئے تھے۔ ان کے آنے کے بعد وہ بھائیوں والا مان جو اسے ان پر ہمیشہ سے تھا مزید بڑھا تھا۔ انہوں نے آتے ہی اسے

پہلے تو اطلاع نہ کرنے پر خوب ڈانٹا پھر محبت و پیار سے سب ذمہ داریاں اٹھالیں۔وہ ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی اس محبت کے مظاہرے پر نہال ہو گئی تھی۔ تین دن کے بعد ہی ضوفی ڈسچارج بھی ہو گئی۔ڈاکٹر کے اسپیشل ٹریٹمنٹ نے اسے خاصا بہتر کر دیا تھا۔اس کے ایک ہفتے بعد ہی بھابی اور وقاص بھی آ گئے پھر سب کچھ بہتر ہوتا چلا گیا۔انیقہ آپی اس کے بعد بھی اکثر فون پر بات کر لیتیں یا پھر چکر لگا لیتی تھیں جب کہ جب تک ضوفی اسپتال میں رہی، فوزان روز چکر لگاتا تھا بعد میں گھر منتقل ہوتے ہی اس نے آنا چھوڑ دیا تھا۔ایک دو فون ضرور کیے تھے جو ضوفی اور شہود بھیا نے ہی ریسیو کیے تھے۔البتہ اس سارے عرصے میں ایک حیرت کی بات یہ ہوئی ضوفی کے گھر آنے کے بعد ڈاکٹر عطیہ اور ڈاکٹر ذوالقرنین بھی ایک دفعہ اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ان کی والدہ محترمہ نے جس انداز میں لائبہ اور ضوفی کو لپٹا لپٹا کر پیار کیا تھا اس بات نے دونوں کو خاصا مشکوک کر دیا تھا۔دن پھر ایک دفعہ اپنے معمول پر آ گئے۔زندگی اسی نہج پر چلنے لگی۔ضوفی سینٹر چلی جاتی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی اور وہ یونیورسٹی۔ مسز فاروقی بھی اپنی فیملی سمیت آگئی تھیں۔ چوکیدار کی فیملی ان کے پورشن کے بجائے اب بھیا بھابی والے پورشن میں رہنے لگی۔ انہوں نے جس انداز میں ضوفی اور لائبہ کی مدد کی تھی' بھیا اور بھابی نے بطور خاص ان کا شکریہ ادا کرتے انہیں اپنے گھر والے سرونٹ کوارٹر میں رہنے کی پیش کش کی تھی۔ جسے کچھ پش و پیش کے بعد انہوں نے قبول کر لیا تھا۔ ڈاکٹر عطیہ 'ان کی والدہ اور دیگر بہنیں ضوفشاں کے لیے ڈاکٹر ذوالقرنین کا رشتہ لے کر آئی تھیں۔ لائبہ تو سن کر اس قدر حیران ہوئی کہ کوئی فیصلہ ہی نہ کر پائی۔ ضوفی بھیا اور بھابی کی بھی کم و بیش یہی حالت تھی۔ زبیر صدیقی کے بعد یہ کوئی پہلا معقول پروپوزل تھا جو ضوفی کے لیے آیا تھا۔ بھیا اور بھابی اس رشتے پر بہت خوش تھے۔ ڈاکٹر ذوالقرنین سب جانتا تھا۔ ضوفی اور لائبہ کے متعلق اسے سب خبر تھی اس کے باجود اس نے یہ رشتہ بھیجا تھا۔ لائبہ اور ضوفی کے لیے حیرت کا ہی تو مقام تھا۔ ضوفی سمیت کسی کو بھی اعتراض نہیں تھا سو ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد انہوں نے ہاں کہہ

www.novelsclubb.com

دی تھی۔ڈاکٹر ذوالقرنین کی والدہ محترمہ کافی عرصہ سے ان کے لیے کوئی لڑکی ڈھونڈ رہی تھیں۔ جیسے ہی ڈاکٹر ذوالقرنین نے ضوفشاں کا نام لیا اور بھیا بھابی نے ہاں کہی' ان کی والدہ نے ہتھیلی پر سرسوں جمانے والا معاملہ کیا تھا۔ منگنی کی انگوٹھی پہنانے آئیں تو شادی کی تاریخ لے کر ہی اٹھی تھیں۔ درمیان میں صرف ایک ماہ کا عرصہ باقی تھا۔اب اس قدر عجلت میں شادی کی تیاریاں کرنا اس قدر مشکل تھا کہ لائبہ کے ہاتھ پائوں پھولنے لگے۔خدا خدا کر کے توضوفی کی قسمت کھلی تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ دنیا جہان کی چیزیں اس کے لیے خرید لے۔ کپڑے' زیور' فرنیچر سامان کہیں بھی وہ کمی نہیں آنے دے رہی تھی۔ماما' پاپا کا جمع شدہ زیور روپیہ سامان بہت تھا۔بینک میں بھی اچھی خاصی رقم تھی۔کچھ شہود بھائی بھی ہر ماہ بزنس میں سے ان کا حصہ انہیں دیتے رہتے تھے اپنے طور پر بھی وہ بہت کچھ کر رہے تھے۔ کوئی پریشانی نہیں تھی۔ بڑی بڑی ذمہ داریاں انہوں نے اپنے ذمہ لے رکھی تھیں۔بھابی مسز فاروق اور وہ خود سب تیاریاں کر رہی تھیں۔ کبھی کبھار انیقہ

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آپی بھی آجاتیں تو رونق دوبالا ہو جاتی۔اس سارے عرصے میں لائبہ بہت مطمئین وآسودہ تھی۔اتنی خوش تو وہ ساری زندگی میں کبھی بھی نہیں ہوئی تھی،جس قدر وہ اب رہنے لگی تھی۔انیقہ آپی کے ساتھ ایک دو دفعہ ان کی چھوٹی بہنیں زیبا اور شہناں بھی آئی تھیں۔وہ دونوں ہی اسلام آباد آئی ہوئی تھیں۔انیقہ کے ساتھ ان کے ہاں بھی ملنے آئی تھیں۔دونوں بہنوں سے مل کر سب کو خوشی ہوئی تھی۔ بہت ہی خلوص سے اس نے دونوں کو ضوفی کی شادی کے دعوت نامے دیے تھے۔ جو انہوں نے بہت ہی محبت سے قبول کر لیے تھے۔اس دن وہ اور ضوفی مسز فاروقی کے ساتھ شاپنگ کر کے لوٹیں تو سامنے ہی لائونج میں انیقہ آپی،زیبا،شہناں اور حامد صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔انہیں دیکھ کر دونوں بہنوں نے خوشی کا اظہار کیا تھا۔سلام دعا کے بعد وہ ان کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔مگر جلد ہی ان کی باتوں سے لائبہ کو کسی خاص بات کا احساس ہوا تو وہ فوراً کمرے میں آگئی۔بے تابی سے بھابی کا انتظار کرنے لگی۔جب وہ اندر آئیں تو اس نے انہیں روک لیا۔

www.novelsclubb.com

''یہ انیقہ آپی کس مقصد کے لیے آئی ہیں؟''بھابی نے لائبہ کے چہرے کو دیکھا جہاں غصہ صاف نظر آرہا تھا۔

''فوزان صدیقی کے لیے تمہارا رشتہ مانگنے آئی ہیں۔''انہوں نے رسانیت سے بتایا تو وہ پھٹ پڑی۔

''کیوں...! کس سے پوچھ کر یہ رشتہ لائی ہیں؟''بھابی نے اس بار کچھ چونک کر لائبہ کو دیکھا پھر سر نفی میں ہلا دیا۔

''جہاں بیری ہو وہاں پتھر تو آتے ہی ہیں۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ اتنا اچھا رشتہ آیا ہے۔''

''نہیں بھابی، میں نے کبھی بھی شادی کی خواہش نہیں کی۔ میں اپنی زندگی پر بہت مطمئن ہوں۔ میری سب سے بڑی خواہش ضوفی کی شادی تھی۔ اب مجھے کچھ نہیں چاہیے پلیز! آپ انہیں فوراً انکار کر دیں۔''

"لائبہ تم...!" بھابی نے کچھ کہنا چاہا تو لائبہ نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

"بھابی پلیز! میں ان لوگوں کی بہت عزت کرتی ہوں۔ فوزان صدیقی کا میں بہت احترام کرتی ہوں۔ پلیز انہیں کہیں یہ احترام باقی رہنے دیں۔ مجھے یہ سب منظور نہیں؟ میں زندگی میں کبھی بھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ فوزان بہت اچھا انسان ہے۔ مگر مجھے پھر بھی قبول نہیں۔ ایک دفعہ ماما پاپا نے کوشش کی تھی اور مجھے میری قسمت کا لکھا مل گیا۔ وہ دونوں اس دنیا سے چلے گئے اور میرے دل میں موجود ہر جذبہ مر گیا۔ اب دوبارہ ایسا کوئی ڈرامہ مت کیجیے گا پلیز...!" وہ دوٹوک انداز میں انکار کر کے باتھ روم میں گھس گئی۔ بھابی تو دیکھتی رہ گئیں۔

.../...

www.novelsclubb.com

"پری پلیز! کیوں انکار کر رہی ہیں آپ؟ مان کیوں نہیں جاتیں؟" بھابی بھیا سے سمجھا بجھا کر جب تھک گئے تو ضوفی اس کا سر کھانے کو آ بیٹھی۔ اس نے بڑے دکھ

سے اسے دیکھا۔ کوئی بھی تو اس کے جذبات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا تھا۔ سب فوزان صدیقی کے ہی حامی تھے۔ ان کے نزدیک اس کے انکار کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی۔

"یہ ناممکن ہے ضوفی! میں نے کبھی بھی اس شخص کے متعلق ایسا کچھ نہیں سوچا' وہ مجھے اچھا لگتا تھا اور اب بھی لگتا ہے۔ صرف اس لیے کہ اس نے اور لوگوں کی طرح میری ذات پر کیچڑ نہیں اچھالا۔ اس نے میری اس وقت مدد کی جب ہم دونوں سرے سے ایک دوسرے کو جانتے نہیں تھے۔ اس نے میرے بارے میں سوچا' یہ میرے لیے عزت کا مقام ہے۔ اس نے مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا میں اس کی خواہش و جذبات کی قدر کرتی ہوں۔ وہ میرے متعلق ایسے خاص احساسات جنہیں وہ محبت کہتا ہے' رکھتا ہے تو میں سوائے اسے احترام دینے کے اور کچھ نہیں کر سکتی۔ اس کی ان باتوں کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں اس سے ایک نیا تعلق جوڑ لوں۔ ضوفی! تم یہ مت بھولو کہ میں ایک طلاق یافتہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

لڑکی ہوں۔میری زندگی میں صرف ایک شخص آیا تھااور وہ شخص رمیز تھا۔اس کے بعد نہ تودل کی لوح پر کوئی اور نام لکھا گیااور نہ اس بستی میں وہ پھول کھلا جیسے جذبہ کہتے ہیں۔اس شخص نے مجھے طلاق دے دی۔اس کے باوجود برسوں بعد بھی میں اسے نہیں بھول پائی۔اس کی بے وفائی کے بعد میرا دل اسی طرح مردہ ہے۔ جس میں فوزان کے نام کا کوئی جذبہ بے دار نہیں ہو سکتا۔کیا انکار کرنے کے لیے یہ وجہ کم ہے؟دل میں کوئی اور شخص ہے اور میں شادی کسی اور شخص سے کروں؟ نہیں ضوفی !اس امر سے اسے اور مجھے اذیت و تکلیف کے سوااور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔نہیں ضوفی !مجھ سے یہ خیانت نہیں ہو گی۔مجھ سے یہ توقع مت رکھو۔"

ضوفی تاسف سے لائبہ کو دیکھتی رہی جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ ہو۔وہ یہ تو جانتی تھی کہ لائبہ ابھی تک رمیز کو نہیں بھول پائی مگر اس حد تک نہیں بھولی امید نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ صرف ایک گھٹیا، پرلے درجے کی ذلیل شخص کے خاطر خود پر زندگی بھر کی خوشیاں حرام کر رہی ہیں؟ وہ بے وفا شخص آپ جیسی، نکھری، اجلی سوچ رکھنے والی لڑکی کے قابل ہی نہیں تھا۔ اچھا ہوا وقت نے خود ہی سچ اور جھوٹ میں فیصلہ کر دیا۔ اگر وہ آپ کو طلاق نہ دیتا اور شادی کے بعد آپ کی کردار کشی کرتا تو پھر آپ کیا کر لیتیں؟ اب تو ایک بھرم باقی ہے وہ بھی نہ رہتا تو پھر آپ کہاں جاتیں؟ اچھا ہوا، اللہ نے فیصلہ کر دیا۔ قسمت سے اللہ آپ کی جھولی میں کچھ خوشیاں ڈال رہا ہے تو آپ کیوں ناشکری کر رہی ہیں؟"

"پلیز ضوفی! میں اس شخص سے شادی نہیں کر سکتی تم تو کم از کم مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں اسے کچھ نہیں دے سکتی۔ میں اس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں نباہ سکتی۔" وہ بڑی شدت سے رو پڑی۔ ضوفی نے اسے بازوؤں میں گھیر لیا۔

"تم نے زبیر صدیقی کے لیے انکار کیا تو میں نے تمہیں مجبور نہیں کیا تھا۔ تم بھی مجھے مجبور مت کرو پلیز ضوفی! میری بات مان لو۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پری! میں نے زبیر صدیقی کے لیے صحیح انکار کیا تھا۔ہاں مجھے اس کی شادی کا سن کر وقتی طور پر بہت دکھ ہوا تھا۔یہ بھی سچ ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگی تھی مگر اس کی بھی ایک وجہ تھی اور وہ وجہ آپ اور فوزان بھائی تھے۔مجھے صرف یہ دکھ چین نہیں لینے دیتا تھا کہ اگر میری وجہ سے آپ دونوں کی زندگی میں کوئی خوشی آرہی تھی تو پھر میں نے اتنی خود غرضی کا مظاہرہ کیوں کیا؟ میں آپ دونوں کے ساتھ ناانصافی کیوں کر گئی؟ زبیر کے متعلق جو بھی جذبات تھے' وہ بھی وقتی نہیں تھے۔میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی یہ بھی حقیقت تھی۔ڈاکٹر ذوالقرنین سے میری اس فیصلے پر بات چیت بھی ہوئی تھی۔وہ میرا مسئلہ سمجھ گئے تھے۔انہوں نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تو میں نے پورے خلوص اور ایمان داری سے اپنے تجزیہ کے بعد آپ اور بھیا سے بات کرنے کو کہہ دیا۔میں صرف اسی لیے راضی ہوئی ہوں کہ میں آپ کو کوئی دکھ نہیں دینا چاہتی تھی۔اسی لیے اب آپ کو بھی میری بات ماننا ہو گی۔ورنہ پری میں یہ شادی ہی نہیں کروں گی۔"

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ضوفی!" ضوفی کی اس دھمکی پر اس نے اسے نہیں دیکھا تو وہ اٹھ کر چلی گئی۔ لائبہ کو اپنا آپ کسی گہرے کنوئیں میں گرتا محسوس ہوا۔

.../...

وہ ضوفی کو اپنا موقف سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھی۔ وہ رمیز والی وجہ کو ماننے پر آمادہ نہیں تھی۔ اس کے نزدیک یہ سراسر حماقت تھی۔ کسی کی خاطر اپنی خوشیاں تج دنیا بے وقوفی ہی تو تھی۔ لائبہ کا دل اس بندھن پر بھی کسی طرح آمادہ نہیں تھا۔ ایک شخص اسے زندگی بھر کی خوشیوں سے بے اعتبار کر گیا تھا۔ اس نے صرف ایک شخص سے محبت کی تھی اور وہی اسے نفرت کرنے پر مجبور کر گیا۔ اس کے بعد اس نے نہ کبھی اپنے بارے میں سوچا تھا اور نہ سوچنا چاہتی تھی اور اب تو وہ چاہنے کے باوجود فوزان صدیقی کے لیے کوئی خاص جذبات محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ بہت خاموشی سے سب کام کرتی گئی۔ ضوفی کی مایوں تھی۔ شادی سے تین دن پہلے یہ فنکشن رکھا گیا تھا۔ دوسرے دن ڈاکٹر ذوالقرنین کے ہاں رسم تھی۔ درمیان کا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دن فارغ تھا۔ ضوفی اس سے فوزان کے لیے انکار پر ناراض تھی۔ دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرائے اپنے اپنے کاموں میں مگن تھیں۔

شام تک مہمان آنا شروع ہو گئے تو وہ سب کچھ بھلا کر گھن چکر بن گئی۔ مسز فاروقی برابر اس کا ہاتھ بٹا رہی تھیں۔ بھابی مہمانوں میں مصروف تھیں۔ وہ کمرے میں آئی تو ضوفی منہ بنا کر بیٹھی ہوئی تھی۔ لائبہ کو اس کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر ہنسی آ گئی۔

"ارے لڑکی! یہ تھوبڑا شریف کیوں سوجا ہوا ہے؟ تھوڑی دیر بعد تو محترمہ کے سسرالی آنے والے ہیں۔ کچھ تو خیال کرو۔"

"آپ میرا خیال کر رہی ہیں جو میں آپ کا خیال کروں؟" کاٹ دار آواز لائبہ کے کانوں میں اتری تو اس نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"بہت ناراض ہے میری پیاری گڑیا!" آج کل ضوفی پر ٹوٹ کر روپ آ رہا تھا۔ کچھ فطری شرم و جھجک اور حیا نے اسے اور پر بہار بنا دیا تھا۔ ابٹن اور موتیے کی مہک اس

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے بدن سے اٹھ رہی تھی۔ سادہ' شرمایا' لجایا' ان چھوا حسن لائبہ کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔ بے اختیار اس کی پیشانی چوم لی۔

''مجھ سے بات نہیں کریں۔'' ضوفی نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس نے ایک بے بس نگاہ ڈالی۔ ''میں سچ کہہ رہی ہوں اگر آپ نے ہاں نہ کہی تو میں نکاح کے وقت نکاح کی شرط ہی یہی رکھ دوں گی۔ پھر مجھے مت کہیے گا۔'' ضوفشاں اتنی ہی بے باک تھی' وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔ لائبہ نے اسے سختی سے ٹوک دیا۔

ضوفی! حد میں رہو۔ ہر انسان کو اپنی زندگی جینے کا حق حاصل ہے۔ میں نے تم پر زبیر کے لیے زور زبردستی نہیں کی تھی اور نہ اب کر رہی ہوں جو جی چاہے کرنا مگر یہ بھی مت بھولنا تم اپنی حرکت کی ذمہ دار خود ہو گی۔ اپنی بات پر ضرور عمل درآمد کرنا مگر یاد رکھو پھر کبھی میری تم شکل نہیں دیکھ سکو گی۔'' اتنی محبت سے شروع کی جانے والی بات اس قدر بدمزگی پر آکر ختم ہو گی۔ لائبہ خاموشی سے اپنی بھیگی

آنکھیں لیے کمرے سے باہر آگئی۔ضوفی تو بس لائبہ کے سخت رویہ پر دیکھتی رہ گئی تھی۔

باہر انیقہ اور اس کی بہنیں حسبِ وعدہ آگئی تھیں۔اگر درمیان میں فوزان کے رشتے والا معاملہ نہ ہوتا تو اب اس وقت اسے ان کی آمد کی سب سے زیادہ خوشی ہوتی۔بہت بجھے دل اور اوپری مسکراہٹ لیے ان سے ملی۔تھوڑی دیر میزبانی کے فرائض نباہنے کے بعد اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ اندر ضوفشاں کے پاس صرف کپڑے چینج کرنے گئی تھی۔مگر ضوفی کی بات پر اتنا غصہ آگیا تھا کہ یونہی بنا کپڑے بدلے واپس آگئی تھی۔اب انہی مسلے سلوٹوں والے کپڑوں میں وہ مصروف تھی۔کئی بار چپکے چپکے اپنی آنکھیں بھی صاف کر چکی تھی۔لائبہ کو اب اپنے سخت رویے کا احساس ہو رہا تھا۔اب تو ضوفی صرف تین دن کی مہمان تھی۔اسے اس کے ساتھ اس قدر سخت لب و لہجے میں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔اپنی غلطی کا احساس ہوا تو کمرے میں آگئی۔ضوفی رو رہی تھی اس نے تڑپ کر اسے گلے لگا لیا۔

"آئی ایم سوری ضوفی...رئیلی سوری...!" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے گلوگیر آواز میں بار بار یہی الفاظ دہرا رہی تھی۔انیقہ اندر داخل ہوئی تو اندر کا منظر دیکھ کر مسکرائی اٹھی۔

"ارے دلہن کا رونا تو سمجھ میں آرہا ہے۔تم کیوں نیر بہا رہی ہو؟" انیقہ نے دونوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کیا۔دونوں نے ہی ایک دوسرے سے نظریں چرائیں اپنے چہرے صاف کیے۔

"آپ تیار نہیں ہوئیں؟" ضوفی کا دھیان اس کے کپڑوں کی طرف گیا تو پوچھا۔

"بس ہونے ہی والی تھی۔" وہ انیقہ کی طرف دیکھے بغیر اٹھنے لگی تو ضوفی نے ہاتھ پکڑ لیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ نہالیں۔میں آپ کے کپڑے نکالتی ہوں۔" ضوفی بھی اس کی طرح خوشی و غم کی سی کیفیت میں مبتلا تھی۔ماما' پاپا کی کمی دونوں کو بڑی شدت سے محسوس ہو

WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہی تھی۔لائبہ کچھ بھی کہے بغیر باتھ روم میں گھس گئی پھر کمرے میں لوٹی تو انیقہ نہیں تھی۔اس نے شکر ادا کیا۔ضوفی کے منتخب کیے گئے کپڑے زیب تن کر کے' آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال سلجھانے لگی۔ضوفی نے اس کی خاطر مایوں کے لیے یہ سوٹ خریدا تھا۔عام معمول سے ہٹ کر رات کی تقریب کے لیے مہندی کا سوٹ تھا۔کڑھائی سے مزین کام بہت خوب صورت تھا۔مدتیں گزر گئی تھیں اسے ایسے کپڑے پہنے ہوئے۔اب تو وہ ہلکے رنگوں والے سادہ سے سوٹ پہنتی تھی۔آج صرف اس لیے پہن لیا کہ ضوفی محسوس نہ کرے۔بالوں کی حسبِ عادت وہ عام سی چٹیا بنانے والی تھی۔جب ضوفی نے اس کے ہاتھ سے برش کھینچ لیا۔

www.novelsclubb.com

"میری شادی کی آپ کو ذرا بھی خوشی نہیں۔مارے باندھے تیار ہو رہی ہیں۔کم از کم آج تو ہیئر اسٹائل بدلیں۔" کچھ جتانے والا انداز تھا۔کچھ کہنے کو لائبہ نے لب وا کیے پھر بھینچ لیے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جو بھی چاہتی ہو خود ہی کر دو۔ مجھے عام سا ہی تیار ہونا آتا ہے۔" وہ ضوفی کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی۔ اس کی خاطر آئینے کے سامنے بیٹھ گئی۔ وہ اس کے بالوں کا اسٹائل بنانے لگی تھی۔ فرنچ کم چٹیا دیکھ کر وہ بھونچکا ہی رہ گئی۔

"یہ کیا بنا دیا ہے تم نے؟" اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے اس نے ضوفی کو گھورا۔ وہ ستائشی نظروں سے سراہ رہی تھی۔ لائبہ کا دماغ گھومنے لگا۔

"زبردست پری! آپ نے تو خوامخواہ خود پر پابندی لگا رکھی ہے۔ دیکھیں ذرا سا ہیئر اسٹائل بدلنے سے آپ کتنی اچھوتی منفرد اور پیاری لگ رہی ہیں۔ کتنا سوٹ کر رہا ہے اس سوٹ پر آپ کو یہ ہیئر اسٹائل، چلیں اب میں آپ کا میک اپ بھی کرتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"نہیں ضوفی! بہت عجیب سا محسوس ہو رہا ہے یہ سب۔ عمر کے حساب سے یہ سب اچھا بھی لگتا ہے مذاق بنوائو گی تم میرا۔"

''ارے! کیا مطلب ہے آپ کا...؟ بھلا کیوں مذاق بنیں گی۔ بوڑھی تھوڑی ہیں آپ۔''ضوفی آنکھیں پھاڑے خود کو بوڑھا کہنے پر اسے گھور رہی تھی۔

''میری عمر کا اندازہ تم بہتر طور پر کر سکتی ہو۔''آئینے کے سامنے سے اٹھتے اس نے اسے باور کرایا تو وہ پر تاسف نظروں سے دیکھتی رہی۔

''انیتس سال ہی تو صرف عمر ہے آپ کی۔ یہاں آج رات آپ سے ڈبل عمر کی خواتین ہوں گی جو آدھ آدھ کلو میک اپ تھوپے چار چار بالوں میں جدید ہیئر اسٹائل بنوائے بوڑھی گھوڑی لال لگام کی مثال پر فٹ آ رہی ہوں گی۔ جب کہ آپ کی تو عمر ہی یہی ہے۔ بننے سنورنے کی...! آج آپ صرف میری بات مانیں گی بیٹھیں یہاں پر...!''اس نے لائبہ کو دوبارہ آئینے کے سامنے بٹھا دیا۔ پھر وہ نہ نہ کرتی رہی۔ اس نے ایک بھی تو نہیں سنی تھی۔ میک اپ' گجرے' چوڑیاں' نیکلس' بندے نجانے کیا الم غلم پہناتی گئی تھی۔ وہ تو آج اپنی اس کایا پلٹ پر ہی

حیران تھی۔وہ خود کو جتنا بھی کوس سکتی تھی'اس نے کوس لیا تھا۔اپنے آپ کو اس روپ میں دیکھ کر اچنبھا'شرمندگی اور تاسف اور نجانے کیا کیا محسوس ہو رہا تھا۔

''ماشاءاللہ!آج کی محفل صرف آپ کے نام ہو گی۔''اسے مکمل طور پر تیار کر کے دوپٹا سلیقے سے سر پر جما کر اس نے کہا تو وہ خود پر ضبط کرتے کرتے بھی جھینپ گئی۔

ایک مدت بعد وہ یوں اہتمام سے تیار ہوئی تھی۔آخری مرتبہ وہ شاید نائمہ کی شادی پر ہی تیار ہوئی تھی۔بہت اہتمام سے اپنے ہاتھوں میں مہندی لگائی تھی۔ اسے مہندی لگانا بہت اچھا لگتا تھا۔دل کھول کر سجی سنوری تھی پھر تو جیسے سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔اس کے اندر کی زندہ لڑکی مر گئی تھی اور آج برسوں بعد ضوفی پھر اسی مردہ لڑکی کو زندہ کرنے کے درپے تھی۔ضوفی کیا چاہ رہی تھی۔اس کی کیا خواہش تھی۔وہ سب سمجھ رہی تھی مگر وہ اس کی خواہش پوری نہیں کر سکتی تھی۔

''میں ذرا باہر جا رہی ہوں۔خبردار کوئی چیز بھی اتاری تو'اتنی دیر آپ یہاں بیٹھیں۔''وہ اسے ہدایت دے کر کمرے سے چلی گئی تو خالی الذہنی کیفیت میں

بیٹھی رہی۔ضوفی کیا کر رہی تھی اور اس سے مزید کیا چاہتی تھی' وہ الجھ گئی۔ابھی اسے خود سے الجھتے' لڑتے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا جب بھابی اور مسز فاروقی کے ہمراہ ضوفی کی نندیں' اس کی ساس آ گئیں۔

''ماشاءاللہ! بہت پیاری لگ رہی ہو۔''بھابی نے اس کی بلائیں لے ڈالیں۔

''چلیں کافی دیر ہو گئی ہے' وہاں سب انتظار کر رہے ہوں گے۔''مسز فاروقی نے بھی کہا تو بھابی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔لائبہ انہیں بس آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی۔ سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔اس کی زبان پر تالا تو ضوفی نے یہ سب پہنا کر اتنا بنا سنوار کر لگا دیا تھا۔رہی سہی عقل اب یہ خواتین زائل کرنے کے درپے تھیں۔

''ہم نے فوزان صدیقی کے لیے ہامی بھری ہے۔آج طے شدہ پروگرام کے مطابق وہ لوگ تمہیں انگوٹھی پہنائیں گے۔پلیز انکار نہیں کرنا۔ہماری عزت کا سوال ہے۔''ساتھ چلتے چلتے بھابی اس کے کان میں کہہ رہی تھیں۔آگے بڑھتے ہوئے

اس کے قدم ٹھٹک گئے تھے۔بے یقینی سے بھابی کو دیکھا۔ان کی آنکھوں میں سچائی واضح لکھی ہوئی تھی۔

"تم میری بہت اچھی بہن ہو' پلیز کوئی اعتراض مت کرنا۔ہم تمہاری بہتری اور بھلائی چاہتے ہیں۔ہماری خوشیوں کی خاطر مان جائو۔تمہارے بھائی کو تم پر بہت مان ہے۔اس مان کی خاطر انہوں نے بغیر تمہیں بتائے اور پوچھے اتنا بڑا قدم اٹھالیا ہے۔پلیز ان کا مان سلامت رکھنا اب تمہارے بھائی کی زبان کی عزت تمہاری مرضی میں ہے۔"بھابی بہت ہی دھیمے لہجے میں اس سے کہہ رہی تھیں۔اس نے ایک دم سر جھکالیا۔آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔مقابلہ اگر آمنے سامنے کا ہوتا تو وہ لڑتی بھی' یہاں تو اس کو بغیر لڑے ہی شکست قبول کر لینے کو کہا گیا تھا اور وہ اتنی مجبور تھی کہ سوائے اپنی ہار تسلیم کر لینے کے اس کے پاس کوئی اور چارہ بھی تو نہیں تھا۔اسے نہیں پتا چلا کہ کب بھابی اور مسز فاروقی نے اسے اسٹیج پر لا کر بٹھایا تھا کب فوزان کے بابا نے اسے انگوٹھی پہنائی تھی اور کب ضوفی کو مایوں پر بٹھایا گیا تھا۔کیا

کیا رسمیں ہوئی تھیں۔ کب کھانا کھلایا گیا تھا' کب مہمان رخصت ہوئے تھے۔ اسے تو کچھ بھی پتا نہیں چلا تھا۔ وہ تو صرف ایسے ہی چل پھر رہی تھی جیسے کوئی مجسمہ ہو جو بغیر کچھ کہے بغیر کچھ سنے صرف وہی کام کر رہا ہو جو اس کے اندر فیڈ کر دیا گیا ہو۔

سب کچھ طے شدہ پروگرام کے تحت بہ احسن طریق انجام پا گیا تھا۔ ضوفشاں بہت دھوم دھام کے ساتھ' عزت و شان سے رخصت ہو کر ڈاکٹر ذوالقرنین کے گھر چلی گئی تھی۔ اس کے باوجود اس کی چپ نہیں ٹوٹی تھی۔ جتنی ڈرامائی انداز میں اس کی منگنی ہوئی تھی اسی قدر وہ چپ اور گم صم ہو گئی تھی۔ منگنی کے بعد جب بھی بھیا اور بھابی اور ضوفی میں سے کسی نے بھی اسے سمجھانے کے لیے اپنے پاس بٹھایا وہ ہر بار موضوع بدل کر اٹھ جاتی تھی۔ انیقہ اور اس کی بہنوں کے ساتھ اس کی جو ہلکی پھلکی دوستی ہوئی تھی وہ بھی اس نے ختم کر دی تھی۔ رفتہ رفتہ اس نے ان کی فون کالز بھی ریسیو کرنا چھوڑ دی تھیں۔ ان میں سے جب بھی کوئی آتا' وہ ایک دو منٹ

رک کر کمرے میں بند ہو جاتی۔ بھیا اور بھابی اگر سب دیکھ اور سمجھ رہے تھے تو ضوفی بھی ہر بات جاننے کے باوجود چپ سادھنے پر مجبور تھی۔ لائبہ کسی سے بھی اس موضوع پر بات ہی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جس طرح اس نے خاموشی سے سب کی بات مان لی تھی' اسی طرح وہ خاموشی سے خود کو سب سے الگ تھلگ کرتی جا رہی تھی۔

''انیقہ نے ذوالقرنین کی فیملی کو ڈنر پر انوائٹ کیا ہے۔ ہمیں بھی فون کر کے دعوت دی ہے' تمہیں بھی ساتھ چلنا ہے۔'' بھابی نے تو ڈرتے ڈرتے اپنا مدعا بیان کیا تھا۔ اس کی طرف سے بالکل خاموشی رہی تو انہوں نے گہری سانس خارج کرتے اس کے پاس جگہ سنبھالی۔ ارادہ مزید کچھ کہنے کا تھا۔

www.novelsclubb.com

''ٹھیک ہے' میں چلی جاؤں گی۔'' بھابی کو یوں عمیق نظروں سے اپنا جائزہ لیتے دیکھ کر اسے کہنا پڑا' اس سے پہلے کہ بھابی مزید کچھ کہتیں' وہ خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ کچھ سوچتے ہوئے جیولری باکس سے رنگ نکال کر اپنی

انگلی میں پہن لی۔ جسے اس نے اسی رات کو کمرے میں آتے ہی اتار دیا تھا کسی نے انگوٹھی کے متعلق کچھ پوچھا تھا نہ اس کا اپنا دل پہننے کو چاہا تھا۔

بھابی' بھیا اور وقاص کے ہمراہ انیقہ کے گھر میں داخل ہوتے ہوئے بھی اس کی عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی۔ سب پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ منوفی اور ذوالقرنین بھی اپنی ماں اور بہن سمیت وہیں براجمان تھے۔ شہناں اور زیبا بھی اپنے اپنے شوہروں اور بچوں سمیت موجود تھیں۔ ان چاروں کا بھی بہت پرجوش خیر مقدم کیا گیا تھا۔

''لائبہ! تم ان سے ملو' یہ ہمارے بابا جان ہیں۔'' انیقہ نے تعارف کروایا تو وہیل چیئر پر بیٹھے ضعیف شخص کو اس نے سلام کیا۔ انہوں نے بہت محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ پھر ہاتھ تھام کر اپنے قریب سوفے پر بٹھا لیا۔ اسے یاد تھا منگنی کی انگوٹھی بابا نے خود پہنائی تھی۔ اس وقت اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ دھیان سے نہیں دیکھ پائی تھی۔ اب انیقہ کے گھر انہیں دیکھ کر وہ اسے اچھے لگے تھے۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ہو تم۔انیقہ' فوزان اور زبیر اکثر ذکر کرتے تھے۔بہت خوش نصیب ہے فوزان کہ اسے تم جیسی لڑکی نصیب ہوئی۔"ان کے لہجے میں محبت و شیرینی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔وہ خاموش ہی رہی۔ نظریں اٹھا کر ارد گرد دیکھا تو سب ہی تھے سوائے فوزان کے...! وہ منگنی والے دن بھی نہیں تھا۔شادی میں بھی کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔اسے تو یہ خبر بھی نہیں تھی کہ وہ شادی میں آیا بھی تھا یا نہیں۔

"انیقہ! کھانا لگوا دو سب آ گئے ہیں۔"حامد صاحب نے باتوں میں مصروف انیقہ سے کہا۔

"میں تو فوزان کا انتظار کر رہی ہوں' ابھی تک نہیں آیا۔میں نے اسے تاکید کی تھی کہ آج ذرا آفس سے جلدی اٹھ آئے۔"وہ سب کو بتا کر اندر چلی گئیں۔کھانے کے انتظام ڈائننگ روم کے بجائے انہوں نے باہر لان میں کیا تھا۔خاصا وسیع خوب صورت گھر تھا۔گھر کی آرائش و زیبائش سے گھر کے مکینوں کی امارت ٹپک رہی

تھی۔وہ پہلی دفعہ اس گھر میں آئی تھی۔خاموشی سے ایک طرف بیٹھ کر ہی سب کو دیکھتی رہی۔کھانے میں بھی اس کی توجہ نہ ہونے کے برابر تھی۔اسے تنہا دیکھ کر زیبا' شہناں اور ان دونوں کے شوہر اس کے قریب آ گئے۔وہ اس سے مختلف چھوٹے موٹے سوال کرتے رہے تھے۔وہ سر جھکائے مختصر جواب دیتی رہی۔کبھی کبھار سب میں مصروف ان کے بابا جان بھی پلٹ کر اپنی ہونے والی بہو کو محبت بھری نظروں سے دیکھ لیتے تھے تو اس کا جھکا سر مزید جھک جاتا۔

"بس' بھائی آ گئے۔" وہ زیبا کی کسی بات کا جواب دے رہی تھی جب شہناں کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔فوزان وردی میں ملبوس ان سب کی طرف آ گیا تھا۔ایک ایک کر کے وہ سب سے ہاتھ ملا رہا تھا۔وہ خوامخواہ پلیٹ میں چمچ چلانے لگی۔شہناں' رضوان' زیبا وغیرہ اٹھ کر فوزان کی طرف چلے گئے تھے۔

"یہ تمہارے آنے کا وقت ہے؟ تھوڑی دیر اور لگاتے تو پھر تمہیں برتن دھونے کو ہی ملتے۔" رضوان نے اس سے ہاتھ ملاتے کہا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

"بھائی! لائبہ آپی بھی آئی ہیں۔" زیبا نے بھی اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"دیکھ چکا ہوں میں اسے...!"

"تو پھر چلیں' ان سے بھی مل لیں۔" وہ ہاتھ کھینچ کر اس کے قریب لے آئی تھی۔ باقی سب بھی ساتھ ہی تھے۔

"السّلام علیکم!" ان سب کو گھورتے اس نے سلام کیا تو اس نے سر اٹھا کر پہلے اسے دیکھا پھر سلام کا جواب دیا پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"بھابی! بیٹھیں میں آپ کے لیے کچھ لے کر آتی ہوں۔" دونوں کو چپ دیکھ کر شہناں نے سب کو یہاں سے ہٹنے کا اشارہ کیا تھا۔ پھر اسے کہتی ہوئی انیقہ کی طرف چلی گئی۔ فوزان کے بیٹھنے کے بعد وہ بھی بیٹھ گئی تھی۔ باقی سب بھی ایک ایک کر کے ٹہلنے لگے تھے۔

"کیسی ہیں آپ!" اس کے چہرے پر ایک نظر ڈال کر اس نے پوچھا۔ لائبہ نے سر ہلا دیا۔

"کچھ پریشان ہیں؟" اس کے چہرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے اس نے پوچھا۔ اس نے ایک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہاں... نہیں...!" وہ چپ ہو گئی۔ ایک دو منٹ تک اپنی انگلی میں موجود واحد رنگ کو اتارتی پہنتی رہی پھر اسے دیکھا۔ "وہ دراصل مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" کچھ جھجکتے ہوئے اس نے سلسلہ کلام جوڑا۔ فوزان پوری طرح متوجہ تھا۔

"کیا آپ اس منگنی پر مطمئن ہیں؟" کچھ توقف کے بعد آخر کار اس نے کہہ ہی دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں سمجھا نہیں۔" وہ اپنی نظروں کے حصار میں متواتر لیے ہوئے تھا۔

"میں اس تعلق پر مطمئن نہیں ہوں۔آپ کو شاید برا بھی لگے مگر میں آپ کو بتا دینا چاہتی ہوں کہ...!" وہ مزید سر جھکائے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اسی وقت شہناں چلی آئی تھی۔پہلے اس نے دونوں کو دیکھا پھر خود بھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔لائبہ کی بڑی مشکلوں سے شروع کی گئی بات وہیں ادھوری رہ گئی۔

"بھائی! آپی یہ چکن رائس آپ کی پسند کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بنوائے ہیں کھائیں' مزہ آئے گا۔" شہناں نے اس کے سامنے کھانا چن دیا تھا۔وہ لب کاٹتی رہی۔

تھوڑی دیر میں ایک ایک کر کے باقی سب بھی ان دونوں کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔ضوفی اور ذوالقرنین بھی ادھر ہی آ گئے تھے۔جب کہ باقی سب ایک طرف باتوں میں مصروف تھے۔

www.novelsclubb.com

"یار! آج تو تم ڈنر سوٹ میں آ جاتے۔" اچانک کھانے کے بعد رضوان نے فوزان پر چوٹ کی تھی وہ مسکرایا۔

"کیوں آپی نے کیا شرط عائد کی تھی کہ صرف ڈنر سوٹ میں ملبوس حضرات کو ہی کھانا ملے گا؟ دیکھ لو' مجھے تو ویسے بھی مل گیا ہے۔" جواب برجستہ تھا۔ سب ہنسنے لگے تھے۔

"یہ تو اچھی بات نہیں ہے بھائی! ایک تو آپ اتنے لیٹ آئے تھے۔ دوسرا وہ بھی اس لباس میں...! کم از کم اتنا تو یاد کر لیتے آج آپ کے سسرالی بھی مدعو ہیں۔" یہ ضوفی تھی جو لائبہ کے جھکے سر کو کن انکھیوں سے دیکھتی ہوئی کہہ گئی تھی۔

لائبہ کا جھکا سر مزید جھکا تھا۔ اس نے اس شخص کے حوالے سے ایسا کچھ بھی نہیں سوچا تھا۔ جب آج یہ سب سہنا پڑ رہا تھا تو خاصا عجیب لگ رہا تھا کچھ برا بھی۔

"تم میرے سسرالیوں میں ہو یا بہنوں میں...؟" فوزان نے اس کی بات کے جواب میں پوچھا تھا۔

"دونوں میں۔" لائبہ کو پہلو بدلتے دیکھ کر اس نے مزید کہا۔ لائبہ کے لیے یہ جملے بازی ناقابل برداشت تھی۔ وہ کسی کو مزید کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ایکسکیوزمی!" وہ بغیر کسی کی طرف دیکھے وہاں سے نکل آئی تھی۔

.../...

لائبہ یونیورسٹی سے واپس لوٹی تو خاصی تھکی ہوئی تھی۔ گھر واپسی پر وہ مارکیٹ چلی گئی تھی۔ کچھ ضروری سامان خریدنا تھا۔ پہلے وہ خریداضوفی' ڈاکٹر ذوالقرنین' بھیا' بھابی اور وقاص کے لیے کچھ سوت لیے گھر آتے آتے وہ کافی تھک چکی تھی۔

"دو تین دن رک جاتیں' مجھے بھی مارکیٹ جانا تھا مل کر چلتیں۔" سب چیزیں دیکھنے کے بعد بھابی نے کہا وہ یونہی مسکرادی۔

"جب بھی آپ کو جانا ہو کہہ دیجیے گا پھر اکٹھے چلیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" بھابی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ "میں کھانا لگا رہی ہوں۔ آج تمہارے بھائی بھی جلدی آ گئے ہیں تم بھی جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر ٹیبل پر آ جائو۔" ان کی ہدایت پر وہ سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ سب کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے وہ بہت خوش تھی۔ یونہی نجانے کیوں بھیا اور بھابی نے بھی اسے اتنے دنوں بعد یوں کھل کر مسکراتے دیکھ کر شکر ادا کیا تھا۔ ابھی سب کھانا کھا ہی رہے تھے کہ چوکیدار چلا آیا۔ شہود بھائی کو کوئی کارڈ دے کر کھڑا ہو گیا۔ کارڈ پڑھنے کے بعد شہود بھائی کے چہرے پر ایک واضح ناگواری چھا گئی تھی۔ وہ اور بھابی جو بغور دیکھ رہی تھیں دونوں حیران ہوئیں۔

"اسے ڈرائنگ روم میں بٹھائو میں آتا ہوں۔" کارڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے انہوں نے چوکیدار کو چلتا کیا۔

"کون ہے شہود!" بھابی نے پوچھا وہ بھی دونوں کو دیکھنے لگی۔

"رمیز ہے چھ ماہ ہو گئے ہیں پاکستان آئے ہوئے' کتنی دفعہ ملنے کی کوشش کر چکا ہے' مگر میں نے ہر دفعہ اسے منع کر دیا اور اب وہ گھر آ گیا ہے۔" بھائی مختصراً بتا کر اٹھ کر چلے گئے تھے۔ بھابی حیران ہو رہی تھیں اور چمچ لائبہ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ اندر باہر صرف ایک ہی نام کی بازگشت ہونے لگی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے بھابی کو دیکھتی رہی پھر اٹھ کر ایک دم اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔ جب پھوپھو نے فون پر طلاق دے دینے کی اطلاع دی تھی تو پاپا نے کتنا منع کیا تھا انہیں اس فعل سے...! وہ فون پر روئے بھی تھے مگر اس نے اپنا کہا سچ کر دکھایا تھا۔ پورے ایک ماہ بعد اس نے اسے طلاق کے کاغذات بھجوا دیے تھے۔ بابا وہ کاغذ دیکھ کر زندگی ہار گئے تھے۔ اس نے کتنی نفرت کی تھی اس ایک نام سے جس کے ایک فیصلے نے پاپا کی جان لے لی تھی۔ شہود بھائی نے اسی وجہ سے پھوپھو کی فیملی سے قطع تعلق کر لیا تھا اور آج برسوں بعد اس گھر میں اسی ایک نام کی بازگشت ہونے لگی تھی۔ جس نے اس کی روح تک کو زخمی کر دیا تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح روتے

www.novelsclubb.com

ہوئے چیزیں الٹ پلٹ کرنے لگی۔اپنے مطلب کی تمام چیزیں سمیٹ کر وہ باہر آگئی۔یہ سب چیزیں نکاح اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً رمیز اور اس کی ماں کی طرف سے آنے والے تحائف تھے۔جو ابھی تک اس کی روح پر بوجھ بنے ہوئے تھے۔ جس میں حق مہر کی وہ رقم بھی تھی جو طلاق نامے کے ساتھ ہی موصول ہوئی تھی۔ جسے اس نے کبھی کھول کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

"بھابی! پلیز! بھیا کو کہیں یہ سب چیزیں اس شخص کو دے دیں۔"اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے بریف کیس بھابی کے سامنے رکھ دیا۔"اس ایک شخص کی بے اعتباری سے میں آج تک خوار ہو رہی ہوں۔اپنے وجود سے مجھے گھن آتی ہے۔مجھے لگتا ہے جیسے میں مر گئی ہوں۔نہ مجھے اپنے احساسات سے آگہی ہے اور نہ جذبات سے۔اسے کہیں یہ سب لے جائے۔بس مجھے میری زندگی لوٹا دے۔میرے جذبے،میرے سب احساس لوٹا دے جنہیں اس نے چھین لیا

ہے۔" وہ پھر زار و قطار رونے لگی تھی۔ بھابی نے اٹھ کر اسے گلے لگا لیا۔ اسے دلاسا دیتے وہ سب چیزیں اٹھا کر ڈرائنگ روم میں چلی گئیں۔

باقی ماندہ دن اور رات اس کی بہت اذیت میں گزرا۔ بھابی اور بھیا نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔ ان کے پاس کچھ کہنے سننے کے لیے تھا ہی نہیں' اگلے دن یونیورسٹی جانے سے پہلے وہ فون کے پاس آ گئی۔

"السّلام علیکم! میں لائبہ افتخار بات کر رہی ہوں۔" دوسری طرف سے جیسے ہی فون اٹھایا گیا اس نے فوراً کہا۔

"جی میں نے پہچان لیا... خیریت...!" وہ پوچھ رہا تھا۔

"میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔" اس نے مزید کہا تو دوسری طرف کچھ دیر خاموشی رہی۔

"ابھی...؟"

''نہیں' جب بھی آپ کے پاس وقت ہو۔''

''ٹھیک ہے' میں رات کو آپ کے ہاں آجائوں گا۔ آئی ایم سوری ابھی میں بہت مصروف ہوں۔''

''شکریہ! میں انتظار کروں گی۔''اس کے معذرت کرنے پر اس نے شکریہ کہتے ہی فون رکھ دیا۔

''یونیورسٹی کے بعد وہ ضوفی کے ہاں چلی گئی تھی' ساری دوپہر اس کے ساتھ گزار کر شام کو گھر لوٹی تھی۔ بھابی کے ساتھ کچن میں کام کرتے ہوئے بھی وہ بہت منتشر سی رہی۔ رات کو کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی جب بھابی نے اسے فوزان کی آمد کی اطلاع دی۔ اس نے خاموشی سے سنا تھا بھابی چلی گئیں تو وہ بھی تھوڑی دیر بعد لائونج میں چلی آئی۔ شہود بھائی اور وہ حالات حاضرہ پر تبصرہ کر رہے تھے۔ کہیں کہیں بھابی بھی لقمہ دے دیتی تھی۔ وہ سلام کے بعد ایک

طرف خاموشی سے بیٹھ گئی۔کافی دیر بعد وہ جانے کے لیے کھڑا ہوا تو وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ کس لیے ملنا چاہتی تھیں مجھ سے...؟" بھیا نے اسے وہیں سے خدا حافظ کہہ دیا تھا۔وہ اس کے ساتھ چلتے چلتے لان میں آگئی تھی۔جب اچانک رکتے ہوئے فوزان نے لائبہ کی طرف دیکھا۔

"اس دن انیقہ آپی کے ہاں بھی موقع نہیں ملا' میں صرف آپ کو آپ کی یہ امانت واپس کرنا چاہتی تھی۔" اس نے مٹھی میں دبی مخملی سرخ ڈبیا اس کی طرف بڑھائی۔فوزان ناسمجھی کے عالم میں اس کی طرف دیکھے گیا۔

"میں خود کو آپ کے قابل نہیں سمجھتی۔اتنے دن میں خود کو سمجھانے میں مصروف رہی کہ شاید دل میں کہیں گنجائش نکل آئے۔آپ اس رشتے پر مطمئن ہو سکتے ہیں مگر میں نہیں۔میں نے بہت سوچا' بہت سمجھایا خود کو مگر اس کے باوجود

میں خود کو آپ کے ساتھ چلنے پر راضی نہ کر پائی۔ آئی ایم سوری۔" فوزان صدیقی اب بھی چپ سادھے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے سامنے ہتھیلی پھیلائے ڈبیا اٹھا لیے جانے کی منتظر تھی۔

"میں اس انتہائی فیصلے کی وجہ دریافت کر سکتا ہوں۔" کافی دیر بعد بھی جب وہ اس کے چہرے سے کچھ بھی کھوجنے میں کامیاب نہ ہوا تو ایک گہرا سانس کھینچتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"کیا یہ وجہ کافی نہیں کہ میرا دل اور ذہن یہ انگوٹھی پہننے اور آپ کی پسندیدگی سے باخبر ہونے کے باوجود آپ کے ساتھ ساری عمر گزارنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ میں آپ کی عزت کرتی ہوں اور خواہش ہے کہ یہ تعلق ہی عزت کے ساتھ نبھ جائے۔ مزید کی گنجائش میں نہیں نکال پائی۔" وہ اب بھی بہت سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ فوزان نے اس کی بات کے اختتام پر بہت خاموشی سے

انگوٹھی اٹھالی۔پھر لائبہ رکی نہیں تھی ایک دم بھاگتے ہوئے اندر آکر اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

زرد موسم کے دکھ

بائے سمیرا شریف طور

پارٹ 13 آخری

شہود بھائی اور بھابی کو کچھ بتانے کی اس کے اندر ہمت نہیں تھی۔دوسری طرف انیقہ اور فوزان کے بابا جان نے فون کر کے شہود بھائی کو شادی کی تاریخ دینے کو کہا۔وہ جو اپنی طرف سے سب کچھ ختم سمجھ کر پر سکون ہو گئی تھی ایک دفعہ پھر اذیت سے دوچار ہو گئی۔اسے فوزان صدیقی پر غصہ آنے لگا' جب وہ ایک انتہائی فیصلہ سنا چکی تھی تو اب اس فون کال کا کیا مطلب تھا۔اس نے اس مسئلے کے حل

کے لیے ضوفی کو فون کر کے سب کہہ سنایا۔پہلے تو وہ سن کر ہکا بکا رہ گئی پھر لائبہ کو خوب لتاڑا۔لائبہ نے اس کے یوں رعب جمانے پر غصے میں آ کر فون ہی بند کر دیا۔ ساری رات اذیت میں گزار کر صبح وہ یونیورسٹی بھی نہیں گئی۔بس اس مسئلے کا حل سوچتی رہی۔بھابی کا شاپنگ کا پروگرام تھا۔اسے بھی ساتھ چلنے کو کہا مگر وہ سر درد کا بہانہ کر کے انکار کر گئی۔

بھابی کے چلے جانے کے بعد اس نے فوزان کے آفس فون کیا۔وہ اس قدر بھری بیٹھی تھی کہ بغیر سلام دعا کیے اس سے الجھ پڑی۔

"جب میں آپ کو انگوٹھی واپس کر چکی ہوں فوزان صدیقی صاحب! تو پھر یہ شادی کی تاریخ طے کرنے کا کیا مطلب ہے؟" دوسری طرف وہ اس قدر سخت لب و لہجے پر چونکا تھا۔

"آپ... کیا مطلب... میں سمجھا نہیں، کس کی شادی کی بات کر رہی ہیں؟" لاعلمی کے اس قدر عظیم مظاہرے پر لائبہ تو مزید چیخ گئی۔ اسے لگا جیسے سب مل کر اسے الو بنا رہے ہیں۔

"بنیں مت! آپ بچے نہیں ہیں کہ سمجھ نہ سکیں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔" وہ ایک دم طنزیہ گفتگو پر اتر آئی تھی۔ "آپ کی ہمشیرہ صاحبہ پرسوں رات شہود بھائی سے تاریخ طے کرنے کی بات کر رہی تھیں۔ فون پر وہ کسی مناسب دن کو آنے کا کہہ رہی تھیں۔ دیکھیں فوزان صاحب! میں انکار شہود بھائی اور بھابی کے سامنے بھی کر سکتی تھی۔ صرف اس لیے انہیں انگوٹھی واپس نہیں دی تھی کہ انہوں نے پہلے ہی میرے انکار کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی۔ جان بوجھ کر بات طے کر دی۔ مگر لگتا ہے کہ اس دفعہ آپ پر بھروسا کرتے میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔"

"اوہ، میں نے آپ کی واپس کی گئی انگوٹھی آپی کو دے دی تھی۔ اب اگر انہوں نے مجھے بتائے بغیر ایسا کوئی قدم اٹھایا ہے تو میں واقعی لاعلم ہوں کیونکہ انہوں نے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آپ کے اور میرے انکار کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔" فوزان صدیقی کی اس بات پر اس کا دل بھر آیا تو ایک دم رونے لگی۔

"پلیز فوزان آپ انہیں سمجھائیں ورنہ...!" وہ پوری شدت سے رونے لگی۔ "کوئی بھی میرے جذبات سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ آپ بھی نہیں۔" پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اس نے فون بند کر دیا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ اس حالت میں نہ تو فوزان کے ساتھ خوش رہ سکتی تھی اور نہ اسے رکھ سکتی تھی۔ پھر وہ ساری زندگی کسی کو آزمائش کے لیے کیوں منتخب کرتی۔

فون کی بیل وقفے وقفے سے بجتی رہی تھی مگر وہ بہری بنی بیٹھی رہی پھر بیل خاموش ہو گئی تھی وہ شدت سے اپنا درد بہاتی رہی کچھ وقت یونہی بیت گیا۔

"لائبہ...!" وہ لائونج میں بیٹھی گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔ جب اس پکار پر چونک گئی۔

"لائبہ...!"اس دفعہ اس نے پکار پر اپنا سر اٹھایا تو اپنے سامنے کھڑے فوزان صدیقی کو دیکھ کر سر جھکا لیا۔بہت خاموشی سے فوزان اس کے سامنے کارپٹ پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں نرمی سے تھامے تو اس نے اسے دیکھا۔

"فوزان میں اسے نہیں بھول سکتی۔وہ مجھے نہیں بھولتا' پہلی دفعہ کسی کے نام پر میری دھڑکنیں بدلی تھیں۔اس نے مجھے بتایا تھا زندگی کتنی خوب صورت ہے۔اس نے مجھے حقیقی رشتوں کے علاوہ کسی سے محبت کرنا سکھایا تھا۔اپنے دل کی گلی کے ہر دروازے کو صرف اس کے لیے کھلتے محسوس کیا تھا۔دل کے چین پر صرف اس کا نام مہکا تھا اور وہ مجھے دھوکا دے گیا۔جب مجھے سب سے زیادہ کسی کے تعاون' اعتبار اور سہارے کی ضرورت تھی تو وہ مجھے لوگوں میں رسوا و برباد کرنے کے لیے تنہا چھوڑ گیا۔آپ تو اتنے اونچے ہیں' اتنے اچھے ہیں۔میں تو آپ کی طرف دیکھنے سے بھی ڈرتی ہوں۔بہت سمجھانے کے باوجود میرا دل آپ کے لیے آمادہ نہیں

ہوا۔اگر میں خود کو زبردستی راضی بھی کرلوں تو زندگی بہت تلخ ہو جائے گی آزمائش بن جائے گی۔میں آپ کو کچھ نہیں دے سکتی،میرے دل میں آپ کے لیے بہت عزت واحترام ہے،میری وجہ سے آپ کا دل دکھے،مجھے گوارا نہیں۔"

بے خودی کی کیفیت میں وہ سب کہتی روتی جارہی تھی۔فوزان نے بہت نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگالیا تھا۔

"ہوں...!میں سب سمجھ سکتا ہوں لائبہ!تمہارے جذبات،تمہاری سوچیں،سب کچھ...!مگر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ سب تمہارے مفروضے ہوں۔وقتی جذبات ہوں۔"وہ بہت اپنائیت سے اسے تم کہہ کر مخاطب کر کے سمجھا رہا تھا۔"بعض اوقات ہماری سوچوں سے ہٹ کر زندگی کو اس کے اصل رنگ کے ساتھ برتنا مشکل نہیں ہوتا۔لائبہ!تم اپنے پیچھے زندگی میں ایک بہت بڑے طوفان کو شکست دے کر آئی ہو،اب تو وصولنے کا وقت ہے۔کنارے لگنے کا وقت ہے۔اب اگر یوں ہمت ہارو گی تو زندگی اور سفاک روپ دھار لے گی حتیٰ کہ موت بھی ساتھ

چھوڑ دے گی۔لائبہ ! تم بہت بہادر ہو' بہت حوصلہ منداور ہمت والی لڑکی ہو' اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو شاید پہلی چوٹ پر ہی ٹوٹ جاتا۔''اس کو خود سے علیحدہ کر کے اس نے اس کی آنسو بھری آنکھوں میں جھانکا۔''محبت دنیا کا سب سے بڑا سچ ہے۔صرف ایک دفعہ مجھے آزمائو' میری وفائوں پر بھروسا کر لو' نامراد نہیں لوٹائوں گا۔میرے ساتھ تمہیں زندگی گزارنا برا نہیں لگے گا۔مجھے یقین ہے۔اپنی محبت پر' اپنی محبت کی شدت پر کہ تم میری سنگت میں سب بھول جائو گی۔محبت کا اک نیا روپ دیکھو گی جو میں نے تمہارے لیے اتنے سال سے سنبھال کر رکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم کو میری ہمراہی میں زندگی پر اعتبار آجائے گا۔صرف ایک دفعہ ماضی کو بھول کر بے یقینی و بے اعتباری کی دلدل سے نکل کر میری محبت پر یقین کرو صرف ایک دفعہ...! وعدہ ہے تم نامراد نہیں رہو گی۔''لائبہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامے اس کے آنسوئوں کو صاف کرتے ہوئے وہ بہت یقین سے

www.novelsclubb.com

کہہ رہا تھا۔ پھر اس نے نیناں کے متعلق حرف حرف اس کے سامنے بیان کر دیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے فوزان کو دیکھتی رہی۔

''میں تم سے جواب میں کچھ نہیں مانگ رہا صرف اتنا چاہتا ہوں کہ مجھ پر اعتبار کرو' میں رمیز کر بھولنے کو نہیں کہوں گا بلکہ اپنے عمل سے ثابت کروں گا کہ ہم ایک دوسرے کے لیے کتنے اہم ہیں۔'' وہ بہت پر یقین تھا۔ لائبہ اس یقین سے آنکھیں بھی نہ ملا سکی۔ فوزان اس کا مسئلہ سمجھ گیا تھا۔ وہ اعتبار و بے اعتباری کے درمیان معلق تھی۔ وہ فوزان کی اچھائیوں کی معترف تھی مگر اسے آزمانے سے ڈرتی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ بھی رمیز کی طرح اسے رسوا و ذلیل نہ کر جائے۔ بیچ سفر میں تنہا نہ چھوڑ دے۔ اب جب کہ اس مقام پر اپنی زندگی سے مطمئن ہو گئی تھی تو یہ چوٹ نہیں سہہ سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"لائبہ بی بی! کوئی رمیز صاحب آئے ہیں۔" چوکیدار کی آواز پر فوزان نے چونک کر اور کچھ حیران ہو کر اسے دیکھا۔ رمیز کے نام پر اس کی پنلیاں سکڑی تھیں۔ پھر وہ فوزان کی بھی پرواکیے بغیر ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں ہے وہ؟" اپنے آنسوئوں کو صاف کرتے اس نے پوچھا۔ گھٹنوں کے بل بیٹھا فوزان بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ فوزان اسے سمجھانے آیا تھا۔ اسے اپنے جذبوں کی صداقت پر یقین بھی تھا۔ اس کو یقین تھا کہ تھوڑی دیر بعد لائبہ کو بھی اس کی باتوں کی صداقت پر یقین آجائے گا مگر اب پھر وہی شخص جو اس کی بے اعتباری کا سبب تھا درمیان میں آ کھڑا ہوا تھا۔ فوزان نے ایک گہرا سانس کھینچا۔

"باہر ہیں۔ شہود صاحب کا پوچھا تھا۔ میں نے بتایا کہ وہ گھر پر نہیں پھر انہوں نے بیگم صاحبہ کا پوچھا تھا۔ میں نے بتایا وہ بھی نہیں ہیں تو آپ کا نام لیا۔" چوکیدار بتا رہا تھا۔ فوزان نے لائبہ کی طرف دیکھا وہ صرف چوکیدار کو دیکھ رہی تھی۔

"بھیجو اسے۔" دوپٹے سے اچھی طرح اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے اس نے چوکیدار کو حکم دیا تھا۔ فوزان کو اس وقت اپنی یہاں موجودگی اب غیر مناسب لگنے لگی۔

"اچھا لائبہ! میں اب چلتا ہوں۔" چوکیدار کے چلے جانے کے بعد فوزان نے کہا تو لائبہ اسے دیکھنے لگی۔

"آپ رکیں تو...!"

"نہیں، بہت ضروری کام ہیں، بڑی مشکل سے وقت نکالا تھا۔ پھر کبھی سہی۔" عجب انداز میں کہتے ہوئے فوزان نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ لائبہ چاہنے کے باوجود اسے روک بھی نہ سکی۔ عین اسی لمحے وہ شخص چوکیدار کے ساتھ لائونج کے دروازے سے اندر داخل ہوا۔ جس نے ایک عرصے سے اس کا سکھ چین چھین رکھا تھا۔ دنیا جہاں کی نفرت اس ایک لمحے میں لائبہ کی آنکھوں میں

آسمائی۔ فوزان کو ایک منٹ کے لیے رمیز کے اندر داخل ہونے کی وجہ سے رکنا پڑا تھا۔ایک دم' ایک فیصلہ آناً فاناً ہو گیا۔لائبہ نے فوراً اسے پکارا۔

''فوزان!'' وہ رمیز کو نظر انداز کیے صرف اور صرف فوزان کو دیکھ رہی تھی۔

فوزان نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا پھر سمجھتے ہوئے گویا ہوا۔

''آپ فکر نہیں کریں' میں آپی کو منالوں گا۔وہ میری بات مان جاتی ہیں۔آپ جو چاہیں گی وہی ہو گا۔'' وہ بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا۔لائبہ نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

''فوزان آپ...!'' وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر فوزان کچھ سنے بغیر ہی باہر نکل گیا تھا۔

لائبہ ساکت و صامت کھڑی رہ گئی۔ایک لمحہ کو یہی لگا کہ وہ اپنا سب کچھ ہار گئی ہے۔

وہ نجانے کتنی دیر تک اسی طرح کھڑی رہتی اگر رمیز اسے نہ پکارتا۔

"لائبہ!" وہ ایک دم پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔ اس نے برسوں اسے یاد کیا تھا۔ اس سے نفرت کی تھی، زندگی میں صرف ایک دفعہ سامنا ہونے کی دعائیں مانگی تھیں اور اب جب وہ سامنے آیا تھا تو کسی کو کھو دینے کا خوف بھی دامن گیر تھا۔

"کیوں آئے ہو تم یہاں...؟ کیا تعلق ہے تمہارا ہم سے؟ جب تم مجھے بھری دنیا میں رسوا کر کے ذلیل و خوار ہونے کے لیے تنہا چھوڑ چکے تھے تو اب یوں بار بار اس در کو کھٹکھٹانا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیوں چلے آتے ہو تم یہاں؟" وہ بھری بیٹھی تھی ایک دم پھٹ پڑی۔

"تمہیں بتائوں میں تم سے کس قدر نفرت کرتی ہوں۔ جب فون پر تمہاری ماں نے میرے بابا کو طلاق دینے کی نوید سنائی تھی اور وہ فالج کا شکار ہو گئے تھے تو میں نے تم سے اتنی نفرت محسوس کی تھی شاید ہی دنیا میں کبھی کسی نے کسی سے کی ہو اور جب تم نے مجھے رہائی کا پروانہ بھجوایا تو میرے پاپا وہ صدمہ برداشت نہ کر سکے وہ اس دنیا سے ہی چلے گئے۔ تو تب میں نے ایک ایک لمحہ اپنے دل میں تمہارے لیے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

صرف اور صرف زہر اڈتا محسوس کیا۔ تم نے مجھے زندگی سے بھی مایوس کر دیا۔ میرے جذبے اور احساسات جامد ہو گئے۔ میری بڑی خواہش تھی کہ زندگی میں صرف ایک دفعہ تم سے سامنا ہو جائے اور میں بڑی نفرت و حقارت سے تمہارے منہ پر تھوک دوں۔ تم کیسے اعلیٰ وارفع انسان تھے؟ کس نے تمہیں یہ حق دیا تھا کہ تم بغیر کوئی سچائی جانے، میری حقیقت پرکھے مجھ پر کیچڑ اچھال دو، میری ذات کی تحقیر کرو، مجھے ذلیل ورسوا کرو۔ بتائو کس نے تمہیں حق دیا تھا کہ تم مجھے سزا دیتے اس گناہ کی جو میں نے کیا ہی نہیں تھا؟ تمہارے منہ پر تھوکنے کی اور تمہارا گریبان جھنجوڑ کر اپنے ایک ایک آنسو کا حساب لینے کی بڑی شدید خواہش تھی۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں تمہیں ایسی سزا دوں کہ تم اعلیٰ کردار اور ارفع سچائی کے مالک مرد اپنی اصل شکل بھی نہ پہچان سکو، مگر نہیں ابھی ایک پل، صرف ایک پل پہلے مجھے لگا کہ تم تو کہیں تھے ہی نہیں... میں تم پر تھوکنا کیا، تمہاری گھٹیا گھنائونی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔" وہ اتنا بول کر چند سیکنڈ کو خاموش ہو گئی تھی۔ "یہ جو شخص

www.novelsclubb.com

ابھی گیا ہے' جانتے ہو یہ کون ہے؟''اس نے سوالیہ دیکھا تھا۔ جس کا سر جھک گیا تھا۔ ''وہ فوزان صدیقی مجھ سے محبت کا دعوے دار ہے۔ وہ کہتا ہے میں اس پر ایک دفعہ اعتبار کروں اور وہ تمہاری طرح جھوٹا نہیں ہے' اس نے تمہاری طرح سیکڑوں وعدے نہیں کیے۔ نہ وہ بے وفا ہے مگر میں پھر بھی اسے رد کر رہی ہوں تو صرف اس لیے کہ تم جیسا گھٹیا شخص مجھے محبت جیسے مقدس جذبے سے بھی بے اعتبار کر گیا ہے اور جب وہ چلا گیا تو وہی ایک پل تھا کہ میری ساری نفرت ختم ہو گئی۔ میرے برسوں کے سوئے ہوئے تمام جذبے اور احساسات یک دم جاگ اٹھے ہیں۔'' وہ بغیر روئے لڑکھڑائے سب کہتی گئی۔ رمیز کا جھکا سر جھکا ہی رہ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

''مجھے اندازہ ہے' مجھے سب خبر ہے۔ میں تمہارا گنہگار ہوں' اپنے کیے پر شرمندہ بھی ہوں' اسی لیے تو برسوں بعد تمہارے سامنے آیا ہوں۔ معافی مانگنا اتنا آسان نہیں اور میرا فعل اس قابل نہیں کہ تم سے معافی مانگوں مگر پھر بھی معافی مانگ رہا

ہوں۔ مسلسل چھ ماہ سے معافی مانگنے کے لیے تڑپ رہا تھا مگر شہود بھائی! نہ خود ملتے تھے اور نہ اپنے گھر آنے کی اجازت دیتے تھے۔" وہ جب اسے برا بھلا کہہ کر چپ ہو گئی تھی تو وہ گویا ہوا تھا۔ وہ بے تاثر چہرے سمیت اسے گھورتی رہی۔

"جب پاکستان سے جانے والے اخبارات میں ایک سرسری خبر پڑھنے پر ماما نے پاکستان بڑے ماموں کے ہاں رابطہ کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کر کے ہمیں مطمئن کر دیا مگر ماما مطمئن نہیں ہوئی تھیں۔ انہوں نے مسلسل پاکستان رابطہ رکھا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ جب انہیں ہر طرف سے درست خبر مل گئی تو انہوں نے مجھ پر زور دینا شروع کر دیا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں۔ اس کی وجہ بھی تھی ماما کی دوست جو کہ کروڑوں کی مالک تھیں، انہیں میں ان کی بگڑی عادات واطوار کی مالک بیٹی کے لیے مناسب لگا تھا۔ انہوں نے ماما کو تو دولت کے شیشے میں اتار لیا مگر مجھے نہ اتار سکیں۔ اس واقعے کے بعد امی کا اصرار مسلسل بڑھنے لگا اور میرا انکار اپنی جگہ تھا۔ میرا ارادہ فوراً پاکستان آنے کا تھا مگر ماما اور پاپا مجھے کسی نہ کسی کام میں الجھا دیتے تھے۔ انہی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دنوں جب میں پاکستان آنے کے سارے انتظامات مکمل کر چکا تھا تو مام نے مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی اور میری غلطی یہ ہے کہ میں بلیک میل ہو گیا۔ انہوں نے پسٹل اپنی کنپٹی پر رکھ کر مجھ سے کہا کہ میں ان کے سامنے دھرے کاغذوں پر دستخط کر دوں ورنہ ان کی موت کا ذمہ دار میں ہوں گا۔ وہ شروع سے ہی ضدی عورت واقع ہوئی تھیں۔ وہ اپنی جھوٹی انا اور وقار کی خاطر کچھ بھی کر سکتی تھیں حتیٰ کہ خودکشی بھی۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہوتی ہے۔ میں ان کی موت کا ذمہ دار نہیں بننا چاہتا تھا۔ وہ مجھ سے اس کام کی توقع کر رہی تھیں جس میں میری موت تھی اور میں نے اپنی موت پر دستخط کر دیے۔ ان کی حسبِ خواہش تحریر بھی لکھ کر دے دی مگر میرا ضمیر مجھے ہمیشہ کچوکے لگاتا رہا۔ ماما کی خواہش پوری کرنے کے بعد نہ تو میں پاپا ماما کے ساتھ رہا اور نہ اس ملک میں۔ برسوں تمہیں بھلانے کی کوشش کرتا رہا۔ کئی دفعہ دل چاہا پاکستان آ جاؤں تم سے رابطہ کروں معافی مانگ لوں۔ مگر مجھ میں کبھی ہمت ہی نہ ہو سکی۔ ملکوں ملکوں خاک چھاننے کے بعد اب

www.novelsclubb.com

پاکستان آیا تو خود کو شہود بھائی سے رابطہ کرنے سے نہ روک پایا۔ میرے دل میں ایک احساس جرم تھا جو میرا سکون و چین غارت کیے ہوئے تھا۔ میں تم سے صرف ایک دفعہ بات کرنا چاہتا تھا اور آج وہ موقع بھی مل گیا۔" وہ ابھی بھی کھڑا تھا اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ جو صرف اتنی دیر سے بے تاثر چہرے سمیت سب دیکھ اور سن رہی تھی' یہ حقیقت جان کر ایک دم سوفے پر گر گئی۔ حقیقت کا یہ رخ بھی ہو سکتا تھا وہ سوچ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ اب تک ایک صحیح فیصلہ کیوں نہیں کر پائی تھی۔ اب سمجھ پائی تھی۔ کون سی چیز تھی جو اسے فوزان صدیقی کی طرف سے غیر یقینی اور بے اعتباری کی کیفیت میں مبتلا کر رہی تھی۔ وہ اب جان پائی تھی۔

"برسوں بعد جب میرا دل تمہارے علاوہ کسی اور کو قبول کرنے کے قابل ہوا ہے تو میں اب یہیں پاکستان میں اپنی ایک کولیگ سے شادی کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے میں خود کو ہلکا پھلکا کرنا چاہتا تھا۔ اس احساس گناہ سے جو میری وجہ سے تم پر عائد ہوا۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔ آج میں صرف یہ دعوت نامہ دینے آیا تھا۔ شہود بھائی

اور بھابی کو۔" کافی دیر سے ہاتھ میں پکڑا کارڈ اس نے چند قدم آگے بڑھ کر درمیانی میز پر رکھ دیا تھا۔ "پہلے سوچا کہ چوکیدار کو دے کر چلا جاتا ہوں۔ پھر جب اس نے بتایا کہ تم گھر پر ہو تو اندر چلا آیا تھا۔" وہ مزید کہہ رہا تھا۔ لائبہ تب بھی خاموش رہی۔ آنسو تو ویسے بھی بہہ رہے تھے۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ دہاڑیں مار مار روئے۔ اس نے برسوں اس شخص کو برا بھلا کہا تھا۔ کوسنے دیے تھے بے وفا' ظالم' بے انصاف' دھوکے باز نہ جانے کیا کیا سمجھتی آ رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر خود اپنی دنیا میں شاد و آباد ہو گا۔ وہ بھی اس کی طرح ابھی تک بے منزل ہی تھا۔ صرف اپنی ماں کے کیے کی سزا بھگت رہا تھا۔ جھکا سر صاف کہہ رہا تھا کہ وہ آج بھی اسے اتنا ہی چاہتا تھا اس کی آنکھوں سے پہلے سے زیادہ روانی سے آنسو بہہ نکلے۔

www.novelsclubb.com

رمیز چند لمحے خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا۔ تب بھی اس کے جامد لبوں کی خاموشی نہیں ٹوٹی تھی وہ منتظر تھا کہ شاید وہ جواباً کچھ کہے۔ کوئی لفظ کوئی حرفِ

ملامت ہی سہی کہ وہ اسے معاف نہیں کرنا چاہتی۔ حقارت سے دھتکار ہی دے مگر لائبہ کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ وہ خاموشی سے پلٹ گیا تھا۔

"رمیز!" اس سے پہلے کہ وہ لائونج کا دروازہ عبور کرتا لائبہ نے پکارا تھا وہ ایک دم پلٹا تھا۔ وہ کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوئوں میں روانی آچکی تھی۔

"میں نے تمہیں معاف کیا۔ جائو' میں دعا کرتی ہوں اللہ بھی تمہیں معاف کردے۔" زار و قطار روتے اس کے ہونٹوں سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرے۔

"لائبہ...!" رمیز نے بے یقینی و حیرت سے پکارا۔

"جائو' خدا کے لیے اب تم چلے جائو' دوبارہ لوٹ کر کبھی مت آنا۔ کبھی بھی...!" رمیز خاموشی سے بغیر کچھ کہے باہر نکل گیا تھا۔ لائبہ کے رونے میں کوئی فرق نہ آیا۔ وہ جو برسوں سے سمجھ رہی تھی وہ سچ تھا یا وہ جو آج کہہ کر گیا تھا وہ سچ تھا یا پھر وہ

جو آج اس نے خود کیا تھا وہ درست تھا۔ وہ اب بھی یقین و بے یقینی کے دوراہے پر کھڑی تھی۔

وہ تین دن سے مسلسل فوزان صدیقی سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی اور تین دن سے اسے مسلسل ناکامی ہو رہی تھی۔ اس کا موبائل کوئی بھی جواب نہیں دیتا تھا اور جب بھی اس کے آفس فون کرتی پتا چلتا کہ صاحب دفتر میں نہیں ہے۔ وہ جو حماقت کر چکی تھی اسی کی وجہ سے اس کے اندر ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اس کے گھر فون کرے یا کسی سے اس کے بارے میں پوچھ ہی لے۔ اسے لگ رہا تھا کہ فوزان صدیقی خود اس سے ملنے سے گریز کر رہا ہے۔ چوتھے دن وہ سچ مچ اس معمول سے اکتا گئی۔ اپنا آپ خاصا احمق لگنے لگا۔ آج بھی اس نے یونیورسٹی سے چھٹی کر لی۔ مسلسل فون پر نمبرز ملانے لگی۔ پہلے کی طرح اب بھی موبائل فون خاموش ہی تھا شاید آف تھا۔ اس نے دوسری مرتبہ آفس کے نمبرز ڈائل کیے۔

"تمہارے صاحب کہاں ہیں"؟" فوزان کے متعلق پوچھتے ہی دوسری طرف سے جب "صاحب نہیں ہیں" کا بیان جاری ہوا تو اس نے کچھ سختی سے پوچھا۔

"سر گھر پر ہیں۔ان کی طبیعت ٹھیک نہیں۔" اس سخت لب و لہجے پر آج یہ خاصا مختلف جواب ملا تھا۔وہ چونک گئی۔یک دم پریشان ہو گئی۔ان گزرتے دنوں میں اس کے جذبات اس قدر ضرور بدلے تھے کہ اب فوزان کی بیماری کا سن کر کچھ متوحش ہو گئی تھی۔

"ان کے پائوں میں ریڈ کے دوران گرنے سے موچ آگئی ہے۔" مختصراً جواب ملا تھا۔اس نے فون رکھ دیا۔کچھ دیر بیٹھی سوچتی رہی پھر اٹھ کر بھابی کے پاس آگئی۔

"آپ کو علم ہے فوزان صدیقی بیمار ہے؟" بھابی سن کر چونکیں،بغور لائبہ کے خاصے متفکر چہرے کو دیکھا۔

"تمہیں کیسے پتا چلا؟ ہمیں تو کچھ خبر نہیں۔" وہ بھابی کے سوال پر گڑبڑا گئی۔

"میں نے آج یونہی ان کے آفس فون کیا تھا تو کانسٹیبل نے بتایا۔ کیا خیال ہے ان کے گھر چلیں؟" لائبہ کے منہ سے فوزان صدیقی کے گھر جانے کی بات سننا بھابی کے لیے خاصے اچنبھے کا باعث تھا۔ انہیں ایک دم کھانسی نے آلیا۔ لائبہ خجل ہو گئی۔

"لائبہ...! تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" بھابی یہی اندازہ کر سکیں کہ ضرور دماغ میں کہیں نہ کہیں خرابی واقع ہو گئی ہے۔ کہاں وہ فوزان کا نام سننے کو تیار نہیں تھی اور اب کہاں وہ اس کے گھر جانے کا کہہ رہی تھی۔

"میں تیار ہو لوں پھر چلتے ہیں آپ بھی تیار ہو جائیں۔" وہ ان کی حیرانی پر مسکراتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ الماری کھولتے ہوئے وہ اندر تک مطمئن تھی۔

ایک فیصلہ تو اسی وقت ہو گیا تھا۔ جب رمیز آیا تھا اور فوزان گیا تھا۔ اب تو صرف اس کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرنا تھا۔ اسے یقین تھا کہ فوزان نے انگوٹھی واپس کرنے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

والی حماقت کے متعلق سوائے انیقہ کے کسی اور سے ذکر نہیں کیا ہو گا اور ضوفی نے بھی تو یہ بات کسی کو نہیں بتائی تھی۔ بھابی کو نہ بھیا کو۔

اس نے سبز' سرخ اور سفید امتزاج کا سوٹ نکال لیا تھا۔ تیار ہونے کے بعد اس نے ہونٹوں پر لپ اسٹک بھی لگالی۔ سلیقے سے تیار ہو کر باہر آئی تو بھابی اسے دیکھ کر ٹھٹکیں وہ لائبہ کی اس کایا پلٹ پر حیران تھیں۔

''یہ سب کیا واقعی فوزان کے لیے ہے؟'' معنی خیز نظروں سے جانچتے انہوں نے پوچھا۔ اس نے جھینپتے سر ہلا دیا۔

''یہ سب کیسے ہوا' تم تو اس رشتے پر راضی ہی نہیں تھیں؟'' انہوں نے کھوجتے ہوئے مزید پوچھا۔

www.novelsclubb.com

''بس ہو گیا سب کچھ...! ضروری تو نہیں بھابی میں ساری عمر ماضی کو یاد کرتے' کڑھتے روتے گزار دیتی۔ جب خوش قسمتی سے اللہ تعالیٰ میرے آنچل میں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

خوشیوں کے جگنو ڈال رہا ہے تو میں ناشکری کیوں کروں؟ رمیز میرا کل تھا اور فوزان صدیقی میرا آج اور یقیناً مستقبل بھی ہے۔ خود کو یہ باور کرانے میں مجھے کچھ دیر ضرور لگی ہے۔ مگر بھابی! مجھے خوشی ہے کہ میں نے ایک بہتر فیصلہ کیا ہے۔ دنیا میں یہ واحد شخص ہے جو مجھے سمجھتا ہے' جو میری ہر بات مانتا ہے' چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ میری خوشی کو اہمیت دیتا ہے۔ اس نے ہر مشکل میں میری مدد کی ہے بغیر کسی صلے کی امید کے' بغیر کسی طلب اور چاہ کے وہ بہت اچھا ہے بھابی! کسی کا دل دکھانا اللہ پسند نہیں کرتا۔ شکر ہے میں بہت زیادہ نقصان اٹھانے سے پہلے ہی سمجھ گئی۔ میں ایک عرصے تک خوف ناک طوفان سے لڑتی رہی ہوں تب کہیں جا کر اب مجھے کنارا نصیب ہوا ہے۔ خوشیوں نے میرے دل پر دستک دی ہے تو بھابی میں ناشکری نہیں کروں گی۔ زندگی پر میرا بھی حق بنتا ہے اور یہ حق میں فوزان صدیقی کی معیت میں وصولنا چاہتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"شکر ہے اللہ کا، تمہیں عقل تو آئی۔" بھابی نے شکر ادا کیا۔ "ویسے اب فوزان کے ہاں جانے کا کیا مقصد ہے، یہ بھی ذرا بتا دو؟" بھابی بھی بڑی تیز تھیں۔ فوزان کے ہاں جانے کی وجہ صرف اس کی بیماری تو نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ شک کر رہی تھیں۔ وہ بے اختیار ہنس دی۔

"شکر ہے اللہ کا، تمہیں عقل تو آئی۔" بھابی نے شکر ادا کیا۔ "ویسے اب فوزان کے ہاں جانے کا کیا مقصد ہے، یہ بھی ذرا بتا دو؟" بھابی بھی بڑی تیز تھیں۔ فوزان کے ہاں جانے کی وجہ صرف اس کی بیماری تو نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ شک کر رہی تھیں۔ وہ بے اختیار ہنس دی۔

"آپ تو بڑی جاسوسہ بن رہی ہیں۔ سچی بات ہے میں صرف فوزان کی عیادت کو ہی جانا چاہتی ہوں۔" اس نے مسکراہٹ روک کر انہیں پر سکون کرنا چاہا۔ اب اگر وہ انہیں اپنی حماقت و بے وقوفی کے متعلق بتاتی تو ڈانٹ یقینی تھی۔ بھابی بھی ہنس دیں۔

''اس وقت تو تم اکیلی ہی جاؤ۔ شام میں تمہارے بھائی آئیں گے تو میں ان کے ساتھ ہی چلی جاؤں گی۔'' بھابی نے ساتھ نہ چلنے سے صاف ہری جھنڈی دکھائی تو وہ پریشان ہو گئی۔ وہ پہلی دفعہ فوزان صدیقی کے گھر جا رہی تھی وہ بھی اکیلی۔ اس نے فوراً نفی میں گردن ہلا دی۔

''میں اکیلی کیسے جاؤں گی؟'' وہ واقعی متفکر تھی۔

''ویسے ہی' جیسے سب جاتے ہیں۔ اب جاؤ بھی' وقت ضائع مت کرو۔ میرا خیال ہے ان کے گھر کا ایڈریس تو تمہیں پتا ہی ہو گا۔ بس آرام سے چلی جاؤ۔ دیکھو قسمت سے میں تمہیں ایک گولڈن چانس دے رہی ہوں اکیلے جانے کا' مِس مت کرو۔'' بھابی شرارت سے کہہ رہی تھیں وہ ایک دم گھبرا گئی۔ چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

.../...

گاڑی روکنے کے بعد دیوار پر نصب سنگ مرمر کی پلیٹ پر ''صدیقی ہائوس'' پڑھ کر وہ گاڑی سے باہر نکل آئی۔ یہ زندگی میں پہلا اتفاق تھا کہ یوں اس کے قدم فوزان صدیقی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اندر سے وہ تھوڑی سی خوف زدہ بھی تھی۔ پھر بھی وہ گاڑی لاک کر کے گیٹ کے قریب آ رکی۔ وہاں موجود چوکیدار فوراً اس کی طرف آیا۔

''میں لائبہ افتخار ہوں۔ آپ اندر بتا دیں۔'' مختلف گلابوں کا گلدستہ ایک ہاتھ سے دوسرے میں منتقل کرتے ہوئے وہ قدرے گھبرائی ہوئی تھی۔ چوکیدار اندر چلا گیا تھا۔ وہ وہیں کھڑی اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔ ابھی اسے چند منٹ ہی گزرے ہوں گے جب ایک ادھیڑ عمر آدمی بھاگا آیا۔

www.novelsclubb.com

''بیٹا! یہاں کیوں کھڑی ہو؟ اندر آ جائو۔'' گیٹ کھول کر اس نے کہا تو وہ جھجکتے ہوئے اندر بڑھ گئی۔ اندر ہی اندر بھابی کے ساتھ نہ آنے پر غصہ بھی آیا۔ لان عبور

کرتے ہی کاریڈور میں وہیل چیئر پر بیٹھے باباجان نظر آ گئے تھے۔وہ بغیر اِدھر اُدھر دھیان دیے سیدھی ان کی طرف بڑھ گئی۔

"السّلام علیکم باباجان!"ان کی طرف جھکتے ہوئے اس نے انہیں سلام کیا تو اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے انہوں نے ڈھیروں دعائیں دیں۔وہ باباجان کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آ بیٹھی ان کی ہدایت پر ہی خادم حسین اس کے لیے کھانے پینے کا بندوبست کرنے چلا گیا۔

"بہت خوشی ہو رہی ہے تمہیں پہلی دفعہ اپنے گھر دیکھ کر...!"محبت سے وہ کہہ رہے تھے وہ مسکرا دی۔

"فوزان کہاں ہیں؟"چند اِدھر اُدھر کی رسمی باتوں کے بعد اطراف کا بغور جائزہ لیتے اس نے ان سے آخر کار پوچھ ہی لیا۔

"وہ اپنے کمرے میں آرام سے لیٹا ہوا ہے۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں نے ان کے آفس فون کیا تو پتا چلا کہ وہ گھر پر ہیں شاید کوئی موچ آگئی ہے۔"

"ہاں بیٹا! تم تو جانتی ہو نا کہ اس کا کام ہی کچھ ایسا ہے۔ کوئی غیر ملکی ایجنٹ تھا جس پر کئی ماہ سے کام کر رہا تھا۔ تین چار دن سے مسلسل گھر سے بھی غائب تھا۔ اس کی گرفتاری کے دوران ہی ملزموں کا پیچھا کرتے گر گیا تھا۔ کافی اندرونی چوٹیں آئی ہیں۔ رات کو ہی یہ واقعہ ہوا ہے' موبائل بھی ٹوٹ گیا ہے۔ انیقہ تو بڑی پریشان تھی' رات سے یہیں تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنے گھر گئی ہے۔ بظاہر تو کوئی مسئلہ نہیں ہوا صرف پاؤں میں ہی موچ آئی ہے۔ چلنے پھرنے سے قاصر ہے۔" بابا جان نے کافی تفصیل سے بتایا تو اسے گہرے ملال و افسوس نے آلیا۔

یہ اتنا اچھا شخص تھا انسانیت کی خاطر اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتا تھا اور اس نے اپنے دل کی بے تکی بات مان کر لاعلمی میں ہی سہی' اسے نجانے کتنے دکھ سے دوچار کر دیا تھا۔ خام حسین چائے لے آیا تھا۔ ساتھ میں نجانے کیا کچھ تھا۔ بابا جان کے انتہائی اصرار پر اس نے چائے پی تھی۔

''میں فوزان سے مل لوں؟'' چائے پیتے ہی اس نے اپنا مدعا بیان کیا تو بابا جان نے سر ہلا دیا۔

''کیوں نہیں' وہ اپنے کمرے میں ہے۔ خادم حسین! تم لائبہ بیٹی کو فوزان کے کمرے میں چھوڑ آئو۔'' انہوں نے خادم حسین کو بھی کہا۔ خادم حسین کی رہنمائی میں فوزان کے کمرے کے پاس پہنچ کر رک گئی۔

''ٹھیک ہے بابا میں چلی جائوں گی۔'' اس نے خادم حسین کو کہا۔ وہ اس کے لائے گئے پھولوں کا گلدستہ اسے دوبارہ پکڑا کر چلا گیا۔ اس نے اپنی ہتھیلیوں سے اپنے دہکتے رخساروں کو تھپتھپایا۔ ٹانگیں ہلکی ہلکی لرز رہی تھیں۔ اندر ایک گھبراہٹ طاری تھی۔ اللہ کا نام لیتے ہوئے اس نے دروازے پر دستک دے ڈالی۔

''آجائو' بابا کیوں بار بار دستک دیتے ہو؟'' عجب بے زار سی آواز آئی تھی۔ اس نے ڈرتے' جھجکتے ادھ کھلے دروازے کو دھکیلتے اندر قدم بڑھا دیے۔ نظر سیدھی کمبل

سینے تک اوڑھے فوزان پر پڑی تھی۔ سارا کمرا اندھیرے کی لپیٹ میں تھا۔ صرف ہلکی ہلکی سی روشنی ہی تھی۔ اس حبس زدہ ماحول میں وہ آنکھوں پر بازو لپیٹے لیٹا ہوا تھا۔

"اب پھر یخنی لے آئے ہوں گے خادم حسین تم...! میں بالکل نہیں پیوں گا چاہے بابا سے جا کر میری شکایت کرو یا ناراض ہو جائو' تمہاری کڑوی کسیلی یخنی مجھ سے نہیں پی جاتی۔" بچوں کا سا روٹھا ہوا ضدی لہجہ تھا۔ لائبہ کے لب آپ ہی آپ مسکرا اٹھے۔ جب کہ صورت حال مسکرانے والی ہرگز نہیں تھی۔

"کیا بات ہے بابا! تم بہت خاموش ہو۔" وہ پھر کہہ رہا تھا۔

"فوزان...!" اس سے پہلے کہ وہ بازو ہٹا کر اس خاموشی کا سبب جانتا' اس نے فوراً پکار لیا۔ فوزان نے برق رفتاری سے بازو ہٹا کر لائبہ کو دیکھا۔

"لائبہ...! آپ...!" حیرت سے دیکھتے ہوئے فوزان نے اٹھنے کی کوشش کرنا چاہی تو اس کے کئی اندرونی درد جو ابھی تک سوئے ہوئے تھے ایک دم جاگ اٹھے۔ وہ یونہی لیٹ گیا۔

"کیسی طبیعت ہے اب آپ کی...؟" پاس پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے گلدستہ اس کے سرہانے رکھ دیا۔ فوزان تو بحرِ تحیر میں غرق تھا۔ جسے وہ کئی دنوں سے اپنی طرف سے کھو بیٹھا تھا۔ وہ اس وقت اس کے کمرے میں اس کی نگاہوں کے سامنے تھی۔ دل یقین کرنے پر آمادہ نہیں تھا۔

"بہت حبس ہو رہا ہے آپ کے کمرے میں...! کم از کم کھڑکیاں ہی کھلوا لیتے۔" ارد گرد نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے فوزان کی حیران آنکھوں میں دیکھا تو چند لمحے چپ رہ گئی۔ پھر خود ہی اٹھ کر کھڑکیوں سے پردے ہٹا کر ساری کھڑکیاں کھول دیں۔ باہر کی ٹھنڈی تازہ ہوا تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ ایک دم خوش گواریت کا احساس جگا۔ کھڑکیوں سے پرے ہٹ کر اس نے لائٹ آن کی۔ "آپ

نے بتایا نہیں کیسی طبیعت ہے اب آپ کی۔" دوبارہ کرسی سنبھالتے ہوئے اس نے قدرے اعتماد سے اس سے پوچھا۔ فوزان کو یقین ہو گیا کہ وہ مجسم خود یہاں موجود ہے۔ جسے وہ ایک عرصے سے اپنے کمرے کی تاریکی میں پہروں یاد کرتا آیا تھا۔ جس سے خیالوں میں باتیں کرتا تھا' وہ حقیقت میں اب اس سے مخاطب تھی۔

"ٹھیک ہوں' آپ کو کیسے پتا چلا؟ کہیں بابا جان نے تو فون نہیں کیا؟" بہت سنبھل کر تکیوں کے سہارے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"نہیں، آپ کے آفس سے علم ہوا تھا تین دن سے میں مسلسل فون کر رہی تھی مگر آپ سے بات ہی نہیں ہو رہی تھی۔ میں تو سمجھی کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں' جان بوجھ کر بات نہیں کرنا چاہتے۔ یہ تو بابا جان سے پتا چلا کہ آپ کسی کیس میں الجھے گھر سے بھی غائب تھے۔" سرخ' گلابی اور سفید گلابوں کے بنے اس خوب صورت گلدستے کو جو کہ اس کے سرہانے رکھا ہوا تھا۔ دیکھتے ہوئے فوزان نے بغیر کچھ کہے چونک کر اسے دیکھا۔ جس کا چہرہ گلابی تھا۔ اس کی گہری گرے گرین آنکھوں اور

WWW.NOVELSCLUBB.COM

رخساروں کی چھلکتی سرخی میں نجانے کیا کیا رقم تھا۔وہ اس تحریر پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔آج لائبہ کا چہرہ کیا پورا وجود ہی بدلا ہوا تھا۔فوزان نے اس کی ڈریسنگ کا بھی بغور جائزہ لیا۔

"فوزان! میری ایک امانت آپ کے پاس ہے' مجھے وہ چاہیے۔"کافی دیر جھجکتے رہنے کے بعد سر جھکائے ہوئے آخر کار اس نے کہہ ہی دیا۔

"کیا؟"فوزان جو خود خاصا حیران ہو رہا تھا وہ کچھ سنبھل کر اسے دیکھنے لگا۔اس کا پورا وجود گویا کان بن گیا تھا۔وہ خود سے الجھتی اسے اور بھی متجسس کر گئی۔

"وہ انگوٹھی جو میں نے آپ کو واپس کی تھی۔"اچانک خاصا جھٹکا لگا تھا۔فوزان کئی لمحے سنبھل بھی نہ سکا۔

www.novelsclubb.com

"لائبہ...!آپ...!"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے آپ سے معذرت کرنی چاہیے یا نہیں، میں نہیں جانتی مگر میں بے وقوف اور احمق ہوں۔اس بات کا مجھے اعتراف ہے۔میں نے آپ کو اسی دن روکنا چاہا تھا جب رمیز آیا تھا۔آپ رکے ہی نہیں تھے۔میں اپنے ماضی کی تلخیوں کو بھلا کر صرف اور صرف آپ پر بھروسا کرنے یہاں تک آئی ہوں۔میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ آپ مجھے میری بے وقوفیوں اور احمقانہ سوچوں سمیت قبول کرتے ہیں یا نہیں۔البتہ اتنا ضرور اعتماد ہے کہ آپ مجھے نامراد نہیں لوٹائیں گے۔" بہت آہستہ آواز میں کہتے ہوئے وہ گویا فوزان کو نئی زندگی کی نوید سنا گئی تھی۔وہ خوشی وانبساط کی گہری کیفیت میں گھرے بس لائبہ کی جھکی پلکوں اور سرخ گلابی رخساروں کو دیکھے گیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کہیں مذاق تو نہیں کر رہی میرے ساتھ...؟" آنکھوں کو بھینچ کر کھولتے ہوئے وہ ابھی بھی بے یقین تھا۔

"نہیں فوزان صاحب! میں مذاق نہیں کر رہی۔ قدرت جن کو آزمائے وہ دوسروں کو آزماتے ہوئے ہمیشہ ڈرتے ہیں۔ آپ کے جذبوں کی یہ سچائی ہی تھی۔ جس نے مجھے آپ کی طرف آنے پر مجبور کر دیا ورنہ میں تو سمجھی تھی اب زندگی میں کبھی کوئی رنگ نہیں بکھریں گے۔ کوئی خوشی نہیں آئے گی۔ سوچ تو ہو گی صرف دنیاداری کی۔ میرا خیال تھا کہ میرے تمام جذبات واحساست صرف ایک شخص کی وجہ سے منجمد ہو گئے ہیں۔ وہ سب غلط تھا کسی ایک شخص پر زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔ میرے بھی تمام جذبے اور احساس منجمد نہیں ہوئے تھے۔ انہیں صرف کسی کے یقین اور اعتماد کی ضرورت تھی اور جب آپ نے یقین دلایا تو یہ اسی وقت جاگ اٹھے۔ ماضی کی گرد کو اپنے دل و دماغ سے صاف کرنے کے بعد سارے منظر اتنے واضح ہو گئے کہ مجھے آپ اور آپ کی محبت پورے وجود سمیت دکھائی دینے لگی۔ اگر آپ اسی دن کچھ دیر اور رک جاتے تو اس وقت میں آپ کے سامنے بیٹھی کسی بھی قسم کی کوئی وضاحت پیش نہیں کر رہی ہوتی۔" وہ سب کہہ کر

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے دیکھنے لگی۔ فوزان بہ مشکل مسکرایا تھا۔اسے اب یقین آگیا تھا اس کے جذبوں نے لائبہ کے دل تک رسائی کرلی تھی۔اس کے احساس نے لائبہ کے وجود کو بھی چھوا تھا۔ کتنی اچھی اور خوش کن نوید تھی جو لائبہ نے اسے سنائی تھی۔ایک عرصے بعد وہ دل سے مسکرادیا تھا۔

"مجھے سمجھ میں نہیں آرہا لائبہ افتخار میں اللہ تعالیٰ کا کس طرح شکریہ ادا کروں۔ میں نے تو ہمیشہ آپ کو صرف اسی سے مانگا ہے اور آج اس نے میری یہ خواہش بھی پوری کردی۔ کیا واقعی یہ سچ ہے؟" آنکھوں کو کھولتے بند کرتے وقت وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔لائبہ کے ہونٹوں پر خود بخود مسکراہٹ سمٹ آئی۔

"یقین کرلیں فوزان صاحب! قدرت کبھی یونہی مہربان ہوجاتی ہے۔ جلتی دھوپ کبھی یونہی ابر باراں برسانے لگتی ہے۔ صحرا پھول اگانے لگتے ہیں، بنجر کھیتیاں سیراب ہوجاتی ہیں۔ یہ اللہ کی مہربانی ہی تو ہے مگر مجھ جیسے لوگ ہر طرف سے نا امید ہوکر کبھی کبھار حقیقی خوشیوں سے بھی منہ موڑ لیتے ہیں۔ ہم نے وقت اور

WWW.NOVELSCLUBB.COM

حالات کے ہاتھوں بہت زک اٹھایا تھا۔ ہمیں بھی تو کنارے لگنا ہے۔ آپ نے ہی تو کہا تھا ہمیں بھی اپنے حصے کی خوشیاں سمیٹنی ہیں۔" وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔ یقین دلانے کو تو لائبہ کی گہری گرین آنکھیں اور رخساروں سے چھلکتی گلابی ہی کافی تھی۔ ایک بھرپور نظر اس پر ڈالتے ہوئے اس نے تشکر سے مسکراتے ہوئے اپنے سرہانے رکھے پھول اٹھا لیے۔ فوزان نے ایک ادھ کھلی سرخ گلاب کی کلی گلدستے سے نکال کر لائبہ کی طرف بڑھادی تھی۔ جسے اس نے مسکراتے ہوئے تھام لیا۔

"شکریہ!" پزیرائی کا یہ انداز لائبہ کو دل و جان سے بھایا۔ زندگی ایک دم مہربان ہوئی تھی۔ لائبہ نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

میں زرد موسم کے درد سہہ کر

گلاب لمحے بھلا چکی تھی

بس سرد ہاتھوں کے سرمئی دکھ

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سراب لمحوں میں رکھ رہی تھی

کہ آج اس نے پرانے موسم

میری ہتھیلی پر رکھ دیے ہیں

وہ سارے ریشم گلاب لمحے

میرے مقدر میں لکھ دیے ہیں

ختم شد

www.novelsclubb.com